زکوٰۃ، صدقۂ فطر اور عشر کے فضائل و مسائل پر مشتمل گلدستہ

فیضانِ زکوٰۃ

- زکوٰۃ دینے کے فضائل 5
- زکوٰۃ کس پر فرض ہے؟ 20
- سونے چاندی کی زکوٰۃ 27
- مال تجارت کی زکوٰۃ 39
- کرنسی نوٹ کی زکوٰۃ 46
- جانوروں کی زکوٰۃ 104
- زکوٰۃ کس کو دیں؟ 57
- صدقۂ فطر 111

مکتبۃ المدینہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

زکوٰۃ کے فضائل کے گیارہ حروف کی نسبت سے اس کتاب کو پڑھنے کی 11 نیّتیں

از۔ شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ

فرمانِ مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِهِ ’یعنی مسلمان کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔‘

(المعجم کبیر للطبرانی، الحدیث ۵۹۴۲ ج۶ ص ۱۸۵)

دومدنی پھول: (۱) بغیر اچھی نیت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔ (۲) جتنی اچھی نیّتیں زِیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔

(۱) ہر بار حمد و (۲) صلوٰۃ اور (۳) تعوُّذ و (۴) تَسمِیہ سے آغاز کروں گا (اِسی صفحہ پر اُوپر دی ہوئی دو عَرَبی عبارات پڑھ لینے سے چاروں نیتوں پر عمل ہو جائے گا) (۵) حتَّی الوسع اِس کا باوُضو اور (۶) قبلہ رو مطالعہ کروں گا (۷) قرآنی آیات اور (۸) احادیثِ مبارکہ کی زیارت کروں گا (۹) جہاں جہاں ’اللہ‘ کا نام پاک آئے گا وہاں عزوجل اور (۱۰) جہاں جہاں ’سرکار‘ کا اسمِ مبارک آئے گا وہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پڑھوں گا (۱۱) کتابت وغیرہ میں شَرعی غلطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مُطّلع کروں گا (مصنف یا ناشرین وغیرہ کو کتابوں کی اَغلاط صِرف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا)۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

المدینة العلمیة

از۔ بانیٔ دعوتِ اسلامی، عاشقِ اعلیٰ حضرت، شیخ طریقت، امیرِ اہلسنّت، حضرتِ علّامہ

مولانا ابوبلال محمّد الیاس عطّار قادری رَضَوی دامت برکاتہم العالیہ

الحمدللّٰہ علیٰ اِحْسانِہٖ و بِفَضْلِ رسُولِہٖ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم

تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اشاعتِ علمِ شریعت کو دُنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے۔ان تمام اُمور کو بحسنِ خوبی سرانجام دینے کے لئے متعدّد مجالس کا قِیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس **المدینۃ العلمیہ** بھی ہے جو دعوتِ اسلامی کے عُلماء و مُفتیانِ کرام کَثَّرَھُمُ اللّٰہُ تعالیٰ پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اُٹھالیا ہے۔اس کے مُندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

(۱) شعبۂ کُتُبِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ (۲) شعبۂ درسی کتب (۳) شعبۂ اِصلاحی کتب (٤) شعبۂ تفتیشِ کتب

(۵) شعبۂ تراجمِ کتب (٦) شعبۂ تخریج

المدینۃ العلمیہ کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلیٰ حضرت اِمامِ اَہلسنّت، عظیم البَرَکت، عظیم المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجدِّدِ دِین و مِلّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بدعت، عالِمِ شریعت، پیرِ طریقت، باعثِ خیر وبرکت، حضرتِ علاّمہ مولٰینا الحاج الحافظ القاری الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کی گراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق **حتَّی الْوُسع** سَہل اُسلُوب میں پیش کرنا ہے۔تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اس علمی، تحقیقی اور اشاعت مَدَنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کا خود بھی مطالعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اِس کی ترغیب دِلائیں۔

اللّٰہ عزوجل **دعوتِ اسلامی** کی تمام مجالس بشمول **المدینۃ العلمیہ** کو دِن گیارہویں اور رات بارہویں ترقّی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عملِ خیر کو زیورِ اخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ہمیں زیرِ گنبدِ خضرا شہادت، جنّت البقیع میں مدفن اور جنّت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم

رَمَضان المبارَک ١٤٢٥ھ

زکوٰۃ کے مسائل سیکھ لیجئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ عظمت نشان ہے، اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر ہے، اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اس کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔ (صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب دعاء کم ایمانکم، الحدیث ۸، ج ۱، ص ۱۴)

مذکورہ فرمانِ عظمت نشان میں نماز کے بعد جس عبادت کا ذِکر کیا گیا ہے وہ زکوٰۃ ہے۔ زکوٰۃ اسلام کا تیسرا رُکن اور مالی عبادت ہے۔ قرآن مجید فرقانِ حمید کی متعدّد آیاتِ مقدسہ میں زکوٰۃ ادا کرنے والوں کی تعریف و توصیف اور نہ دینے والوں کی مذمت کی گئی ہے زکوٰۃ کی ادائیگی کے فضائل پانے اور عدمِ ادائیگی کے نقصانات سے بچنے کیلئے زکوٰۃ کے شرعی مسائل کا سیکھنا بے حد ضروری ہے۔ مگر صد حیف کہ علمِ دین کی کمی کی وجہ سے مسلمانوں کی اکثریت ان مسائل سے ناواقف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات کسی پر زکوٰۃ فرض ہو چکی ہوتی ہے لیکن وہ اس سے لاعلم ہوتا ہے۔ یاد رکھئے کہ مالکِ نصاب ہونے کی صورت میں زکوٰۃ کے مسائل سیکھنا فرضِ عین ہے۔ امامِ اہلسنّت مجدِدِ دین وملت اعلیٰ حضرت الشاہ مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن (اَلْمُتَوَفّٰی ۱۳۴۰ھ) فتاویٰ رضویہ جلد ۲۳ صفحہ ۶۲۴ لکھتے ہیں، مالکِ نصابِ نامی (یعنی حقیقۃً یا حکماً بڑھنے والے مال کے نِصاب کا مالک) ہو جائے تو مسائلِ زکوٰۃ (سیکھنا فرض عین ہے)۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۳، صفحہ ۶۲۴)

زیرِ نظر کتاب 'فیضانِ زکوٰۃ' کو مرتب کرنے کیلئے ردالمحتار، الفتاویٰ الہندیۃ، فتاویٰ رضویہ، بہارِ شریعت، فتاویٰ فقیہ ملت اور شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطارؔ قادری دامت برکاتہم العالیہ کے مدنی مذاکروں (بالخصوص مدنی مذاکرہ نمبر 101, 102) سے مواد لیا گیا ہے۔ اس کتاب میں حتی الوسع زکوٰۃ، صدقۂ فطر اور عُشر کے فضائل و مسائل کو انتہائی آسان پیرائے میں عنوانات کے تحت حوالہ جات کے التزام کے ساتھ پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ کم علم بھی اس سے فائدہ حاصل کرسکیں، پھر بھی علم بہت مشکل چیز ہے یہ ممکن نہیں کہ علمی دُشواریاں بالکل جاتی رہیں۔ یقیناً بہت سے مقامات اب بھی ایسے ہوں گے کہ علماء سے سمجھنے کی حاجت ہوگی۔ لہٰذا جو بات سمجھ میں نہ آئے، سمجھنے کیلئے علمائے کرام دامت فیوضہم سے رجوع کیجئے۔ اس کتاب میں (چند ایک مقامات کے علاوہ) مسائل کے دلائل اور حوالے کی عبارتیں نقل نہیں کی گئیں کیونکہ اوّل تو دلیلوں کا سمجھنا ہر شخص کا کام نہیں، دوسرا دلیلوں کی وجہ سے اکثر ایسی اُلجھن پڑ جاتی ہے کہ نفس مسئلہ سمجھنا دشوار ہوجاتا ہے۔ اگر کسی کو دلائل کا شوق ہو تو حوالے میں لکھی گئی کتب بالخصوص فتاویٰ رضویہ شریف کا مطالعہ کریں کہ الحمدللہ عزوجل اس میں ہر مسئلہ کی ایسی تحقیق کی گئی ہے جس کی نظیر آج دنیا میں موجود نہیں۔

اس اہم کتاب کو نہ صرف خود پڑھئے بلکہ دوسرے مسلمانوں کو بھی پڑھنے کی ترغیب دے کر نیکی کی دعوت کو عام کرنے کا ثواب کمائیے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں 'اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش' کرنے کیلئے مدنی انعامات پر عمل اور مدنی قافلوں کا مسافر بنتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور دعوتِ اسلامی کی تمام مجالس بشمول مجلس المدینۃ العلمیۃ کو دن گیارہویں رات بارہویں ترقی عطا فرمائے۔ آمین بجاہِ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

شعبہ اصلاحی کتب

(مجلس المدینۃ العلمیۃ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

درود پاک کی فضیلت

سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ، صاحبِ معطر پسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اللہ عزّ وجل کی خاطر آپس میں محبت رکھنے والے جب باہم ملیں اور مُصافحہ کریں اور نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر دُرودِ پاک بھیجیں تو ان کے جدا ہونے سے پہلے دونوں کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (مسند ابی یعلی، الحدیث ۲۹۵۱، ج۳،ص۹۵)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اسلام کا بنیادی رکن

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! زکوٰۃ اسلام کا بنیادی رکن ہے۔ اللہ عزّ وجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ عظمت نشان ہے، اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر ہے، اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اسکے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔ (صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب دعاء کم ایمانکم، الحدیث ۸، ج۱،ص۱۴)

زکوٰۃ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے۔ قرآنِ مجید فرقانِ حمید میں نماز اور زکوٰۃ کا ایک ساتھ 32 مرتبہ ذکر آیا ہے۔ (رد المحتار، کتاب الزکوٰۃ، ج۳ص۲۰۲) علاوہ ازیں زکوٰۃ دینے والا خوش نصیب دُنیوی واُخروی سعادتوں کو اپنے دامن میں سمیٹ لیتا ہے۔ (جن کا ذکر اگلے صفحات میں آرہا ہے)

زکوٰۃ فرض ہے

زکوٰۃ کی فرضیت کتاب وسنت سے ثابت ہے۔اللہ عزّوجل قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

واقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ (پ ا۔البقرہ:۴۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو۔

صَدْرُ الْاَفَاضِل حضرت مولانا سیّد محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی (اَلْمُتَوَفّٰی ۱۳۶۷ھ) اس آیت کے تحت تفسیر خزائنُ الْعِرفان میں لکھتے ہیں،اس آیت میں نماز وزکوٰۃ کی فرضیت کابیان ہے۔

خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم و تزکیھم بھا (پ ۱۱۔التوبہ:۱۰۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اے محبوب ان کے مال میں سے زکوٰۃ تحصیل کروجس سے تم انہیں ستھرااور پاکیزہ کردو۔

صدرالافاضل حضرت مولاناسیّد محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی اس آیت کے تحت تفسیرخزائن العرفان میں لکھتے ہیں، آیت میں جوصَدَقہ وارِد ہوا ہے اس کے معنٰی میں مُفَسِّرین کے کئی قول ہیں۔ایک تو یہ کہ وہ صدقہ غیر واجِبہ تھا جو بطورِ کَفّارہ کے اِن صاحبوں نے دیا تھا جن کا ذکر اوپر کی آیت میں ہے۔دوسرا قول یہ ہے کہ اس صدقہ سے مراد وہ زکوٰۃ ہے جو ان کے ذمہ واجب تھی،وہ تائب ہوئے اور انہوں نے زکوٰۃ ادا کرنی چاہی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لینے کا حکم دیا۔امام ابوبکر رازی جصاص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس قول کو ترجیح دی ہے کہ صدقہ سے زکوٰۃ مراد ہے۔ (خازن واحکام القرآن)

فَرْض کے تین حروف کی نسبت سے زکوٰۃ کی فرضیت کے متعلق 3 روایات

۱...... حضرت سیّدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، مجھے اللہ عزوجل نے اس پر مامور کیا کہ مَیں لوگوں سے اس وقت تک لڑوں جب تک وہ یہ گواہی نہ دیں کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) خدا کے سچے رسول ہیں، ٹھیک طرح نماز ادا کریں، زکوٰۃ دیں، پس اگر ایسا کرلیں تو مجھ سے ان کے مال اور جانیں محفوظ ہوجائیں گے سوائے اس سزا کے جو اسلام نے (کسی حد کے سلسلہ میں) ان پر لازم کردی ہو۔ (صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب فان تابوا واقاموا الصلوٰۃ، الحدیث ۲۵، ج۱،ص۲۰)

۲...... نبی کریم، رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب حضرت سیّدنا معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا، ان کو بتاؤ کہ اللہ عزوجل نے ان کے مالوں میں زکوٰۃ فرض کی ہے مالداروں سے لے کر فقراء کو دی جائے۔ (سنن الترمذی، کتاب الزکاۃ، باب ما جاء فی کراھیۃ اخذ اخیار المال فی الصدقۃ، الحدیث ۶۲۵، ج۲،ص۱۲۶)

۳...... حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصالِ ظاہری ہوگیا اور حضرت سیّدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنے اور کچھ قبائل عرب مرتد ہوگئے (کہ زکوٰۃ کی فرضیت سے انکار کر بیٹھے) تو حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، آپ لوگوں سے کیسے معاملہ کرینگے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، مَیں لوگوں سے جہاد کرنے پر مامور ہوں جب تک وہ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ نہ پڑھیں۔ جس نے لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کرلیا اس نے اپنی جان اور اپنا مال مجھ سے محفوظ کرلیا مگر یہ کہ کسی کا حق بنتا ہو اور وہ اللہ عزوجل کے ذمہ ہے۔ (یعنی یہ لوگ تو لا الہ الا اللہ کہنے والے ہیں، ان پر کیسے جہاد کیا جائے گا)۔

حضرت سیّدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، اللہ عزوجل کی قسم! میں اس شخص سے جہاد کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے گا (کہ نماز کو فرض مانے اور زکوٰۃ کی فرضیت سے انکار کرے) اور زکوٰۃ مال کا حق ہے بخدا اگر انہوں نے (واجب الاداء) ایک رسی بھی روکی جو وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دور میں دیا کرتے تھے تو میں ان سے جنگ کروں گا۔ حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، واللّٰہ! میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے صدیق کا سینہ کھول دیا۔ اُس وقت میں نے بھی پہچان لیا کہ وہی حق ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، باب وجوب الزکوٰۃ، الحدیث ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ج۱،ص۴۷۲، ۴۷۳)

صدر الشریعہ، بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی (اَلْمُتَوَفّٰی ۱۳۶۷ھ) اس روایت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نِری کلمہ گوئی اسلام کیلئے کافی نہیں، جب تک تمام ضروریاتِ دین کا اِقرار نہ کرے اور امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بحث کرنا اس وجہ سے تھا کہ ان کے علم میں پہلے یہ بات نہ تھی کہ وہ فرضیت کے منکر ہیں یہ خیال تھا کہ زکوٰۃ دیتے نہیں اس کی وجہ سے گنہگار ہوئے، کافر تو نہ ہوئے کہ ان پر جہاد قائم کیا جائے، مگر جب معلوم ہوگیا تو فرماتے ہیں میں نے پہچان لیا کہ وہی حق ہے، جو (سیّدنا) صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سمجھا اور کیا۔ (بہارِ شریعت، ج۱، حصہ۵، ص۸۷۰)

زکوٰۃ کب فرض ہوئی ؟

زکوٰۃ 2 ہجری میں روزوں سے قبل فرض ہوئی۔ (الدر المختار، کتاب الزکوٰۃ، ج۳، ص۲۰۲)

زکوٰۃ کی فرضیت کا انکار کرنا کیسا ؟

زکوٰۃ کا فرض ہونا قرآن سے ثابت ہے، اس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ (ماخوذ از الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکوٰۃ، الباب الاوّل، ج۱، ص۱۷۰)

غمِ مال سے بچا یا الٰہی کے سولہ حروف کی نسبت سے
زکوٰۃ ادا کرنے کے 16 فضائل و فوائد

(۱) تکمیلِ ایمان کا ذریعہ

زکوٰۃ دینا تکمیلِ ایمان کا ذریعہ ہے جیسا کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، تمہارے اسلام کا پورا ہونا یہ ہے کہ تم اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو۔ (الترغیب والترھیب، کتاب الصدقات، باب الترغیب فی اداءِ الزکوٰۃ، الحدیث ۱۲، ج۱، ص۳۰۱) ایک مقام پر ارشاد فرمایا، جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہو اسے لازم ہے کہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرے۔ (المعجم الکبیر، الحدیث ۱۳۵۶۱، ج۱۲، ص۳۲۴)

(۲) رحمتِ الٰہی عزّوجل کی برسات

زکوٰۃ دینے والے پر رحمتِ الٰہی عزّوجل کی چھما چھم برسات ہوتی ہے۔ سورۃُ الاعراف میں ہے:

ورحمتی وسعت کل شیءٍ ط فسا کتبھا للذین یتقون ویؤتون الزکوٰۃ (پ۹۔الاعراف:۱۵۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہے تو عنقریب میں نعمتوں کو ان کیلئے لکھ دوں گا جو ڈرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔

(۳) تقویٰ و پرہیزگاری کا حصول

زکوٰۃ دینے سے تقویٰ حاصل ہوتا ہے۔ قرآنِ پاک میں مُتَّقِین کی علامت میں سے ایک علامت یہ بھی بیان کی گئی ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

ومما رزقنٰھم ینفقون لا (پ۱۔البقرۃ:۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے ہماری راہ میں اٹھائیں۔

(٤) کامیابی کا راستہ

زکوٰۃ دینے والا کامیاب لوگوں کی فہرست میں شامل ہوجاتا ہے۔جیسا کہ قرآن پاک میں فلاح کو پہنچنے والوں کا ایک کام زکوٰۃ بھی گنوایا گیا ہے۔چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

قد افلح المؤمنون ۙ الذین ہم فی صلاتہم خٰشعون ۙ

والذین ہم عن اللغو معرضون ۙ والذین ہم للزکوٰۃ فٰعلون ۙ (پ۱۸۔المومنون:۱تا۴)

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک مراد کو پہنچے ایمان والے جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں

اور وہ جو کسی بیہودہ بات کی طرف التفات نہیں کرتے اور وہ کہ زکوٰۃ دینے کا کام کرتے ہیں۔

(٥) نُصرتِ الٰہی عزّوجل کا مستحق

اللہ تعالیٰ زکوٰۃ ادا کرنے والے کی مدد فرماتا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

ولینصرن اللہ من ینصرہ ط ان اللہ لقوی عزیز الذین ان مکنہم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ

وأتوا الزکوٰۃ و امروا بالمعروف ونہوا عن المنکر ط و للہ عاقبۃ الامور (پ۱۷۔الحج:۴۰،۴۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اور بیشک اللہ ضرور مدد فرمائے گا اس کی جو اس کے دین کی مدد کرے گا بیشک ضرور اللہ قدرت والا غالب ہے،

وہ لوگ کہ اگر ہم انہیں زمین میں قابو دیں تو نماز برپا رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور بھلائی کا حکم کریں اور برائی سے روکیں

اور اللہ ہی کیلئے سب کاموں کا انجام۔

(٦) اچھے لوگوں میں شمار ہونے والا

زکوٰۃ ادا کرنا اللہ کے گھروں یعنی مساجد کو آباد کرنے والوں کی صفات میں سے ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

انما یعمر مسٰجد اللہ من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر واقام الصلوٰۃ وأتی الزکوٰۃ

ولم یخش الا اللہ فعسٰی اولٰئک ان یکونوا من المہتدین (پ۱۰۔التوبہ:۱۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں

اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تو قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت والوں میں ہوں۔

(۷) اسلامی بھائیوں کے دل میں خوشی داخل کرنے کا ثواب

زکوٰۃ کی ادائیگی سے غریب اسلامی بھائیوں کی ضرورت پوری ہوجاتی ہے اوران کے دل میں خوشی داخل ہوتی ہے۔

(۸) اسلامی بھائی چارے کا بہترین اظہار

زکوٰۃ دینے کا عمل اُخوتِ اسلامی کی بہترین تعبیر ہے کہ ایک غنی مسلمان اپنے غریب اسلامی بھائی کوزکوٰۃ دے کر معاشرے میں سراُٹھا کر جینے کا حوصلہ مہیا کرتا ہے۔ نیز غریب اسلامی بھائی کا دل کینہ وحسد کی شکارگاہ بننے سے محفوظ رہتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس کے غنی اسلامی بھائی کے مال میں اس کا بھی حق ہے چنانچہ وہ اپنے بھائی کے جان، مال اور اولاد میں برکت کیلئے دعاگو رہتا ہے۔ نبی پاک، صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، بیشک مؤمن کیلئے مؤمن مثل عمارت ہے، بعض بعض کو تقویت پہنچاتا ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب تشبیک الاصابع ..... الخ، الحدیث ۴۸۱، ج۱، ص۱۸۱)

(۹) فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مصداق

زکوٰۃ مسلمانوں کے درمیان بھائی چارہ مضبوط بنانے میں بہت اہم کردار ادا کرتی ہے جس سے اسلامی معاشرے میں اجتماعیت کو فروغ ملتا ہے اور امدادِ باہمی کی بنیاد پر مسلمان اپنے پیارے آقا مدینے والے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس فرمانِ عظیم کا مصداق بن جاتے ہیں: مسلمانوں کی آپس میں دوستی اور رحمت اور شفقت کی مثال جسم کی طرح ہے، جب جسم کا کوئی عضو بیمار ہوتا ہے تو بخار اور بے خوابی میں سارا جسم اس کا شریک ہوتا ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب تراحم المؤمنین ..... الخ، الحدیث ۲۵۸۶، ص۱۳۹۶)

(۱۰) مال پاک ہوجاتا ہے

زکوٰۃ دینے سے مال پاک ہوجاتا ہے جیسا کہ حضرت سیّدنا اَنس بن مالِک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ مُعطّر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اپنے مال کی زکوٰۃ نکال کہ وہ پاک کرنے والی ہے، تجھے پاک کردیگی۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، مسند انس بن مالک، الحدیث ۱۲۳۹۷ ج۴، ص۲۷۴)

(۱۱) بُری صفات سے چھٹکارا

زکوٰۃ دینے سے لالچ وبخل جیسی بری صفات سے (اگردل میں ہوں تو) چھٹکارا پانے میں مدد ملتی ہے اور سخاوت وبخشش کا محبوب وَصف مل جاتا ہے۔

(۱۲) مال میں برکت

زکوٰۃ دینے والے کا مال کم نہیں ہوتا بلکہ دنیا وآخرت میں بڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وما انفقتم من شیٔ فھو یخلفہ ج وھو خیر الرّٰزقین (پ۲۲۔سبا:۳۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو چیز تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو وہ اس کے بدلے اور دے گا اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔

ایک مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ ط واللہ یضٰعف لمن یشآء ط واللہ واسع علیم الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ ثم لا یتبعون مآ انفقوا منا ولآ اذی لا لھم اجرھم عند ربھم ج ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون (پ۳۔البقرہ:۲۶۱،۲۶۲)

ترجمۂ کنزالایمان: ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانہ کی طرح جس نے اوگائیں سات بالیں، ہر بال میں سو دانے اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کیلئے چاہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے، وہ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، پھر دیئے پیچھے نہ احسان رکھیں نہ تکلیف دیں ان کا نیگ (انعام) ان کے ربّ کے پاس ہے اور انہیں نہ کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم۔

پس زکوٰۃ دینے والے کو یہ یقین رکھتے ہوئے خوش دلی سے زکوٰۃ دینی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اس کو بہتر بدلہ عطا فرمائے گا۔ اللہ عزَّوجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ عظمت نشان ہے، صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا۔
(المعجم الاوسط، الحدیث ۲۲۷۰، ج۱، ص۶۱۹)

اگرچہ ظاہری طور پر مال کم ہوتا لیکن حقیقت میں بڑھ رہا ہوتا ہے جیسے درخت سے خراب ہونے والی شاخوں کو اُتارنے میں بظاہر درخت میں کمی نظر آرہی ہے لیکن یہ اُتارنا اس کی نشوونما کا سبب ہے۔ مُفسّرِ شہیر حکیمُ الْاُمّت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں، زکوٰۃ دینے والی کی زکوٰۃ ہر سال بڑھتی ہی رہتی ہے۔ یہ تجربہ ہے۔ جو کسان کھیت میں بیج پھینک آتا ہے وہ بظاہر بوریاں خالی کرلیتا ہے لیکن حقیقت میں مع اضافہ کے بھر لیتا ہے۔ گھر کی بوریاں چوہے، سُرسُری وغیرہ کی آفات سے ہلاک ہوجاتی ہیں یا یہ مطلب ہے کہ جس مال میں سے صدقہ نکلتا رہتا ہے اُس میں سے خرچ کرتے رہو، اِن شاءَ اللہ عزَّوجل بڑھتا ہی رہے گا، کنویں کا پانی بھرے جاؤ، تو بڑھے ہی جائے گا۔ (مرأۃ المناجیح شرح المشکوٰۃ المصابیح، ج۳، ص۹۳)

(۱۳) شر سے حفاظت

زکوٰۃ دینے والا شر سے محفوظ ہوجاتا ہے جیسا کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ عظمت نشان ہے، جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کردی بیشک اللہ تعالیٰ نے اس سے شر کو دور کردیا۔ (المعجم الاوسط، باب الالف من اسمہ احمد، الحدیث ۱۵۷۹، ج۱، ص۴۳۱)

(۱٤) حفاظتِ مال کا سبب

زکوٰۃ دینا حفاظتِ مال کا سبب ہے جیسا کہ حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اپنے مالوں کو زکوٰۃ دے کر مضبوط قلعوں میں کرلو اور اپنے بیماروں کا علاج خیرات سے کرو۔ (مراسیل ابی داؤد مع سنن ابی داؤد، باب فی الصائم یصیب اھلہ، ص۸)

(۱۵) حاجت روائی

اللہ تعالیٰ زکوٰۃ دینے والوں کی حاجت روائی فرمائے گا جیسا کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جو کسی بندے کی حاجت روائی کرے اللہ تعالیٰ دین و دنیا میں اس کی حاجت روائی کریگا۔ (صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الاجتماع ...... الخ، الحدیث ۲۶۹۹، ص۱۴۴۷)

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا، جو کسی مسلمان کو دنیاوی تکلیف سے رہائی دے تو اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن کی مصیبت دور فرمائے گا۔ (جامع الترمذی، کتاب الحدود، باب ما جاء فی الستر علی المسلم، ج۳، ص۱۱۵)

(۱٦) دعائیں ملتی ہیں

غریبوں کی دعائیں ملتی ہیں جس سے رحمتِ خداوندی اور مددِ الٰہی عزوجل حاصل ہوتی ہے جیسا کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ مُعَطَّر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، تم کو اللہ تعالیٰ کی مدد اور رزق ضعیفوں کی برکت اور ان کی دعاؤں کے سبب پہنچتا ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب الجھاد، باب عن استعان بالضعفاء ...... الخ، الحدیث ۲۸۹۶، ج۲، ص۲۸۰)

’عذابِ جہنَّم‘ کے آٹھ حروف کی مُناسَبَت سے زکوٰۃ نہ دینے کے 8 نقصانات

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! زکوٰۃ کی عدمِ ادائیگی کے متعدد نقصانات ہیں جن میں چند یہ ہیں:۔

۱ ......ان فوائد سے محرومی جو اسے ادائیگی زکوٰۃ کی صورت میں مل سکتے تھے۔

۲......بخل یعنی کنجوسی جیسی بری صفت سے (اگر کوئی اس میں گرفتار ہو تو) چھٹکارا نہیں مل پائے گا۔ پیارے آقا، دو عالم کے داتا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ خبردار ہے، سخاوت جنت میں ایک درخت ہے جو سخی ہوا اس نے اس درخت کی شاخ پکڑ لی، وہ شاخ اسے نہ چھوڑے گی یہاں تک کہ اسے جنت میں داخل کردے اور بخل آگ میں ایک درخت ہے، جو بخیل ہوا اس نے اس کی شاخ پکڑی، وہ اسے نہ چھوڑے گی یہاں تک کہ آگ میں داخل کرے گی۔ (شعب الایمان، باب فی الجود والسخاء، الحدیث ۱۰۸۷۷، ج ۷ص ۴۳۵)

۳...... مال کی بربادی کا سبب ہے جیسا کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر وبَر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، خشکی وتری میں جو مال ضائع ہوا ہے وہ زکوٰۃ نہ دینے کی وجہ سے تلف ہوا ہے۔ (مجمع الزوائد، کتاب الزکوٰۃ، باب فرض الزکوٰۃ، الحدیث ۴۳۳۵، ج ۳ص ۲۰۰)

ایک مقام پر ارشاد فرمایا، زکوٰۃ کا مال جس میں ملا ہوگا اسے تباہ وبرباد کردیگا۔ (شعب الایمان، باب فی الزکوٰۃ، فصل فی الاستعفاف، الحدیث ۳۵۲۲، ج ۳ص ۲۷۳)

صدرالشریعہ، بدرالطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی (اَلْمُتَوَفّٰی ۱۳۶۷ھ) اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں، بعض ائمہ نے اس حدیث کے یہ معنی بیان کئے کہ زکاۃ واجب ہوئی اور ادا نہ کی اور اپنے مال میں ملائے رہا تو یہ حرام اُس حلال کو ہلاک کردے گا اور امام احمد (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا کہ معنے یہ ہیں کہ مالدار شخص مالِ زکاۃ لے تو یہ مالِ زکاۃ اس کے مال کو ہلاک کردے گا کہ زکاۃ تو فقیروں کیلئے ہے اور دونوں معنے صحیح ہیں۔ (بہارِ شریعت، ج ۱، حصہ ۵، ص ۸۷۱)

٤......زکوٰۃ ادا نہ کرنے والی قوم کو اجتماعی نقصان کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجسَّم، رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جو قوم زکوٰۃ نہ دے گی اللہ عزوجل اسے قحط میں مبتلاء فرمائے گا۔ (المعجم الاوسط، الحدیث ۴۵۷۷، ج ۳، ص ۲۷۵) **ایک اور مقام پر** فرمایا، جب لوگ زکوٰۃ کی ادائیگی چھوڑ دیتے ہیں تو اللہ عزوجل بارش کو روک دیتا ہے اگر زمین پر چوپائے موجود نہ ہوتے تو آسمان سے پانی کا ایک قطرہ بھی نہ گرتا۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب العقوبات، الحدیث ۴۰۱۹، ج ۴، ص ۳۶۷)

۵......زکوٰۃ نہ دینے والے پر لعنت کی گئی ہے جیسا کہ حضرت سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں، زکوٰۃ نہ دینے والے پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے۔ (صحیح ابن خزیمۃ، کتاب الزکاۃ، باب جماع ابواب التغلیظ، ذکر لعن لاوی ...... الخ، الحدیث ۲۲۵۰، ج۴،ص۸)

۶......بروزِ قیامت یہی مال وَبالِ جان بن جائے گا۔ سورۂ توبہ میں ارشاد ہوتا ہے:

والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ لا فبشرھم بعذاب الیم لا
یوم یحمٰی علیھا فی نار جھنم فتکوٰی بھا جباھھم و جنوبھم و ظھورھم ط
ھٰذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون (پ۱۰،التوبۃ:۳۴،۳۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ کہ جوڑ رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے
انہیں خوشخبری سناؤ دردناک عذاب کی جس دن وہ تپایا جائے گا جہنم کی آگ میں پھر اس سے داغیں گے
ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں یہ ہے وہ جو تم نے اپنے لئے جوڑ کر رکھا تھا اب چکھو مزا اس جوڑنے کا۔

اللہ عزَّوجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن وہ مال گنجے سانپ کی صورت میں کردیا جائے گا جس کے سر پر دو چتیاں ہوں گی (یعنی دو نشان ہونگے) وہ سانپ اس کے گلے میں طوق بنا کر ڈال دیا جائیگا پھر اس (یعنی زکوٰۃ نہ دینے والے) کی باچھیں پکڑے گا اور کہے گا، میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:

ولا یحسبن الذین یبخلون بمآ اٰتٰھم اللہ من فضلہٖ ھو خیرا لھم ط
بل ھو شر لھم ط سیطوقون ما بخلوا بہٖ یوم القیٰمۃ ط (پ۴،آل عمران:۱۸۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی، ہرگز اسے اپنے لئے اچھا نہ سمجھیں
بلکہ وہ ان کیلئے برا ہے عنقریب وہ جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہوگا۔

(صحیح البخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب اثم مانع الزکوٰۃ، الحدیث ۱۴۰۳، ج۱،ص۴۷۴)

۷......حساب میں سختی کی جائے گی جیسا کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، فقیر ہرگز ننگے بھوکے ہونے کی تکلیف نہ اُٹھائیں گے مگر اغنیاء کے ہاتھوں، سن لو ایسے مالداروں سے اللہ تعالیٰ سخت حساب لے گا اور انہیں دردناک عذاب دے گا۔ (مجمع الزوائد، کتاب الزکوٰۃ، باب فرض الزکوٰۃ، الحدیث ۴۳۲۴، ج۳،ص۱۹۷)

۸......عذابِ جہنم میں مبتلا ہو سکتا ہے۔ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کچھ لوگ دیکھے جن کے آگے پیچھے غرق لنگوٹیوں کی طرح کچھ چیتھڑے تھے اور جہنم کے گرم پتھر اور تھوہر اور سخت کڑوی جلتی بدبودار گھاس چوپایوں کی طرح چرتے پھرتے تھے۔ جبرائیل امین علیہ السلام سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کی، یہاں پر مالوں کی زکوٰۃ نہ دینے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا، اللہ تعالیٰ بندوں پر ظلم نہیں فرماتا۔ (الزواجر، کتاب الزکوٰۃ، الکبیرۃ السابعۃ، الثامنۃ والعشرون ...... الخ، ج۱،ص۳۷۲)

ایک مقام پر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، زکوٰۃ نہ دینے والا قیامت کے دن دوزخ میں ہوگا۔ (مجمع الزوائد، کتاب الزکوٰۃ، باب فرض الزکوٰۃ، الحدیث ۴۳۳۷، ج۳،ص۲۰۱)

ایک اور مقام پر فرمایا، دوزخ میں سب سے پہلے تین شخص جائیں گے ان میں سے ایک وہ مالدار کہ اپنے مال میں اللہ عزوجل کا حق ادا نہیں کرتا۔ (صحیح ابن خزیمہ، کتاب الزکوٰۃ، باب الذکر ادخال مانع الزکوٰۃ النار ...... الخ، الحدیث ۲۲۴۹، ج۴،ص۸ ملخصاً)

عذابات کا نقشہ

شیخ طریقت، امیر اہلسنّت حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار** قادری دامت برکاتہم العالیہ اپنی مشہورِ زمانہ تالیف 'فیضانِ سنت' جلداوّل کے صفحہ ۴۰۵ پر لکھتے ہیں:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یاد رکھئے زکوٰۃ ادا کرنے کے جہاں بیشمار ثوابات ہیں نہ دینے والے کیلئے وہاں خوفناک عذابات بھی ہیں چنانچہ میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت مولٰینا شاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن قرآن وحدیث میں بیان کردہ عذابات کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتے ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ جس سونے چاندی کی زکوٰۃ نہ دی جائے، روزِ قیامت جہنم کی آگ تپا کر اُس سے اُن کی پیشانیاں، کروٹیں، پیٹھیں داغی جائیں گی۔ اُن کے سر، پستان پر جہنّم کا گرم پتھر رکھیں گے کہ چھاتی توڑ کر شانے سے نکل جائے گا اور شانے کی ہڈی پر رکھیں گے کہ ہڈیاں توڑتا سینے سے نکل آئے گا، پیٹھ توڑ کر کروٹ سے نکلے گا، گدّی توڑ کر پیشانی سے اُبھرے گا۔ جس مال کی زکوٰۃ نہ دی جائے گی روزِ قیامت پرانا خبیث خونخوار اژدہا بن کر اُس کے پیچھے دوڑے گا، یہ ہاتھ سے روکے گا، وہ ہاتھ چبالے گا، پھر گلے میں طوق بن کر پڑے گا، اس کا منہ اپنے منہ میں لیکر چبائے گا کہ میں ہوں تیرا مال، میں ہوں تیرا خزانہ۔ پھر اس کا سارا بدن چباڈالے گا۔ والعیاذ باللّٰہ ربّ العالمین (فتاوٰی رضویہ تخریج شدہ، ج۱۰، ص۱۵۳)

میرے آقا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زکوٰۃ نہ دینے والے کو قیامت کے عذاب سے ڈرا کر سمجھاتے ہوئے فرماتے ہیں، اے عزیز! کیا خدا ورسول اللہ عزّوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کو یونہی ہنسی ٹھٹھا سمجھتا ہے یا (قیامت کے ایک دن یعنی) پچاس ہزار برس کی مدّت میں یہ جانکاہ مصیبتیں جھیلنی سَہل جانتا ہے، ذرا یہیں کی آگ میں ایک آدھ روپیہ (چھوٹا سا سکّہ) گرم کر کے بدن پر رکھ کر دیکھے، پھر کہاں یہ خفیف (ہلکی سی) گرمی، کہاں وہ قہر آگ، کہاں یہ ایک ہی روپیہ کہاں وہ ساری عمر کا جوڑا ہوا مال، کہاں یہ مِنَٹ بھر کی دیر کہاں وہ ہزار دن برس کی آفت، کہاں یہ ہلکا سا چہکا (یعنی معمولی سا داغ) کہاں وہ ہڈیاں توڑ کر پار ہونے والا غضب۔ اللہ تعالیٰ مسلمان کو ہدایت بخشے۔ (ایضاً ص ۱۷۵)

ایک اور مقام پر اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربّ العزت لکھتے ہیں، غرض زکوٰۃ نہ دینے کی جانکاہ آفتیں وہ نہیں جن کی تاب آسکے، نہ دینے والے کو ہزار سال ان سخت عذابوں میں گرفتاری کی اُمید رکھنا چاہئے کہ ضعیف البنیان انسان کی کیا جان، اگر پہاڑوں پر ڈالی جائیں سُرمہ ہوکر خاک میں مل جائیں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے ہر دم وابستہ رہئے اِن شاءَ اللہ عزّوجل زکوٰۃ وخیرات کے ضروری احکامات کے معلومات ہوتی رہیں گی اور عمل کے جذبے میں بھی اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔

زکوٰۃ کی تعریف

زکوٰۃ شریعت کی جانب سے مقرر کردہ اس مال کو کہتے ہیں جس سے اپنا نَفْع ہر طرح سے ختم کرنے کے بعد رضائے الٰہی عزوجل کسی ایسے مسلمان فقیر کی ملکیت میں دے دیا جائے جو نہ تو خود ہاشمی ہو اور نہ ہی کسی ہاشمی[1] کا آزاد کردہ غلام ہو۔ (الدر المختار، کتاب الزکوٰۃ، ج۳،ص۲۰۴،۲۰۶ ملخصاً)

زکوٰۃ کو زکوٰۃ کہنے کی وجہ

زکوٰۃ کا لُغوی معنی طہارت، افزائش (یعنی اضافہ اور برکت) ہے۔ چونکہ زکوٰۃ بقیہ مال کیلئے معنوی طور پر طہارت اور افزائش کا سبب بنتی ہے اسی لئے اسے زکوٰۃ کہا جاتا ہے۔ (الدر المختار و رد المحتار، کتاب الزکوٰۃ، ج۳،ص۲۰۳ ملخصاً)

زکوٰۃ کی اقسام

زکوٰۃ کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہیں: (۱) مال کی زکوٰۃ (۲) اَفراد کی زکوٰۃ (یعنی صدقۂ فطر)

مال کی زکوٰۃ کی مزید دو قسمیں ہیں: (۱) سونے، چاندی کی زکوٰۃ (۲) مالِ تجارت اور مویشیوں، زراعت اور پھلوں کی زکوٰۃ (یعنی عشر)۔ (ماخوذ از بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، کتاب الزکوٰۃ، ج۲،ص۷۵)

---

[1] بنی ہاشم سے مراد حضرت علی و جعفر و عقیل اور حضرت عباس و حارث بن عبدالمطلب کی اولادیں ہیں۔ ان کے علاوہ جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اِعانت نہ کی مثلاً ابولہب کہ اگرچہ یہ کافر بھی حضرت عبدالمطلب کا بیٹا تھا مگر اس کی اولادیں بنی ہاشم میں شمار نہ ہوں گی۔ (بہارِ شریعت، ج۱، حصہ۵، ص۹۳۱)

زکوٰۃ کس پر فرض ہے ؟

زکوٰۃ دینا ہر اُس عاقِل، بالغ اور آزاد مسلمان پر فرض ہے جس میں یہ شرائط پائی جائیں:۔

(۱) نصاب کا مالک ہو۔

(۲) یہ نصاب نامی ہو۔

(۳) نصاب اس کے قبضے میں ہو۔

(٤) نصاب کی حاجتِ اَصلیہ (یعنی ضروریاتِ زندگی) سے زائد ہو۔

(٥) نصاب دَین سے فارِغ ہو (یعنی اس پر ایسا قرض نہ ہو جس کا مطالبہ بندوں کی جانب ہو کہ اگر وہ قرض ادا کرے تو اس کا نصاب باقی نہ رہے)۔

(٦) اس نصاب پر ایک سال گزر جائے۔ (ملخصاً بہارِ شریعت، ج۱، حصہ۵، ص۸۷۵تا۸۸۴)

شرائط کی تفصیل

نصاب کا مالک

مالکِ نصاب ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس شخص کے پاس ساڑھے سات تولے سونا، یا ساڑھے باون تولے چاندی، یا اتنی مالیت کی رقم، یا اتنی مالیت کا مالِ تجارت یا اتنی مالیت کا حاجاتِ اصلیہ (یعنی ضروریاتِ زندگی) سے زائد سامان ہو۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، ج۱، حصہ۵، ص۹۰۲تا۹۰۵، ۹۲۸)

مالکِ نصاب ہونے سے پہلے زکوٰۃ دے دی تو ؟

اگر پہلے زکوٰۃ دے دی پھر مالکِ نصاب ہوا تو ایسی صورت میں دیا گیا مال زکوٰۃ میں شمار نہیں ہوگا بلکہ اس کی زکوٰۃ الگ سے دینا ہوگی۔ (الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الزکوٰۃ، الباب الاول، ج۱، ص۱۷۶)

مالِ حرام پر زکوٰۃ

جس کا کل مال حرام ہو، اس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی کیونکہ وہ اس مال کا مالک ہی نہیں ہے۔ درمختار میں ہے، اگر کل مال حرام ہو تو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ (الدر المختار، کتاب الزکوٰۃ، ج۳،ص۲۵۹)

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت مولٰینا الشاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں، چالیسواں حصہ دینے سے وہ مال کیا پاک ہوسکتا ہے جس کے باقی اُنتالیس حصے بھی ناپاک ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، ج۱۹،ص۶۵۶)

مالِ حرام سے نجات کا طریقہ

شیخ طریقت، امیر اہلسنّت حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار** قادری دامت برکاتہم العالیہ اپنے رسالے 'پُر اَسرار بھکاری' کے صفحہ ۲۷ پر لکھتے ہیں:

حرام مال کی دو صورتیں ہیں: (۱) ایک وہ حرام مال جو چوری، رِشوت، غصب اور انہیں جیسے دیگر ذرائع سے ملا ہو اِس کو حاصل کرنے والا اس کا اصلاً یعنی بالکل مالک ہی نہیں بنتا اور اس مال کیلئے شرعاً فرض ہے کہ جس کا ہے اُسی کو لوٹا دیا جائے وہ نہ رہا ہو تو وارِثوں کو دے اور ان کا بھی پتا نہ چلے تو بلانیتِ ثواب فقیر پر خیرات کردے۔ (۲) دوسرا وہ حرام مال جس میں قبضہ کر لینے سے مِلکِ خبیث حاصل ہوجاتی ہے اور یہ وہ مال ہے جو کسی عقد فاسد کے ذَرِیعہ حاصل ہوا ہو جیسے سُود یا داڑھی مُونڈنے یا خَشخَشِی کرنے کی اُجرت وغیرہ۔ اِس کا بھی وہی حکم ہے مگر فرق یہ ہے کہ اس کو مالک یا اِس کے وُرثا ہی کو لَوٹانا فرض نہیں اوّلاً فقیر کو بھی بلانیتِ ثواب خیرات میں دے سکتا ہے۔ البتہ افضل یہی ہے کہ مالِک یا وُرثا کو لوٹادے۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ، ج۲۳،ص۵۵۱،۵۵۲ وغیرہ)

ایسے شخص پر لازم ہے کہ توبہ کرے اور مالِ حرام سے نجات حاصل کرے۔

مالِ نامی کا مطلب

مالِ نامی کے معنیٰ ہیں بڑھنے والا مال خواہ حقیقۃً بڑھے یا حُکماً، اس کی تین صورتیں ہیں:۔

(۱) یہ بڑھنا تجارت سے ہوگا، یا

(۲) اَفزائش نسل کیلئے جانوروں کو جنگل میں چھوڑ دینے سے ہوگا، یا

(۳) وہ مال خَلقِی (یعنی پیدائشی) طور پر نامی ہوگا جیسے سونا چاندی وغیرہ۔

(الفتاویٰ الہندیۃ، کتاب الزکوٰۃ، الباب الاوّل، ج۱،ص۱۷۴)

حاجتِ اَصلیہ کسے کہتے ہیں؟

حاجتِ اصلیہ (یعنی ضروریاتِ زندگی) سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کی عموماً انسان کو ضرورت ہوتی ہے اوران کے بغیر گزر اوقات میں شدید تنگی ودُشواری محسوس ہوتی ہے جیسے رہنے کا گھر، پہننے کے کپڑے، سواری، علمِ دین سے متعلق کتابیں اور پیشے سے متعلق اوزار وغیرہ۔ (الھدایۃ، کتاب الزکوٰۃ، ج۱ص۹۶)

مثلاً جنہیں مختلف لوگوں سے رابطہ کی حاجت ہوتی ہو ان کیلئے ٹیلی فون یا موبائل، جو لوگ کمپیوٹر پر کتابت کرتے ہیں یا اس کے ذریعے روزگار کماتے ہوں ان کیلئے کمپیوٹر، جن کی نظر کمزور ہو ان کیلئے عینک یا لینس، جن لوگوں کو کم سنائی دیتا ہو ان کیلئے آلہ سماعت، اسی طرح سواری کیلئے سائیکل، موٹر سائیکل یا کار یا دیگر گاڑیاں، یا دیگر اشیاء کہ جن کے بغیر اہل حاجت کا گزارہ مشکل سے ہو، حاجتِ اصلیہ میں سے ہیں۔

سال کب مکمل ہوگا؟

جس تاریخ اور وقت پر آدمی صاحبِ نصاب ہوا جب تک نصاب رہے وہی تاریخ اور وقت جب آئے گا اُسی منٹ سال مکمل ہوگا۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ، ج۱۰،ص۲۰۲)

مثلاً زید کے پاس ماہِ ربیع النور شریف کی بارہ تاریخ یعنی عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دن کے بارہ بجے ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولے چاندی یا اس کی قیمت کے برابر رقم حاصل ہوئی یا مال تجارت حاصل ہوا تو سال گزرنے کے بعد عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (۱۲ ربیع الاوّل) کو دن کے ۱۲ بجے اگر وہ نصاب کا بدستور مال ہوا تو اس مال کی زکوۃ کی ادائیگی اُس پر فرض ہوگی۔ اگر اب بلا عذر شرعی ادائیگی میں تاخیر کرے گا تو گناہ گار ہوگا۔

قمری مہینوں کا اعتبار ہوگا یا شمسی کا؟

سال گزرنے میں قَمرِی (یعنی چاند کے) مہینوں کا اعتبار ہوگا۔ شمسی مہینوں کا اعتبار حرام ہے۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ، ج۱۰،ص۱۵۷)

دورانِ سال نصاب میں کمی ہونا

چونکہ زکوٰۃ کی فرضیت میں سال کے شروع اور آخر کا اعتبار کیا جاتا ہے اس لئے اگر سال مکمل ہونے پر نصابِ زکوٰۃ پورا ہے تو دورانِ سال (نصاب میں) ہونے والی کمی کا کوئی نقصان نہیں موجودہ مال کی زکوٰۃ دی جائیگی۔ (الدر المختار و رد المحتار، کتاب الزکوٰۃ، باب زکوٰۃ المال، ج۳،ص۲۷۸ ۔ الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکوٰۃ، الباب الاوّل فی تضیرھا ...... الخ، ج۱،ص۱۷۵)

مثلاً بکر یکم رمضان کو بارہ بجے ساڑھے سات تولے سونے کا مالک بنا، اِسی لمحے سال شمار ہونا شروع ہو جائے گا، پھر شوال میں اس نے ایک تولہ سونا بیچ دیا اور نصاب میں کمی واقع ہوگئی، جب دوبارہ رمضان المبارک کی آمد قریب ہوئی تو اسے شعبان کے مہینے میں کہیں سے ایک تولہ سونا تحفے میں ملا، چنانچہ یکم رمضان کو بارہ بجے وہ پھر سے مالکِ نصاب تھا لہٰذا اب اسے اس سونے کی زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی کیونکہ سال مکمل ہوگیا۔

دورانِ سال نصاب میں اضافہ ہونا

جو شخص مالکِ نصاب ہے اگر درمیان سال میں کچھ اور مال اُسی جنس کا حاصل کیا تو اِس نئے مال کا جدا سال نہیں، بلکہ پہلے مال کا ختمِ سال اِس کیلئے بھی سالِ تمام ہے، اگرچہ سالِ تمام سے ایک ہی منٹ پہلے حاصل کیا ہو، خواہ وہ مال اُس کے پہلے مال سے حاصل ہوا یا میراث و ہبہ یا اور کسی جائز ذریعہ سے ملا ہو اور اگر دوسری جنس کا ہے مثلاً پہلے اُسکے پاس اونٹ تھے اور اب بکریاں ملیں تو اس کیلئے جدید سال شمار ہوگا۔ (بہارِ شریعت، ج۱، حصہ۵، ص۸۸۴، مسئلہ نمبر۴۳)

نوٹ......اس سلسلے میں سونا، چاندی، کرنسی نوٹ، سامانِ تجارت ایک ہی جنس شمار ہوں گے۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ، ج۱۰،ص۲۱۰)

مثلاً زید کو سالانہ گیارہویں شریف یعنی اا ربیع الغوث کے دن 11000 روپے حاصل ہوئے پھر عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعنی بارہ ربیع النور کو بطور میراث 12000 روپے حاصل ہوئے۔ پچیس صفر المظفر (عرسِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے دن 25000 روپے بطور تحفہ یا مکان کے کرائے کے 25000 روپے حاصل ہوئے۔ اس طرح سال کے آخر میں زید کے پاس 48000 روپے جمع ہوگئے اب زید پر شرعاً واجب ہے کہ ان تمام روپوں کی زکوٰۃ نکالے کیونکہ تمام نوٹ ایک دوسرے کے ہم جنس ہیں لہٰذا دوران سال جتنے روپے حاصل ہوں گے ان سب کا وہی سال شمار کیا جائے گا جو پچھلے 11000 کا تھا۔

دورانِ سال نصاب ہلاک ہونا

اگر دورانِ سال نصاب ہلاک ہوجائے کہ اس کا کوئی بھی حصہ نہ بچے تو شمارِ سال جاتا رہا، جس دن دوبارہ مالکِ نصاب ہوگا اُسی دن نئے سرے سے حساب کیا جائے گا۔ مثلاً یکم محرم کو مالکِ نصاب ہوا، صفر میں سب مال سفر کرگیا، ربیع النور میں پھر بہار آئی تو اسی مہینہ سے سال کا آغاز ہوگا۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ، ج۱۰،ص۸۹)

زمانۂ کُفر کی زکوٰۃ

اگر پہلے کوئی کافر تھا پھر مسلمان ہوا تو اس پر حالتِ کفر کی زکوٰۃ کی ادائیگی فرض نہیں کیونکہ زکوٰۃ مسلمان پر فرض ہوتی ہے کافر پرنہیں۔ (الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکوٰۃ، ج۱،ص۱۷۱۔۱۷۵)

نابالغ اور پاگل پر زکوٰۃ

نابالغ پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ مجنون کی چند صورتیں ہیں: (۱) اگر جنون پورے سال کو گھیر لے تو زکوٰۃ واجب نہیں، اور (۲) اگر سال کے اوّل آخر میں افاقہ ہوتا ہے، اگرچہ باقی زمانہ جنون میں گزرتا ہے تو زکوٰۃ واجب ہے۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، ج۱،حصہ۵،ص۸۷۵)

مجنون کے سالِ زکوٰۃ کا آغاز

جنون دو قسم کا ہوتا ہے: (۱) جنونِ اصلی (۲) جنونِ عارضی۔

۱......اگر جنون اصلی ہو یعنی جنون ہی کی حالت میں بالغ ہوا تو اس کا سال ہوش آنے سے شروع ہوگا۔

۲......اور اگر عارضی ہے مگر پورے سال کو گھیر لیا تو جب افاقہ ہوگا اس وقت سے سال کی ابتدا ہوگی۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، ج۱، حصہ۵،ص۸۷۵)

اَموالِ زکوٰۃ

زکوٰۃ تین قسم کے مال پر ہے:۔

(۱) سونا چاندی (کرنسی نوٹ بھی انہی کے حکم میں ہیں بشرطیکہ ان کا رواج اور چلن ہو) (۲) مالِ تجارت (۳) سائمہ یعنی چرائی پر چھوٹے جانور۔ (الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکاۃ، الباب الاول ،ج۱،ص۱۷۴۔ فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ،ج۱۰،ص۱۶۱۔ بہارِ شریعت،ج۱،حصہ۵،ص۸۸۲،مسئلہ۳۳)

سونے چاندی کا نصاب

سونے کا نصاب بیس مثقال یعنی ساڑھے سات تولے ہے، جبکہ چاندی کا نصاب دوسو دِرہم یعنی ساڑھے باون تولے ہے۔ [1]
(بہارِ شریعت، ج۱، حصہ ۵، ص ۹۰۲)

اللہ عزّ وجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جب تمہارے پاس دوسو دِرہم ہو جائیں اور ان پر سال گزر جائے تو ان پر پانچ دِرہم ہیں اور سونے میں تم پر کچھ نہیں ہے یہاں تک کہ بیس دِینار ہو جائیں۔ جب تمہارے پاس بیس دینار ہو جائیں اور ان پر سال گزر جائے تو ان پر نصف دینار زکوٰۃ ہے۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الزکاۃ، باب فی زکاۃ السائمۃ، الحدیث ۱۵۷۳، ج۲، ص۱۴۳)

کتنی زکوٰۃ دینا ہوگی؟

نصاب کا چالیسواں حصہ (یعنی 2.5%) زکوٰۃ کے طور پر دینا ہوگا۔ (فتاویٰ امجدیہ، ج۱، ص ۳۷۸)

نصاب سے زائد کا حکم

اگر کسی کے پاس تھوڑا سا مال نصاب سے زائد ہو تو دیکھا جائے گا کہ نصاب سے زائد مال نصاب کا پانچواں حصہ (خُمس) بنتا ہے یا نہیں؟

☆ اگر بنتا ہو تو اس پانچویں حصے کا بھی اڑھائی فیصد یعنی چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دینا ہوگا۔

☆ اگر زائد مقدار پانچویں حصے سے کم ہے تو وہ عَفْو ہے اس پر زکوٰۃ نہیں ہوگی۔ مثلاً کسی کے پاس آٹھ تولے سونا ہے تو صرف ساڑھے سات تولے سونے کی زکوٰۃ دینا ہوگی کیونکہ زائد مقدار (یعنی آدھا تولہ) نصاب کے پانچویں حصے (یعنی ڈیڑھ تولہ) کو نہیں پہنچتی ہے اور اگر کسی کے پاس 9 تولے سونا ہو تو وہ 9 تولے کی زکوٰۃ دے گا، کیونکہ یہ زائد مقدار (یعنی ڈیڑھ تولہ) سونے کے نصاب کا پانچواں حصہ بنتی ہے۔ علیٰ ھذا القیاس (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ، ج۱۰، ص ۸۵)

نصاب اور خُمس سے زائد پر زکوٰۃ

جو نصاب اور خُمس سے زائد ہو مگر دوسرے خمس سے کم ہو تو عَفْو ہے اس پر زکوٰۃ نہیں۔ مثلاً اگر کسی کے پاس 10 تولے سونا ہو تو وہ صرف 9 تولے کی زکوٰۃ دیگا، دسواں تولہ معاف ہے۔ اور اگر کسی کے پاس ساڑھے دس تولے سونا ہو تو وہ ساڑھے دس تولے کی زکوٰۃ دے گا کیونکہ دوسرا خُمس مکمل ہوگیا۔

---

[1] سُناروں کے مطابق ساڑھے سات تولہ سونا میں تقریباً 87 گرام، 48 ملی گرام ہوتے ہیں اور ساڑھے باون تولہ چاندی تقریباً 612 گرام، 41 ملی گرام کے برابر ہے۔

ایک ہی جنس کے مختلف اموال اور زکوٰۃ کا حساب

اگر مختلف مال ہوں اور کوئی بھی نصاب کو نہ پہنچتا ہو تو تمام مال مثلاً سونا، چاندی یا مالِ تجارت یا کرنسی کو ملا کر اس کی کل مالیت نکالی جائے گی اور اس کی زکوٰۃ کا حساب اُس نصاب سے لگایا جائے گا جس میں فقراء کا زیادہ فائدہ ہو مثلاً اگر تمام مال کو چاندی شمار کر کے زکوٰۃ نکالنے میں زکوٰۃ زیادہ بنتی ہے تو یہی کیا جائے اور اگر سونا شمار کرنے میں زکوٰۃ زیادہ بنتی ہے تو اسی طرح کیا جائے اور اگر دونوں صورتوں میں یکساں بنتی ہے تو اس سے حساب لگائیں گے جس سے زکوٰۃ کی ادائیگی کا رواج زیادہ ہو، پھر اگر رواج یکساں ہو تو زکوٰۃ دینے والے کو اختیار ہے کہ چاہے تو سونے کے حساب سے زکوٰۃ دے یا چاندی کے حساب سے۔

فتاویٰ شامی میں ہے، نصاب کو پہنچانے والی قیمت ضم کیلئے متعین ہوگی دوسرے کی نہیں اور اگر دونوں سے نصاب پورا ہوتا ہو جبکہ ایک کا زیادہ رواج ہو تو جو زیادہ رائج ہو اسی کے حساب سے قیمت لگائی جائیگی۔ (ردالمحتار، کتاب الزکوٰۃ، باب زکوٰۃ المال، ج۳ص۲۷۱ ملخصاً)

شرح نقایہ میں ہے، اگر دونوں (کا رواج) یکساں ہو تو مالک کو اختیار ہوگا۔ (شرح نقایہ، کتاب الزکوٰۃ، ج۱ص۳۱۳)

اگر مختلف مال ہوں اور ہر ایک نصاب کو پہنچتا ہو تو اس میں تین صورتیں ممکن ہیں:۔

پہلی...... ہر ایک مال محض مکمل نصاب پر مشتمل ہو، اس سے کچھ زائد نہ ہو (مثلاً ساڑھے سات تولے سونا اور ساڑھے باون تولے چاندی ہو) تو ایسی صورت میں اگر ملانا چاہیں تو وہ حساب لگایا جائے گا جس میں زکوٰۃ زیادہ بنتی ہو۔ (بدائع الصنائع، فصل واما مقدار الواجب فیہ، ج۲ص۱۰۸)

دوسری......نصاب کو پہنچنے کے بعد تمام اقسام کے مال کچھ مقدارِ عفو (یعنی معاف شدہ مقدار) زائد ہوگی تو ہر مال کی محض اس زائد مقدارِ عفو کو آپس میں ملا کر اُس نصاب کے مطابق حساب لگایا جائے گا جس میں زکوٰۃ زیادہ بنے۔ (مثلاً 8 تولے سونا اور 53 تولے چاندی ہو تو دونوں میں آدھا آدھا تولہ مقدارِ عفو ہے ان دونوں کو ملا کر حساب لگایا جائے گا۔)

تیسری......نصاب کو پہنچنے کے بعد ایک مال کی کچھ مقدارِ عفو (یعنی معاف شدہ مقدار) زائد ہوگی جبکہ دوسرا مال بغیر عفو کے ہو تو پہلے مال کی محض اس زائد مقدارِ عفو کو دوسرے مال (بغیر عفو والے) میں ملائیں گے مثلاً سونے کا نصاب مع عفو ہے اور چاندی کا نصاب بغیر عفو کے تو سونے کے محض عفو کو چاندی میں ملائینگے۔ (آٹھ تولے سونا اور ساڑھے باون تولے چاندی ہو تو سونے کی زائد مقدار (عفو) کو چاندی میں ملا کر حساب لگایا جائے گا۔) (ماخوذ از الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکوٰۃ، باب الاول، الفصل الاول فی زکوٰۃ الذھب والفضۃ، ج۱ص۱۷۹ ۔ فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجَہ، ج۱۰ص۱۱۶)

اگر سونے کا نصاب مکمل ہو اور چاندی کا نا مکمل

دونوں میں سے جس کا نصاب (بغیر عفو کے) مکمل ہوگا اس میں دوسرے مال کو ملا دیں گے مثلاً ساڑھے باون تولے چاندی ہے اور سونا چار تولے تو سونے کو چاندی میں ملا دیں گے اور اگر اس کے برعکس ہو یعنی سونا ساڑھے سات تولے اور چاندی چالیس تولے ہو تو چاندی کو سونے میں ملائیں گے۔ (فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ، ج۱۰، ص۱۱۵)

زکوٰۃ میں سونے چاندی کی قیمت دینا

زکوٰۃ میں سونے یا چاندی کی جگہ ان کی قیمت دے دینا جائز ہے۔ درمختار میں ہے، زکوٰۃ میں قیمت دے دینا بھی جائز ہے۔
(الدر المختار، کتاب الزکوٰۃ، باب زکوٰۃ الغنم، ج۳، ص۲۵۰)

قیمت کی تعریف

شرعاً قیمت اس کو کہتے ہیں جو اس چیز کا بازار میں بھاؤ ہو، اتفاقی طور پر یا بھاؤ تاؤ کرنے کے بعد کمی یا زیادتی کے ساتھ کوئی چیز خرید لی جائے تو اس کو قیمت نہیں کہیں گے (بلکہ ثَمَن کہیں گے)۔ (فتاویٰ امجدیہ، ج۱، ص۳۸۲)

کس بھاؤ کا اعتبار ہوگا؟

جس مقام پر اشیاء واقعی حکومتی ریٹ کے مطابق فروخت ہوتی ہوں وہاں اسی ریٹ کا اعتبار ہوگا اور اگر حکومتی ریٹ اور بازار کے بھاؤ میں فرق ہو تو بازار کے بھاؤ کا اعتبار ہوگا۔ (فتاویٰ امجدیہ، ج۱، ص۳۸۶ ملخصاً)

کس جگہ کی قیمت لی جائے گی؟

قیمت اس جگہ کی ہونی چاہئے جہاں مال ہے۔ (بہارِ شریعت، ج۱، حصہ۵، ص۹۰۸، مسئلہ نمبر۱۸)

قیمت کس دن کی معتبر ہے؟

قیمت نہ تو بنوانے کے وقت کی معتبر ہے نہ ادائیگیٔ زکوٰۃ کے وقت کی بلکہ جب زکوٰۃ کا سال پورا ہوا اسی وقت کی قیمت کا حساب لگایا جائے گا۔ (فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ، ج۱۰، ص۱۳۳)

سونے چاندی کی زکوٰۃ کا حساب کیسے لگائیں؟

اس کی دو صورتیں ہیں:۔

۱......آپ رقم کی صورت میں زکوٰۃ دینا چاہتے ہیں، یا

۲......سونے یا چاندی کی صورت میں۔

۱......اگر رقم کی صورت میں زکوٰۃ دینا چاہتے ہیں تو آسان ترین حساب یہ ہے کہ زکوٰۃ کا سال پورا ہونے پر انکی قیمت معلوم کر لیں پھر اس کا 2.5% (یعنی ہر سو روپے پر اڑھائی روپے) بطورِ زکوٰۃ ادا کر دیں۔ اس طرح چاہے تھوڑی رقم زائد چلی جائے لیکن زکوٰۃ مکمل ادا ہونا یقینی ہے اور زائد رقم نفلی صدقہ شمار ہوگی۔ (زائد رقم کیسے جائے گی اس کی وضاحت کیلئے اسی کتاب کے صفحہ نمبر 22 کو دوبارہ ملاحظہ کریجئے۔)

۲......اگر آپ سونے کی زکوٰۃ سونے کی صورت میں یا چاندی کی زکوٰۃ چاندی کی صورت میں دینا چاہتے ہیں تو اس کا بھی چالیسواں حصہ (یعنی 2.5%) بطورِ زکوٰۃ دینا ہوگا۔ اس کا حساب یوں لگائیں گے کہ (سُنار سے حاصل کی گئی معلومات کے مطابق) ایک تولہ تقریباً 11 گرام 665 گرام کے برابر ہوتا ہے۔ لہٰذا ساڑھے سات تولے کی زکوٰۃ (2.5%) تقریبا 2 گرام 187 ملی گرام اور ساڑھے باون تولے چاندی کی زکوٰۃ (2.5%) تقریباً 15 گرام 310 ملی گرام چاندی بنے گی۔

اور اگر آپ کے پاس نصاب سے تھوڑی زائد سونا یا چاندی ہو تو آسانی اسی میں ہے کہ سونے کی کل مقدار کا اڑھائی فیصد یا چاندی کی کل مقدار کا اڑھائی فیصد بطورِ زکوٰۃ ادا کردیجئے کہ اس طرح چاہے کچھ مقدار زائد چلی جائے لیکن زکوٰۃ مکمل ادا ہونی یقینی ہے اور زائد مقدار نفلی صدقہ شمار ہوگی۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ، ج۱۰۔ بہارِ شریعت، حصہ پنجم)

نوٹ......زکوٰۃ کا پورا پورا حساب جاننے کیلئے بہارِ شریعت حصہ 5 کا مطالعہ کریجئے۔

کھوٹ کا حکم

اگر سونے چاندی میں کھوٹ ہو تو اس کی تین صورتیں ہیں:۔

۱......اگر سونا یا چاندی کھوٹ پر غالب ہوں تو کُل سونا یا چاندی قرار پائے گا اور کُل پر زکوٰۃ واجب ہے۔

۲......اگر کھوٹ سونے چاندی کے برابر ہو تو بھی زکوٰۃ واجب ہے۔

۳......اگر کھوٹ غالب ہو تو سونا چاندی نہیں پھر اس کی دو صورتیں ہیں:۔

(i) اگر اس میں سونا چاندی اِتنی مقدار میں ہو کہ جدا کریں تو نصاب کو پہنچ جائے یا وہ نصاب کو نہیں پہنچتا مگر اس کے پاس اور مال ہے کہ اس سے مل کر نصاب ہو جائے گی یا وہ ثمن میں چلتا ہے اور اس کی قیمت نصاب کو پہنچتی ہے تو ان سب صورتوں میں زکوٰۃ واجب ہے، اور

(ii) اگر ان صورتوں میں کوئی نہ ہو تو اس میں اگر تجارت کی نیت ہو تو بشرائط تجارت اُسے مالِ تجارت قرار دیں اور اس کی قیمت نصاب کی قدر ہو، خود یا اوروں کے ساتھ مل کر تو زکوٰۃ واجب ہے ورنہ نہیں۔ (بہارِ شریعت، ج ۱، حصہ ۵، ص ۹۰۴، مسئلہ نمبر ۶)

پہننے والے زیورات کی زکوٰۃ

پہننے کے زیورات پر بھی زکوٰۃ فرض ہوگی۔ (الدر المختار و رد المحتار، کتاب الزکوٰۃ، باب زکوٰۃ المال، ج ۱، ص ۲۷۰)

آگ کے کنگن

اللہ عزَّوجل کے محبوب، دانائے غُیُوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت آئی، اس کے ساتھ اس کی بیٹی بھی تھی، جس کے ہاتھ میں سونے کے موٹے موٹے کنگن تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس عورت سے پوچھا، کیا تم ان کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ اس عورت نے عرض کی، جی نہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا، کیا تم اس بات سے خوش ہو کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمہیں ان کنگنوں کے بدلے آگ کے کنگن پہنا دے؟

یہ سنتے ہی اس نے وہ کنگن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آگے ڈال دیئے اور کہا، یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے ہیں۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الزکوٰۃ، باب الکنز ما ھو، الحدیث ۱۵۶۳، ج ۲، ص ۱۳۷)

سونے چاندی کے زیورات اور برتنوں کی زکوٰۃ

اگر سونے، چاندی کے زیورات یا برتنوں وغیرہ کی زکوٰۃ روپوں میں دیں تو اصل سونے یا چاندی کی قیمت لیں گے۔ (فتاویٰ امجدیہ، ج ۱، ص ۳۷۸)

سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال

صدرالشریعہ، بدرالطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی بہارِ شریعت، حصہ ۱۶، صفحہ ۳۸، ۳۹ پر لکھتے ہیں:

☆ سونے چاندی کے برتن میں کھانا پینا اور ان کی پیالیوں سے تیل لگانا یا ان کے عطردان سے عطر لگانا یا ان کی انگیٹھی سے بخور کرنا (یعنی دھونی لینا) منع ہے اور یہ ممانعت مرد و عورت دونوں کیلئے ہے۔

☆ سونے چاندی کے چمچے سے کھانا، ان کی سلائی یا سرمہ دانی سے سرمہ لگانا، انکے آئینہ میں منہ دیکھنا، ان کی قلم دوات سے لکھنا، ان کے لوٹے یا طشت سے وضو کرنا یا ان کی کرسی پر بیٹھنا، مرد عورت دونوں کیلئے ممنوع ہے۔

☆ چائے کے برتن سونے چاندی کے استعمال کرنا ناجائز ہے۔

☆ سونے چاندی کی چیزیں محض مکان کی آرائش و زینت کیلئے ہوں، مثلاً قرینہ سے یہ برتن و قلم و دوات لگا دیئے کہ مکان آراستہ ہو جائے اس میں حرج نہیں یوہیں سونے چاندی کی کرسیاں یا میز یا تخت وغیرہ سے مکان سجا رکھا ہے، ان پر بیٹھتا نہیں ہے تو حرج نہیں۔

جہیز کی زکوٰۃ

جہیز چونکہ عورت کی ملک ہوتا ہے لہٰذا فرض ہونے کی صورت میں اس کی زکوٰۃ بھی عورت کو دینا ہوگی۔

بیوی کے زیور کی زکوٰۃ

اگر شوہر نے بیوی کو زیور بنوا کر دیا ہو تو اگر وہ زیور بیوی کی ملکیت میں دے چکا ہے تو زکوٰۃ بیوی ادا کرے گی اور اگر محض پہننے کیلئے دیا ہے اور مالک شوہر ہی ہے تو شوہر زکوٰۃ ادا کرے گا۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ کتاب الزکوٰۃ، ج۱۰، ص۱۳۳)

شوہر کے سمجھانے کے باوجود بیوی زکوٰۃ نہ دے تو؟

اگر شوہر کے سمجھانے کے باوجود زوجہ زیور کی زکوٰۃ نہ دے تو اس کا وبال شوہر پر نہیں آئے گا۔ قرآنِ پاک میں ہے:

الا تزر وازرة وزر اُخرىٰ لا (پ۲۷، النجم:۳۸)

ترجمۂ کنزالایمان: کہ کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسری کا بوجھ نہیں اٹھاتی۔

ہاں اس پر مناسب انداز میں سمجھانا لازم ہے کہ قرآنِ پاک میں ہے:

یا ایها الذین اٰمنوا قوا انفسکم و اهلیکم نارا وقودها الناس والحجارة (پ۲۸، التحریم:۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔

(ماخوذ از فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ کتاب الزکوٰۃ، ج۱۰، ص۱۳۲)

رہن رکھے گئے زیور کی زکوٰۃ

رہن رکھے زیور کی زکوٰۃ نہ رکھنے والے (یعنی مرتہن) پر ہے نہ رکھوانے والے (یعنی راہن) پر کیونکہ رکھنے والے کی ملک نہیں اور رکھوانے والے کے قبضے میں نہیں۔ اور جب رہن رکھنے والا اس زیور کو واپس لے گا تو گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ اس پر واجب نہیں ہوگی۔ (فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ کتاب الزکوٰۃ، ج۱۰، ص۱۴۶)

اگر شوہر نے بیوی کا زیور رہن رکھوایا ہو تو؟

رہن رکھا گیا زیور زکوٰۃ کے حساب میں شامل نہیں ہوگا۔ (فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ کتاب الزکوٰۃ، ج۱۰، ص۱۴۷)

زیور کی گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ

اگر کسی کے پاس زیور ہو اور اُس نے کئی سال سے زکوٰۃ ادا نہ کی ہو تو گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ کا حساب لگانے کیلئے دیکھا جائے گا کہ صاحبِ نصاب ہونے کے بعد مقدارِ زیور میں کوئی کمی بیشی ہوئی یا نہیں۔ اگر نہیں ہوئی تو پہلا سال ختم ہونے کے دن زیور کی قیمت معلوم کرلے اور اس کی زکوٰۃ ادا کرے پھر اگر بچ رہنے والا زیور نصاب کو پہنچے تو اس کی دوسرے سال کے اختتام کے دن کی قیمت معلوم کرکے زکوٰۃ دے، اس کے بعد بھی بچ رہنے والا زیور نصاب کو پہنچے تو تیسرے سال کے اختتامی دن پر زیور کی قیمت معلوم کرے اور زکوٰۃ دے۔ علیٰ ھذا القیاس (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجَہ، ج۱۰،ص۱۲۸)

اور اگر زیور کی مقدار میں کمی ہوئی یا اضافہ ہوا ہو تو ہر سال کے اختتامی دن پر کمی کو نصاب سے مِنْھا (یعنی خارج) کرلے اور قیمت معلوم کرکے زکوٰۃ ادا کرے اور اگر اضافہ ہوا ہو تو نصاب میں شامل کرکے زکوٰۃ ادا کرے۔

سونے کا ناجائز استعمال کرنے والے پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

سونا چاندی کا استعمال چاہے مالک کیلئے جائز ہو یا نہ، اس پر ان کی زکوٰۃ دینا واجب ہے۔ درمختار میں ہے، ان دونوں (یعنی سونا اور چاندی) سے بنی ہوئی اشیاء میں چالیسواں حصہ زکوٰۃ لازم ہے اگرچہ یہ ڈلی کی صورت میں ہوں یا زیورات کی صورت میں، ان کا استعمال جائز ہو یا ممنوع۔ (الدر المختار و رد المحتار، کتاب الزکوٰۃ، باب زکوٰۃ المال، ج۱،ص۲۷۰ ملخصاً)

ہیروں اور موتیوں پر زکوٰۃ

ہیروں اور موتی پر زکوٰۃ واجب نہیں اگرچہ ہزاروں کے ہوں۔ ہاں اگر تجارت کی نیت سے لئے تو زکوٰۃ واجب ہے۔

(الدر المختار، کتاب الزکوٰۃ، ج۳،ص۲۳۰)

سونے یا چاندی کی کڑھائی پر زکوٰۃ

اگر کپڑوں پر سونے یا چاندی کی کڑھائی کروائی ہو تو اس پر بھی زکوٰۃ ہوگی۔ (فتاویٰ امجدیہ، کتاب الزکوٰۃ، ج۱،ص۳۷۷)

حج کیلئے جمع کی جانے والی رقم پر زکوٰۃ

سفرِ حج و زیارتِ مدینہ کیلئے جمع کی جانے والی رقم پر بھی وجوبِ زکوٰۃ کی شرائط پوری ہونے پر زکوٰۃ دینا ہوگی۔ (فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجَہ، ج۱۰،ص۱۴۰)

مالِ تجارت اور اس کی زکوٰۃ

مالِ تجارت کسے کہتے ہیں؟

مالِ تجارت اُس مال کو کہتے ہیں جسے بیچنے کی نیت سے خریدا گیا ہے اور اگر خرید نے یا میراث میں ملنے کے بعد تجارت کی نیت کی تو اب وہ مالِ تجارت نہیں کہلائے گا۔ (ماخوذ از رد المحتار، کتاب الزکوٰۃ، باب زکوٰۃ المال، ج ۳، ص ۲۲۱)

مثلاً زید نے موٹر سائیکل اس نیت سے خریدی کہ اسے بیچ دوں گا اور نفع کماؤں گا تو یہ مالِ تجارت ہے اور اگر اپنے استعمال کیلئے خریدی تھی، اُس وقت بیچنے کی نیت نہیں تھی صرف استعمال کی تھی مگر خرید نے کے بعد نیت کرلی کہ اچھے دام ملیں گے تو بیچ دوں گا یا پختہ نیت ہی کرلی کہ اب اس کو بیچ ڈالنا ہے تب بھی زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی کیونکہ خریدتے وقت کی نیت پر زکوٰۃ کے احکام مرتب ہوں گے۔

وراثت میں چھوڑا ہوا مالِ تجارت

اگر کسی نے وراثت میں مالِ تجارت چھوڑا تو اگر اس کے مرنے کے بعد وارثوں نے تجارت کی نیت کرلی تو زکوٰۃ واجب ہے۔
(بہارِ شریعت، ج ۱، حصہ ۵، ص ۸۸۳، مسئلہ نمبر ۳۶)

مالِ تجارت کا نصاب

مالِ تجارت کی کوئی بھی چیز ہو، جس کی قیمت سونے یا چاندی کے نصاب (یعنی ساڑھے سات تولے سونے یا ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت) کو پہنچے تو اس پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ (بہارِ شریعت، ج ۱، حصہ ۵، ص ۹۰۳، مسئلہ نمبر ۴)

مالِ تجارت کی زکوٰۃ

قیمت کا چالیسواں حصہ (یعنی 2.5%) زکوٰۃ کے طور پر دینا ہوگا۔ (فتاویٰ امجدیہ، ج ۱، ص ۳۷۸)

مالِ تجات کے نفع پر زکوٰۃ

زکوٰۃ مالِ تجارت پر فرض ہوگی نہ صرف نفع پر بلکہ سال مکمل ہونے پر نفع کی موجودہ مقدار اور مالِ تجارت دونوں پر زکوٰۃ ہے۔
(فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ، ج ۱۰، ص ۱۵۸)

مالِ تجارت کی زکوٰۃ کا حساب

مالِ تجارت کی زکوٰۃ دینے کیلئے اسکی قیمت لگوائی جائے پھر اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ دے دی جائے۔ (فتاویٰ امجدیہ، ج ۱، ص ۳۷۸)

قیمت وقتِ خریداری کی یا سال تمام ہونے کی؟

مالِ تجارت میں سال گزرنے پر جو قیمت ہوگی اس کا اعتبار ہے۔ (بہارِ شریعت، ج ۱، حصہ ۵، ص ۹۰۷، مسئلہ نمبر ۱۶)

ہول سیل کاروبار کرنے والے کیلئے زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ

ہول سیل کاروبار کرنے والا شخص جس دن جس وقت مالکِ نصاب ہوا تھا دیگر شرائط پائے جانے اور سال گزرنے پر جب وہ دن وہ وقت آئے تو جتنا مال موجود ہے حساب لگا کر اس کی فوراً زکوٰۃ ادا کرے اور جو اُدھار میں گیا ہوا ہے اس کا حساب اپنے پاس محفوظ کرلے اور جب اس میں سے مقدارِ نصاب کا پانچواں حصہ وصول ہو تو اس وصول شدہ حصے کی زکوٰۃ کی ادائیگی کرے اسی حساب سے جتنا مال ملتا جائے اتنے حصے کی زکوٰۃ ادا کرتا جائے۔ (رد المحتار، کتاب الزکوٰۃ، مطلب فی وجوب الزکوٰۃ ......الخ، ج ۳، ص ۲۸۱) لیکن آسانی اسی میں ہے کہ اُدھار میں گئے ہوئے مال کی زکوٰۃ بھی ابھی ادا کردے تاکہ باربار کے حساب سے نجات ملے۔ (فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ، ج ۱۰، ص ۱۳۳)

اُدھار میں لیا ہوا مال

اُدھار میں لئے ہوئے مال کو اصل مال سے تفریق کرے جو باقی بچے اس کی زکوٰۃ ادا کرے۔

ہول سیل (تھوک) کے نرخ کا اعتبار ہوگا یا ریٹیل (پرچون) کا؟

ہول سیل کا کاروبار کرنے والے ہول سیل کے نرخ کے اعتبار سے اور پرچون کا کاروبار کرنے والے ریٹیل (پرچون) کے نرخ کے اعتبار سے قیمت نکالیں گے۔

حساب کا طریقہ

مالِ تجارت کی زکوٰۃ دینے والے کوچاہئے کہ وہ زکوٰۃ کا حساب اس طرح کرے:

موجودہ سامانِ تجارت کی قیمت:	----------------------
کرنسی نوٹ:	----------------------
اُدھار میں گئی ہوئی رقم:	----------------------
اُدھار میں گیا ہوا سامانِ تجارت:	----------------------
میزان:	----------------------

پھر اس میں سے اُدھار لی ہوئی رقم یا اُدھار میں لئے ہوئے سامانِ تجارت کی قیمت تفریق کردے اب جو باقی بچے اس کا اڑھائی فیصد (2.5%) بطورِ زکوٰۃ ادا کرے۔ یاد رہے کہ اُدھار میں گئی ہوئی رقم یا سامانِ تجارت کی زکوٰۃ فی الحال ادا کرنا واجب نہیں، لیکن آسانی کی خاطر اسے حساب میں شامل کیا گیا ہے۔

کیا ہر سال زکوٰۃ دینا ہوگی؟

مالِ تجارت جب تک خود یا دیگر اموال سے مل کر نصاب کو پہنچتا رہے گا، وجوبِ زکوٰۃ کی دیگر شرائط مکمل ہونے پر اس پر ہر سال زکوٰۃ واجب ہوتی رہے گی۔ (ماخوذ از فتاوٰی رضویہ مُخرَّجہ، کتاب الزکوٰۃ، ج۱۰،ص۱۵۵)

خریدنے کے بعد نیت بدل جانا

اگر کسی نے کوئی چیز مثلاً کار وغیرہ تجارت کی نیت سے خریدی، مگر جب دیکھا یہ کار استعمال کیلئے بہتر ہے تو بیچنے کا ارادہ ترک کردیا، کچھ دنوں بعد اسے رقم کی ضرورت پیش آ گئی اس نے کار کو بیچنے کی نیت کرلی مگر سال بھر تک نہ بک سکی تو اس کار پر زکوٰۃ نہیں بنے گی کیونکہ اگر مال تجارت کے بارے میں ایک مرتبہ تجارت کی نیت تبدیل ہوگئی یا اس کو بیچنے کا ارادہ ترک کردیا پھر اس پر تجارت کی نیت کی تو وہ چیز دوبارہ مالِ تجارت نہیں بن سکتی۔

دُکان کی زکوٰۃ

کاروبار کیلئے دکان خریدی تو شامل نصاب نہیں ہوگی۔ فتاوٰی شامی میں ہے، دکانوں اور جاگیروں میں (زکوٰۃ نہیں)۔

(الدر المختار و رد المحتار، کتاب الزکوٰۃ، مطلب فی زکوٰۃ ثمن المبیع، ج۳،ص۲۱۷)

ایڈوانس پر زکوٰۃ

کرائے پر دکان یا مکان لینے کیلئے ایڈوانس دیا، نصاب میں شامل ہوگا کیونکہ دکان یا مکان کرائے پر لینے کیلئے دیا جانے والا ایڈوانس یا ڈپازٹ ہمارے عُرف میں قرض کی ایک صورت ہے۔لہٰذا یہ بھی شامل نصاب ہوگا۔ (وقار الفتاویٰ، ج۱،ص۲۳۹)

دھوبی کے صابن اور رنگساز کے رنگ پر زکوٰۃ

اس سلسلے میں اُصول یہ ہے کہ ایسی چیز خریدی جس سے کوئی کام کرے گا اور کام میں اس کا اثر باقی رہے گا اور بقدرِ نصاب ہو تو اس پر سال گزرنے پر زکوٰۃ فرض ہوجائے گی اور اگر وہ ایسی چیز ہو جس کا اثر باقی نہیں رہتا تو اگرچہ بقدرِ نصاب ہو اور سال بھر گزرجائے زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی چنانچہ دھوبی پر صابن کی زکوٰۃ فرض نہیں ہے کیونکہ دھوبی کا صابن فَـنَـا (یعنی ختم) ہوجاتا ہے لہٰذا ایسی چیز پر زکوٰۃ نہیں جبکہ رنگساز پر زکوٰۃ ہوگی کیونکہ رنگ کپڑے پر باقی رہتا ہے اسلئے اس پر زکوٰۃ ہوگی۔ (الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکوٰۃ، الباب الاوّل،ج۱،ص۱۷۲ ملخصاً)

خوشبو بیچنے والے کی شیشیوں پر زکوٰۃ

عطرفروش کے پاس دوقسم کی شیشیاں ہوتی ہیں: ایک وہ چھوٹی شیشیاں جو عطر کے ساتھ فروخت ہوتی ہیں، ان پر زکوٰۃ ہوگی اور دوسری وہ بڑی بوتلیں یا شیشے کے جار جن میں عطر بھر کر دکان یا گھر پر رکھتے ہیں بیچتے نہیں ہیں، ان پر زکوٰۃ نہیں ہے۔
(رد المحتار، کتاب الزکوٰۃ، مطلب فی زکوٰۃ ثمن ...... الخ،ج۳،ص۲۱۸ ملخصاً)

نان بائی پر زکوٰۃ

نان بائی (یعنی روٹیاں پکانے والا) روٹی پکانے کیلئے جولکڑیاں یا آٹے میں ڈالنے کیلئے نمک خریدتا ہے، ان میں زکوٰۃ نہیں اور روٹیوں پر لگانے کیلئے تِل خریدے تو ان میں زکوٰۃ ہے۔ (الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکوٰۃ، الباب الاوّل،ج۱،ص۱۸۰)

کتابوں پر زکوٰۃ

اگر کسی کے پاس بہت ساری کتابیں ہوں تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی کیونکہ کتابوں پر زکوٰۃ واجب نہیں جبکہ تجارت کیلئے نہ ہوں۔ (الدر المختار و رد المحتار، کتاب الزکوٰۃ، مطلب فی زکوٰۃ ثمن المبیع،ج۳،ص۲۱۷)

کرائے پر دیئے گئے مکان پر زکوٰۃ

وہ مکانات جو کرائے پر اُٹھانے کیلئے ہوں اگر چہ پچاس کروڑ کے ہوں ان پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ ہاں ان سے حاصل ہونے والا نفع تنہا یا دیگر مال کے ساتھ مل کر نصاب کو پہنچ جائے تو زکوٰۃ کی دیگر شرائط پائے جانے پر اس پر زکوٰۃ دینا ہوگی۔ (فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ، ج۱۰، ص۱۶۱ ملخصاً)

کرائے پر چلنے والی گاڑیوں اور بسوں پر زکوٰۃ

کرائے پر چلنے والی گاڑیوں یا بسوں پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ ہاں ان کی آمدنی پر فرض ہوگی۔ (فتاویٰ فقیہ ملت، کتاب زکوٰۃ، ج۱ص۳۰۶)

گھریلو سامان پر زکوٰۃ

جس کے پاس ٹی وی، کمپیوٹر، فریج اور واشنگ مشین (اوون، اے سی) وغیرہ ہوں تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ اس لئے کہ یہ سب گھریلو سامان ہیں، خواہ انہیں استعمال کرتا ہو یا نہیں کیونکہ یہ مالِ نامی نہیں ہیں۔ (وقار الفتاویٰ، کتاب الزکوٰۃ، ج۲، ص۳۸۹)

سجاوٹ کی اشیاء پر زکوٰۃ

مکان کی سجاوٹ کی اشیاء مثلاً تانبے، چینی کے برتن وغیرہ پر زکوٰۃ نہیں، اگر چہ لاکھوں روپے کی ہوں۔ (فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ، کتاب الزکوٰۃ، ج۱۰، ص۱۶۱)

بیعانہ میں دی گئی رقم پر زکوٰۃ

ہمارے ہاں بیعانہ زرِ ضمانت کے طور پر عموماً خرید وفروخت سے پہلے اس لئے دیا جاتا ہے کہ اس چیز کو ہم ہی خریدیں گے۔ یہ بیعانہ محض امانت یا اجازتِ استعمال کی صورت میں قرض ہوتا ہے، دونوں صورتوں میں یہ بیعانہ بھی شاملِ نصاب ہوگا۔

(ماخوذ از فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ، ج۱۰، ص۱۴۹)

خریدی گئی چیز پر قبضہ سے پہلے زکوٰۃ

اگر کسی نے کوئی چیز خریدی مگر قبضہ نہیں کیا تو ایسی صورت میں خریدار یا بیچنے والے کسی پر زکوٰۃ نہیں۔ خریدار پر اس لئے نہیں کہ قبضہ نہ ہونے کے سبب اس کی مِلک کامل نہیں ہوئی جو کہ وجوبِ زکوٰۃ کیلئے شرط ہے اور بیچنے والے پر اسلئے نہیں کہ بیچ دینے کے سبب وہ اس کا مالک نہ رہا۔ ہاں قبضہ ہونے کے بعد خریدار کو اِس سال کی بھی زکوٰۃ دینا ہوگی۔

صدر الشریعہ، بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی بہارِ شریعت، جلد ۱، حصہ ۵، صفحہ ۸۷۸ میں لکھتے ہیں، جو مال تجارت کیلئے خریدا اور سال بھر تک اس پر قبضہ نہ کیا تو قبضہ کے قبل مشتری پر زکوٰۃ واجب نہیں اور قبضہ کے بعد اس سال کی بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ (الدرالمختار و رد المحتار، کتاب الزکوٰۃ، مطلب فی زکاۃ ثمن المبیع وفاء، ج ۳، ص ۲۱۵۔ بہارِ شریعت، ج ۱، حصہ ۵، ص ۸۷۸، مسئلہ نمبر ۱۶)

کرنسی نوٹ کی زکوٰۃ

کرنسی نوٹ کی زکوٰۃ بھی واجب ہے، جب تک ان کا رواج اور چلن ہو۔ (بہارِ شریعت، ج ۱، حصہ ۵، ص ۹۰۵، مسئلہ نمبر ۴۹)

نوٹ کا نصاب

جب نوٹوں کی قیمت سونے یا چاندی کے نصاب کو پہنچے تو ان پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ (بہارِ شریعت، ج ۱، حصہ ۵، ص ۴۰، مسئلہ نمبر ۹)

نوٹ کی زکوٰۃ کا حساب

نصاب کا چالیسواں حصہ (یعنی 2.5%) زکوٰۃ کے طور پر دینا ہوگا۔ (فتاویٰ امجدیہ، ج ۱، ص ۳۷۸)

کرنسی نوٹوں کی زکوٰۃ کا جدول

رقم	زکوٰۃ	رقم	زکوٰۃ
سو روپے	2.5 (یعنی اڑھائی روپے)	دس لاکھ روپے	25,000 روپے
ہزار روپے	25 روپے	ایک کروڑ روپے	2,50,000 روپے
دس ہزار روپے	250 روپے	دس کروڑ روپے	25,00000
ایک لاکھ روپے	25,00 روپے	ایک ارب	2,50,00000

بیٹیوں کی شادی کیلئے جمع کی گئی رقم پر زکوٰۃ

اگر بیٹیوں کی شادی کیلئے رقم جمع کی اوران کے بالغ ہونے سے پہلے ان کی مِلک کردیا تو بچیوں کے بالغ ہونے تک ان پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی کیونکہ نابالغ پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی اور بالغ ہونے کے بعد اگر شرائط پائی گئیں تو ان پر زکوٰۃ واجب ہوجائے گی۔ (فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجَہ، ج۱۰،ص۱۴۴)

امانت میں دی گئی رقم پر زکوٰۃ

مالک کی اجازت سے امانت کی رقم خرچ کی تو اس کی زکوٰۃ مالک کے ذِمے ہے۔ (حبیب الفتاویٰ،ص۶۳۷)

انشورنس کی رقم پر زکوٰۃ

انشورنس میں جمع کروائی گئی رقم اگر تنہا یا دیگر اموال سے مل کر نصاب کو پہنچتی ہے تو اس پر بھی زکوٰۃ ہوگی۔

حج کیلئے جمع کروائی گئی رقم پر زکوٰۃ

عموماً حج کیلئے جمع کرائی گئی رقم میں سے کچھ کرایوں کے مد میں کاٹ لی جاتی ہے اور کچھ حاجی کو عرب شریف میں دیگر اخراجات کیلئے دی جاتی ہے۔ کرایوں کی مد میں کٹ جانے والی رقم حاجی کی ملکیت نہ رہی کیونکہ اجارے میں بطورِ ایڈوانس دی جانے والی رقم مالک کی مِلک نہیں رہتی بلکہ لینے والے کی مِلک ہوجاتی ہے چنانچہ یہ رقم شاملِ نصاب نہ ہوگی۔ دیارِ عرب میں ملنے والی رقم اسی کی ملکیت ہے اور اس کا حکم ہمارے عرف میں قرض کا ہے، اس لئے اگر یہ رقم تنہا یا دیگر اموال سے مل کر نصاب کو پہنچ جائے اور ان اموال پر سال بھی پورا ہوچکا ہو تو اس کی زکوٰۃ فرض ہوجائے گی لیکن جمع کروائی گئی رقم کی زکوٰۃ اُس وقت دینا واجب ہے جب مقدارِ نصاب کا کم از کم پانچواں حصہ وصول ہوجائے۔ (ماخوذ از فتاویٰ اہلسنّت، سلسلہ نمبر۴،ص۲۷،۲۸)

پراویڈنٹ فنڈ پر زکوٰۃ

چونکہ یہ فنڈ مالک کی مِلک ہوتا ہے اس لئے اگر ملازم مالک نصاب ہے تو جب سے یہ رقم جمع ہونا شروع ہوئی اُسی وقت سے اِس رقم کی بھی زکوٰۃ ہر سال فرض ہوتی رہے گی۔ (فتاویٰ فیض الرسول، حصہ اوّل، ص۴۷۹) لیکن ادائیگی اس وقت واجب ہوگی جب مقدارِ نصاب کا کم از کم پانچواں حصہ وصول ہوجائے۔ (ماخوذ از فتاویٰ فقیہ ملت، ج۱،ص۳۲۰)

ملازمین کو ملنے والے بونس پر زکوٰۃ

سرکاری یا نجی اداروں کے ملازمین کو سال کے آخر پر کچھ مخصوص رقم تنخواہ کے علاوہ بھی دی جاتی ہے جسے بونس کہتے ہیں۔ یہ ایک طرح کا انعام ہے جس کی شرعی حیثیت مالِ موہوب (یعنی ہبہ کئے ہوئے مال) کی ہے چنانچہ اس پر قبضہ کے بغیر ملکیت ثابت نہیں ہوگی۔ ملازم بعدِ قبضہ ہی اس کا مالک ہوگا پھر اگر وہ تنہا یا دیگر اموالِ زکوٰۃ سے مل کر نصاب کو پہنچے تب اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (جدید مسائل زکوٰۃ، ص۴)

بینک میں جمع کروائی گئی رقم پر زکوٰۃ

بینک میں رقم اگرچہ امانت کے طور پر رکھوائی جاتی ہے مگر ہمارے عرف میں قرض شمار ہوتی ہے کیونکہ دینے والے کو معلوم ہوتا ہے کہ اس کی رقم بینک انتظامیہ کاروبار وغیرہ میں لگائے گی۔ چنانچہ اس رقم پر بھی زکوٰۃ واجب ہوگی مگر ادا اس وقت کی جائے گی جب نصاب کا کم از کم پانچواں حصہ وصول ہوجائے۔ (ماخوذ از فتاویٰ امجدیہ، کتاب الزکوٰۃ، ج۱، ص۳۶۸)

فقیہ اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ رحمۃ اللہ الہادی 'فتاویٰ امجدیہ' کے حاشیہ میں لکھتے ہیں، آسانی اسی میں ہے کہ جتنے روپے جمع ہوں، سب کی زکوٰۃ سال بسال دیتا جائے، معلوم نہیں کب موت آئے اور وارثین زکوٰۃ دیں نہ دیں، شیطان کو بہکاتے دیر نہیں لگتی۔

بیسی (کمیٹی) کی رقم پر زکوٰۃ

بیسی (کمیٹی) کا معاملہ بھی قرض کی طرح ہے، لہٰذا دیکھا جائے گا کہ اس کو بیسی (کمیٹی) مل چکی ہے یا نہیں؟ پوری کمیٹی ملنے کی صورت میں اس کی بھری ہوئی رقم پر زکوۃ ہوگی جتنی رقم بھرنا باقی ہے وہ نصاب میں شامل نہ ہوگی کیونکہ یہ اس پر ایک طرح سے قرض ہے۔

اور اگر بیسی (کمیٹی) نہیں ملی تو نصاب پورا ہونے اور دیگر شرائط زکوۃ پائے جانے کی صورت میں سال گزرنے پر زکوۃ فرض ہوجائیگی لیکن ادائیگی اس وقت لازم ہوگی جب مقدارِ نصاب کا کم از کم پانچواں حصہ وصول ہوجائے لہٰذا اس وصول شدہ حصے کی زکوۃ ادا کی جائے گی۔ (فتاویٰ اہلسنت، سلسلہ نمبر۴، ص۱۰ ملخصاً)

حساب کا طریقہ

بیسی بھرنے والے کو چاہئے کہ اگر وہ بیسی وصول کر چکا ہے تو زکوۃ کا حساب اس طرح کرے:

وصول ہونے والی رقم:	________
بقیہ اَقساط کی رقم (خارج کرے):	________
کل رقم:	________

اب اس کل رقم کا اڑھائی فیصد (2.5%) بطورِ زکوۃ ادا کرے۔

قرض اور زکوٰۃ

مَدیُون پر زکوٰۃ

مَدیُون [1] پر اتنا دَین ہو کہ اگر وہ اِسے ادا کرتا ہے تو نصاب باقی رہتا ہے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہوگی اور اگر باقی نہ رہتا ہو تو زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی۔

صدرالشریعہ، بدرالطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی (اَلْمُتَوَفّٰی ۱۳۶۷ھ) بہارِ شریعت، جلد اوّل، حصہ ۵، صفحہ ۸۷۸ پر لکھتے ہیں، نصاب کا مالک ہے مگر اس پر دَین ہے کہ ادا کرنے کے بعد نصاب نہیں رہتی تو زکوٰۃ واجب نہیں، خواہ وہ دَین بندہ کا ہو، جیسے قرض، زرِثمن (کسی خریدی گئی چیز کے دام) کسی چیز کا تاوان یا اللہ عزَّ وجل کا دَین ہو، جیسے زکوٰۃ، خراج۔ مثلاً کوئی شخص صرف ایک نصاب کا مالک ہے اور دو سال گزر گئے کہ زکوٰۃ نہیں دی تو صرف پہلے سال کی زکوٰۃ واجب ہے دوسرے سال کی نہیں کہ پہلے سال کی زکوٰۃ اس پر دَین ہے اس کے نکالنے کے بعد نصاب باقی نہیں رہتی، لہٰذا دوسرے سال کی زکوٰۃ واجب نہیں۔

(الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکوٰۃ، الباب الاوّل، ج۱، ص۱۷۲۔۱۷۳ ۔ رد المحتار، کتاب الزکاۃ، مطلب الفرق بین السبب والشرط والعلۃ، ج۳، ص۲۱۰)

اگر خود مَدیُون نہ ہو مگر مدیون کا ضامن ہو تو؟

اگر خود مدیُون نہیں مگر مدیُون کا کفیل ہے اور کَفالَت [2] کے روپے نکالنے کے بعد نصاب باقی نہیں رہتا، زکوٰۃ واجب نہیں۔ مثلاً زید کے پاس 1000 روپے ہیں اور بکر کے پاس کسی سے ہزار قرض لئے اور زید نے اس کی کفالت کی تو زید پر اس صورت میں زکوٰۃ واجب نہیں کہ زید کے پاس اگرچہ روپے ہیں مگر بکر کے قرض میں مُسْتَغْرَق ہیں کہ قرض خواہ کو اختیار ہے زید سے مطالبہ کرے اور روپے نہ ملنے پر یہ اختیار ہے کہ زید کو قید کرادے تو یہ روپے دَین میں مستغرق ہیں، لہٰذا زکوٰۃ واجب نہیں۔

(رد المحتار، کتاب الزکاۃ، مطلب الفرق بین السبب والشرط والعلۃ، ج۳، ص۲۱۰)

---

[1] مدیُون اس شخص کو کہتے ہیں جس پر کسی کا دَین ہو، جو چیز وَاجِب فِی الذِّمَہ (یعنی کسی کے ذمہ واجب) ہو کسی 'عقد' مثلاً 'بیع' یا 'اِجارہ' کی وجہ سے یا کسی چیز کے ہلاک کرنے سے اس کے ذمہ 'تاوان' واجب ہو یا 'قرض' کی وجہ سے واجب ہوا، اِن سب کو 'دَین' کہتے ہیں۔ 'دَین' کی ایک خاص صورت کا نام 'قرض' ہے جس کو لوگ 'دستگرداں' کہتے ہیں ہر 'دَین' کو آج کل لوگ 'قرض' بولا کرتے ہیں یہ 'فقہ' کی اِصطلاح کے خلاف ہے۔ (بہارِ شریعت، حصہ ۱۱، صفحہ ۱۳۰)

[2] اصطلاح شرع میں کفالت کے معنی یہ ہیں کہ ایک شخص اپنے ذمہ کو دوسرے کے ذمہ کے ساتھ مطالبہ میں ضم کر (یعنی ملا) دے یعنی مطالبہ ایک شخص کے ذمہ تھا دوسرے نے بھی مطالبہ اپنے ذمہ لے لیا۔ تفصیلی معلومات کیلئے بہارِ شریعت، حصہ 12 کا مطالعہ کیجئے۔

کیا ہر طرح کا دَین وجوب زکوٰۃ میں رُکاوٹ بنے گا؟

جس دَین (یعنی قرض وغیرہ) کا مطالبہ بندوں کی طرف سے نہ ہو اس کا اس جگہ اعتبار نہیں یعنی وہ مانع زکوٰۃ نہیں مثلاً نذر و کفارہ و صدقۂ فطر و حج و قربانی کہ اگر ان کے مصارف نصاب سے نکالیں تو اگرچہ نصاب باقی نہ رہے زکوٰۃ واجب ہے۔ (الدر المختار و رد المحتار، کتاب الزکاۃ، مطلب الفرق بین السبب والشرط والعلۃ، ج۳،ص۲۱۱ وغیرھما)

سال گزرنے کے بعد مقروض ہوگیا تو؟

اگر نصاب پر سال گزرنے کے بعد مقروض ہوگیا تو زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی کیونکہ قرض اس وقت زکوٰۃ کی ادائیگی میں مانع (رکاوٹ) ہوگا جب زکوٰۃ فرض ہونے سے پہلے کا ہو اگر نصاب پر سال گزرنے کے بعد مقروض ہوا تو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ (رد المحتار، کتاب الزکاۃ، مطلب فی زکوٰۃ ثمن المبیع، ج۳،ص۲۱۵)

مہر اور زکوٰۃ

عورتوں کا مہر عموماً مؤخر ہوتا ہے یعنی جن کا مطالبہ بعدِ موت یا طلاق کے بعد ہی کیا جاتا ہے۔ مرد کو اپنے تمام مصارف (یعنی اخراجات) میں یہ خیال تک نہیں آتا کہ مجھ پر دَین (یعنی قرض) ہے، اسلئے ایسا مہر زکوٰۃ کے واجب ہونے میں رکاوٹ نہیں ہے چنانچہ جس کے ذمے مہر ہو اس پر دیگر شرائط پوری ہونے پر زکوٰۃ فرض ہوجائے گی۔ (الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکوٰۃ، الباب الاوّل، ج۱،ص۱۷۳)

عورت پر اس کے مہر کی زکوٰۃ

مہر دو قسم کا ہوتا ہے، مُعَجَّل (یعنی خلوت سے پہلے مہر دینا قرار پایا ہے) اور غیرِ مُعَجَّل (جس کیلئے کوئی میعاد مقرر ہو) اگر عورت کا مہر معجّل نصاب کے بقدر ہو تو اس کا کم از کم پانچواں حصہ وصول ہونے پر اس کی زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہوگا اور غیر معجّل مہر میں عموماً ادائیگی کا وقت طے نہیں ہوتا اور اس کا مطالبہ عورت طلاق یا شوہر کی موت سے پہلے نہیں کرسکتی۔ اس پر وصول کرنے کے بعد شرائط پوری ہونے کی صورت میں زکوٰۃ فرض ہوگی۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ، ج۱۰،ص۱۶۹)

مقروض شوہر کی زوجہ پر زکوٰۃ

بیوی اور شوہر کا معاملہ دُنیاوی اعتبار سے کتنا ہی ایک کیوں نہ ہو مگر زکوٰۃ کے معاملے میں جدا جدا ہیں، لہٰذا شوہر پر چاہے کتنا ہی قرض ہو شرائطِ وجوبِ زکوٰۃ پوری ہونے پر بیوی پر زکوٰۃ واجب ہوجائیگی۔ (فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ، کتاب الزکوٰۃ، ج۱۰، ص۱۲۸ ملخصاً)

دین (قرض) کا حکم

ہماری جو رقم کسی کے ذمے ہو اسے دَین کہتے ہی۔ اس کی تین قسمیں ہیں اور ہر ایک کا حکم الگ الگ ہے:۔

(۱) **دَین قَوِی** ...... دین قوی اسے کہتے ہیں جو ہم نے کسی کو قرض دیا ہوا ہو، یا تجارت کا مال اُدھار بیچا ہو، یا کوئی زمین یا مکان تجارت کی غرض سے خرید کر کرائے پر دیا اور وہ کرایہ کسی کے ذمے ہو۔

حکم...... اس کی زکوٰۃ ہر سال فرض ہوتی رہے گی لیکن ادا کرنا اس وقت واجب ہوگا جب مقدارِ نصاب کا کم از کم پانچواں حصہ وصول ہو جائے تو اس پانچویں حصے کی زکوٰۃ دینا ہوگی مثلاً 50,000 روپے نصاب ہو تو جب اسکا پانچواں حصہ 10,000 روپے وصول ہو جائیں تو اس کا چالیسواں حصہ 250 روپے بطورِ زکوٰۃ دینا واجب ہوگا۔ البتہ آسانی اس میں ہے کہ ہر سال اس کی زکوٰۃ ادا کردی جائے۔

(۲) **دَین مُتَوَسِّط** ...... دین متوسط اسے کہتے ہیں جو غیر تجارتی مال کا عوض یا بدل ہو جیسے گھر کی کرسی یا چارپائی یا دیگر سامان بیچا اور اس کی قیمت لینے والے پر اُدھار ہو۔

حکم...... اس میں بھی زکوٰۃ فرض ہوگی مگر ادائیگی اُسی وقت واجب ہوگی جب بقدرِ نصاب پوری رقم آجائے۔

(۳) **دَین ضعیف**...... وہ ہے جو غیرِ مال کا بدل ہو جیسے مہر اور مکان یا دکان کا کرایہ کہ نفع کا بدلہ ہے مال کا نہیں۔

حکم...... اس میں گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔ جب قبضہ میں آجائے اور شرائطِ زکوٰۃ پائی جائیں تو سال گزرنے پر زکوٰۃ فرض ہوگی۔ (الدر المختار، کتاب الزکوٰۃ، باب زکوٰۃ المال، ج۳، ص۲۸۱ ملخصاً ۔ بہارِ شریعت، حصہ۵، ص۹۰۶)

قرض کی واپسی کی اُمید نہ ہو تو؟

جس کے ذمے ہمارا دَین (قوی یا ضعیف) ہو اور وہ لا پتہ ہوگیا، یا اس نے ہمارا مقروض ہونے سے انکار کردیا اور ہمارے پاس گواہ بھی نہیں، الغرض قرض کی واپسی کی کوئی اُمید نہ رہی تو اب ہم پر زکوٰۃ دینا واجب نہیں۔ پھر اگر خوش قسمتی سے اس نے قرض لوٹا دیا تو ایسی صورت میں گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔ (الدر المختار و رد المحتار، کتاب الزکوٰۃ، مطلب فی زکوٰۃ ثمن المبیع، ج۳،ص۲۱۸)

زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد مال میں کمی کا حکم

مال میں کمی کی تین صورتیں ہیں:۔

(۱) اِسۡتِہۡلَاک ...... یعنی رقم ضائع ہونے میں اس کے فعل کو دخل ہو مثلاً خرچ کر ڈالا، پھینک دیا یا کسی غنی کو ہبہ کردیا (یعنی تحفۃً دے دیا) یا کسی نذر یا کفّارے یا کسی اور صدقہ واجبہ کی نیت سے صدقہ کردیا۔ اس صورت میں اگرچہ سارا مال جاتا رہا مگر زکوٰۃ سے کچھ بھی ساقط نہ ہوگا مکمل زکوٰۃ دینا ہوگی۔ فتاویٰ سراجیہ میں ہے، اگر نصاب کو کسی نے ہلاک کردیا تو زکوٰۃ ساقط نہ ہوگی۔ (فتاویٰ سراجیہ، کتاب الزکوٰۃ، باب سقوط الزکوٰۃ، ج۳،ص۲۵) اور درِمختار میں ہے، جب کسی نے نذر کی نیت کرلی یا کسی اور واجب کی تو دُرست ہے مگر زکوٰۃ کی ضمانت دینی ہوگی۔ (الدر المختار، کتاب الزکوٰۃ، باب سقوط الزکوٰۃ، ج۳،ص۲۲۵)

(۲) تَصَدُّق ...... یعنی اگر مطلقاً صدقہ کیا یا کسی واجب یا نذر کی ادائیگی کی نیت کئے بغیر کسی محتاج فقیر کو دے دیا تو تمام مال صدقہ کرنے کی صورت میں زکوٰۃ ساقط ہوگئی۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے، جس نے تمام مال صدقہ کردیا اور زکوٰۃ کی نیت نہ کی تو اس سے فرض ساقط ہوجائے گا۔ (الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکوٰۃ، الباب الاوّل، ج۱،ص۱۷۱)

اور اگر کچھ مال صدقہ کیا تو اس کی زکوٰۃ ساقط نہ ہوگی، پوری زکوٰۃ دینا ہوگی۔ (فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ، ج۱۰،ص۹۳)

(۳) ھَلَاک ...... اس کی صورت یہ ہے کہ اس کے فعل کے بغیر تلف یا ضائع ہوگیا مثلاً چوری ہوگئی یا کسی کو قرض دے دیا پھر وہ منکر گیا اور اسکے پاس گواہ بھی نہیں یا قرض دار فوت ہوگیا اور اس نے کوئی ترکہ نہیں چھوڑا یا مال کسی فقیر پر دَین (یعنی قرض) تھا اس نے اسے معاف کردیا۔ اس کا حکم یہ ہے کہ جتنا ہلاک ہوا اس کی ساقط اور جو باقی ہے اس کی واجب اگرچہ وہ بقدرِ نصاب نہ ہو۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ، ج۱۰،ص۹۱،۹۵)

مَصارِفِ زکوٰۃ

زکوٰۃ کسے دی جائے ؟

اِن لوگوں کوزکوٰۃ دی جاسکتی ہے:۔

(۱) فقیر (۲) مِسکین (۳) عامِل (٤) رِقاب (٥) غارِم (٦) فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہ (۷) اِبن سبیل(یعنی مسافر)۔

(الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکوٰۃ، الباب السابع فی المصارف،ج۱،ص۱۸۷)

﴿ اِن کی تفصیل ﴾

فقیر

وہ ہے کہ (الف) جس کے پاس کچھ نہ کچھ ہو مگر اتنا نہ ہو کہ نصاب کو پہنچ جائے (ب) یانصاب کی قدر ہو تو مگر اس کی حاجتِ اصلیہ (یعنی ضروریاتِ زندگی) میں مُستَغرَق (گھِرا ہوا) ہو مثلاً رہنے کا مکان، خانہ داری کا سامان، سُواری کے جانور (یا اسکوٹر یا کار) کاریگروں کے اَوزار، پہننے کے کپڑے، خِدمت کیلئے لونڈی، غلام، علمی شُغل رکھنے والے کیلئے اسلامی کتابیں جو اسکی ضرورت سے زائد نہ ہوں (ج) اِسی طرح اگر مَدیُون (مقروض) ہے اور دَین (قرضہ) نکالنے کے بعد نصاب باقی نہ رہے تو فقیر ہے اگرچہ اس کے پاس ایک تو کیا کئی نصابیں ہوں۔ (رد المحتار، ج۳،ص۳۳۳۔ بہارِ شریعت، ج۱،حصہ۵،ص۹۲۴،مسئلہ نمبر۲)

مسکین

وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو یہاں تک کہ کھانے اور بدن چھپانے کیلئے اس کا محتاج ہے کہ لوگوں سے سوال کرے اور اسے سوال حلال ہے۔ فقیر کو (یعنی جس کے پاس کم از کم ایک دن کا کھانے کیلئے اور پہننے کیلئے موجود ہے) بغیر ضرورت و مجبوری سوال حرام ہے۔

(الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکوٰۃ، الباب السابع فی المصارف،ج۱،ص۱۸۷)

عامل

وہ ہے جسے بادشاہِ اسلام نے زکوٰۃ اور عشر وصول کرنے کیلئے مقرر کیا ہو۔ (الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکوٰۃ، الباب السابع فی المصارف،ج۱،ص۱۸۸)

نوٹ......صدر الشریعہ، بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی بہارِ شریعت میں فرماتے ہیں کہ عامل اگرچہ غنی ہو اپنے کام کی اُجرت لے سکتا ہے اور ہاشمی ہو تو اس کو مالِ زکوٰۃ میں سے دینا بھی ناجائز اور اسے لینا بھی ناجائز۔ ہاں اگر کسی اور مَد (یعنی ضمن) میں دیں تو لینے میں حرج نہیں۔ (بہارِ شریعت، ج۱،حصہ۵،ص۹۲۵،مسئلہ نمبر۶)

رِقاب

اس سے مراد مکاتب ہے۔ مکاتب اس غلام کو کہتے ہیں جس سے اس کے آقا نے اس کی آزادی کیلئے کچھ قیمت ادا کرنا طے کی ہو۔ فی زمانہ رقاب موجود نہیں ہیں۔

غارِم

اس سے مراد مقروض ہے یعنی اس پر اتنا قرض ہو کہ دینے کے بعد زکوٰۃ کا نصاب باقی نہ رہے اگرچہ اس کا بھی دوسروں پر قرض باقی ہو مگر لینے پر قدرت نہ رکھتا ہو۔ (الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الزکوٰۃ، باب المصرف، ج۳،ص۳۳۹)

فی سبیل اللہ

یعنی راہِ خدا عزوجل میں خرچ کرنا۔ اس کی چند صورتیں ہیں:۔

(۱) کوئی شخص محتاج ہے اور جہاد میں جانا چاہتا ہے مگر اس کے پاس سواری اور زادِ راہ نہیں ہیں تو اسے مالِ زکوٰۃ دے سکتے ہیں کہ یہ راہِ خدا عزوجل میں دینا ہے اگرچہ وہ کمانے پر قادر ہو۔

(۲) کوئی حج کیلئے جانا چاہتا ہے اور اس کے پاس زادِ راہ نہیں ہے تو اسے بھی زکوٰۃ دے سکتے ہیں لیکن اسے حج کیلئے لوگوں سے سوال کرنا جائز نہیں ہے۔

(۳) طالبِ علم کہ علمِ دین پڑھتا ہے یا پڑھنا چاہتا ہے اس کو بھی زکوٰۃ دے سکتے ہیں بلکہ طالبِ علم سوال کر کے بھی مالِ زکوٰۃ لے سکتا ہے جبکہ اُس نے اپنے آپ کو اسی کام کیلئے فارغ کر رکھا ہو، اگرچہ وہ کمانے پر قدرت رکھتا ہو۔

(٤) اسی طرح ہر نیک کام میں مالِ زکوٰۃ استعمال کرنا بھی فی سبیل اللہ یعنی راہِ خدا عزوجل میں خرچ کرنا ہے۔ مالِ زکوٰۃ میں دوسرے کو مالک بنا دینا ضروری ہے بغیر مالک کئے زکوٰۃ ادا نہیں ہوسکتی۔ (الدر المختار و رد المحتار، کتاب الزکوٰۃ، باب المصرف، ج۳،ص۳۳۵،۳۴۰۔ بہارِ شریعت، ج۱،حصہ۵،ص۹۲۶،مسئلہ نمبر۱۴ ملخصا)

ابن سبیل

یعنی وہ مسافر جس کے پاس سفر کی حالت میں مال نہ رہا، یہ زکوٰۃ لے سکتا ہے اگرچہ اس کے گھر میں مال موجود ہو مگر اسی قدر لے کہ اسکی ضرورت پوری ہو جائے، زیادہ کی اجازت نہیں اور اگر اسے قرض مل سکتا ہو تو بہتر ہے کہ قرض لے لے۔ (الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکوٰۃ، الباب السابع فی المصارف، ج۱،ص۱۸۸)

نوٹ ...... صدر الشریعہ، بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں، جن لوگوں کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ انہیں زکوٰۃ دے سکتے ہیں ان سب کا فقیر ہونا شرط ہے سوائے عامل کے کہ اس کیلئے فقیر ہونا شرط نہیں اور ابن سبیل (یعنی مسافر) اگرچہ غنی ہو اس وقت فقیر کے حکم میں ہے، باقی کسی کو جو فقیر نہ ہو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔ (بہارِ شریعت، ج۱،حصہ۵،ص۹۳۲،مسئلہ نمبر۴۴)

مستحقِ زکوٰۃ کو کیسے پہچانیں؟

جسے ہم زکوٰۃ دینا چاہ رہے ہیں وہ مستحقِ زکوٰۃ ہے یا نہیں؟ ظاہر ہے کہ اس کی مکمل تحقیق بہت دُشوار ہے اس لئے جس کو دینا ہو اس کے متعلق اگر غالب گمان ہو کہ یہ مستحقِ زکوٰۃ ہے (یعنی ادائیگی کی شرائط پر پورا اُترتا ہے) تو دے دے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی اور اگر گمان غالب نہ ہوتا ہو تو نہ دے۔ (فتاویٰ امجدیہ، ج۱،ص۳۷۴)

زکوٰۃ دینے کے بعد پتا چلا زکوٰۃ لینے والا مستحقِ زکوٰۃ نہیں تو؟

اگر غالب گمان کے بعد زکوٰۃ دی تھی کہ مستحق ہے مگر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ غنی تھا یا اُس کے والدین میں کوئی تھا یا اپنی اولاد تھی یا شوہر تھا یا زوجہ تھی یا ہاشمی یا ہاشمی کا غلام تھا یا ذِمّی (کافر) تھا، زکوٰۃ ادا ہوگئی اور اگر یہ معلوم ہوا کہ اُس کا غلام تھا یا حَربی (کافر) تھا تو ادا نہ ہوئی اور اگر بغیر سوچے سمجھے زکوٰۃ دی پھر معلوم ہوا کہ وہ زکوٰۃ کا مستحق نہیں تھا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوئی۔ (الفتاویٰ الهندية، كتاب الزكوٰة، الباب السابع فی المصارف، ج۱،ص۱۹۰۔ بہارِ شریعت، ج۱،حصہ۵،ص۹۳۲)

کیا مدارِس کے سفیر بھی عامل ہیں؟

عامل مقرر کرنے کا اختیار شرعی قاضی کے پاس ہے اگر وہ نہ ہو تو شہر کے سب سے بڑے عالم کے پاس جس کی طرف مسلمان اپنے دینی معاملات میں رجوع کرتے ہوں۔ لہٰذا اگر مدارس کے سفیر مذکورہ عالم کے مقرر کیے ہوئے ہوں تو عامل کہلائیں گے ورنہ نہیں۔ (فتاویٰ فقیہ ملت، ج۱،ص۳۲۳، ۳۲۷)

کن کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے؟

اِن مسلمانوں کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے اگرچہ شرعی فقیر ہوں:۔

۱......بنو ہاشم (یعنی ساداتِ کرام) چاہے دینے والا ہاشمی ہو یا غیر ہاشمی۔

۲......اپنی اَصل (یعنی جن کی اولاد میں سے زکوٰۃ دینے والا ہو) جیسے ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی وغیرہ۔

۳......اپنی فروع (یعنی جو اس کی اولاد میں سے ہوں) جیسے بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسا، نواسی وغیرہ۔

۴......میاں بیوی ایک دوسرے کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔

۵......غنی کے نابالغ بچے (کیونکہ وہ اپنے باپ کی وجہ سے غنی شمار ہوتے ہیں۔)

(الدر المختار و رد المحتار، كتاب الزكوٰة، باب المصرف، ج۳،ص۳۴۴، ۳۴۹، ۳۵۰۔ فتاویٰ رضویہ، ج۱۰،ص۱۰۹)

کن رِشتہ داروں کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں ؟

اِن رشتہ داروں کوزکوٰۃ دے سکتے ہیں جبکہ زکوٰۃ کے مستحق ہوں:۔

(۱) بہن (۲) بھائی (۳) چچا (٤) پھوپھی (٥) خالہ (٦) ماموں (۷) بہو (۸) داماد (۹) سوتیلا باپ (۱۰) سوتیلی ماں (۱۱) شوہر کی طرف سے سوتیلی اولاد (۱۲) بیوی کی طرف سے سوتیلی اولاد۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجَہ، ج۱۰،ص۱۱۰)

کن غلاموں کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے ؟

مملوکِ شرعی (یعنی شرعی غلام) کا وجود فی زمانہ مفقود ہے، بہر حال ان غلاموں کوزکوٰۃ نہیں دے سکتے:۔

(۱) ہاشمی کا غلام، اگرچہ 'مُکاتَب' ہو (۲) ہاشمی کا آزاد کردہ غلام (۳) غنی کا غلام 'غیر مُکاتَب' (٤) بیوی کا غلام اگرچہ مُکاتَب ہو (٥) شوہر کا غلام اگرچہ مکاتب ہو (٦) اپنی اصل کا غلام اگرچہ مکاتب ہو (۷) اپنی فروع کا غلام اگرچہ مکاتب ہو (۸) اپنا غلام اگرچہ مُکاتَب ہو۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجَہ، ج۱۰،ص۱۰۹)

کن غلاموں کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں ؟

اِن غلاموں کوزکوٰۃ دے سکتے ہیں جبکہ زکوٰۃ کے مستحق ہوں:۔

(۱) غیر ہاشمی کا آزاد کردہ غلام (۲) اگرچہ خود اپنا ہی ہو (۳) اپنے اور اپنے اُصول (ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی) اور اپنے فُرُوع (بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسا، نواسی) اور شوہر اور بیوی اور 'ہاشمی' کے علاوہ کسی غنی کا 'مُکاتَب' غلام۔ (ایضاً ص۱۱۰)

مُطَلَّقَہ بیوی کو زکوٰۃ دینا

اگر شوہر اپنی بیوی کو طلاق دے چکا ہو اور عورت عدت میں ہو تو نہیں دے سکتا اور اگر عدت گزار چکی ہو تو دے سکتا ہے۔

(الدر المختار، کتاب الزکوٰۃ، باب المصرف، ج۳،ص۳۴۵۔ بہارِ شریعت، ج۱، حصہ۵،ص۹۲۸، مسئلہ نمبر۲۶)

غنی کی بیوی یا باپ کو زکوٰۃ دینا

غنی کی بیوی کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں جبکہ مالکِ نصاب نہ ہو۔ یو ہیں غنی کے باپ کو دے سکتے ہیں جبکہ فقیر ہے۔ (الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، ج۱،ص۱۸۹)

غنی ماں کے نابالغ بچے

غنی ماں کے نابالغ بچوں کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں جبکہ ان کا باپ فوت ہو چکا ہو کیونکہ بچہ غنی باپ کی طرف سے غنی شمار ہوتا ہے ماں کی طرف سے نہیں۔ (الدر المختار و رد المحتار، کتاب الزکوٰۃ، مطلب فی حوائج الاصلیہ، ج۳،ص۳۴۹)

جس عورت کا مہر ابھی شوہر پر باقی ہو

جس عورت کا مہر اس کے شوہر پر دَین ہے، اگرچہ وہ بقدر نصاب ہو اگرچہ شوہر مالدار ہو ادا کرنے پر قادر ہو، اُسے زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔ (الجوھر النیرۃ، کتاب الزکاۃ، باب من یجوز دفع الصدقۃ الیہ ومن لا یجوز، ص۱۶۷)

کافر کو زکوٰۃ دینا

کافر کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ (فتاوٰی رضویہ مُخَرَّجہ، ج۱۰،ص۲۹۰)

بد مذھب کو زکوٰۃ دینا

بدمذہب کو زکوٰۃ دینا حرام ہے اوران کو دینے سے زکوٰۃ ادا بھی نہیں ہوگی۔ (ایضاً)

طالب علم کو زکوٰۃ دینا

ایسے طلبہ جو صاحبِ نصاب نہ ہوں انہیں زکوٰۃ دی جا سکتی ہے، بلکہ اُنہیں دینا افضل ہے جبکہ وہ علمِ دین بطورِ دین پڑھتے ہوں۔ (فتاوٰی رضویہ مُخَرَّجہ، ج۱۰،ص۲۵۳)

امامِ مسجد کو زکوٰۃ دینا

اگر مسجد کے امام صاحب شرعاً فقیر نہ ہوں یا سیّد صاحب ہوں تو انہیں زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی اور اگر وہ شرعی فقیر ہوں اور سیّد صاحب نہ ہوں تو دی جا سکتی ہے بلکہ اگر وہ عالم بھی ہوں تو انہی کو دینا افضل ہے۔ مگر عالم کو دیتے وقت اس بات کا لحاظ رکھا جائے کہ ان کا احترام پیشِ نظر ہو اور دینے والا ادب کیساتھ دے جیسے چھوٹے بڑوں کو کوئی چیز نذر کرتے ہیں اور معاذ اللہ عزوجل اگر عالمِ دین کو زکوٰۃ دیتے وقت دل میں حقارت آئی تو باعثِ ہلاکت ہے۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، ج۱،حصہ۵،ص۹۲۴) فتاوٰی عالمگیری میں ہے، فقیر عالم پر صدقہ کرنا جاہل فقیر پر صدقہ کرنے سے افضل ہے۔ (الفتاوٰی الھندیۃ، کتاب الزکوٰۃ، الباب السابع فی المصارف، ج۱،ص۱۸۷)

زکوٰۃ کی رقم سے امامِ مسجد کو تنخواہ دینا

زکوٰۃ کی رقم سے امامِ مسجد کو تنخواہ نہیں دے سکتے کیونکہ تنخواہ معاوضۂ عمل ہے اور زکوٰۃ خالصاً اللہ تعالیٰ کیلئے ہے۔ اگر دیگر اسباب میسر نہ ہوں تو حیلۂ شرعی کے بعد دے سکتے ہیں۔ (ماخوذ از فتاویٰ امجدیہ، ج۱،ص۳۷۶)

ماں ہاشمی ہو اور باپ غیر ہاشمی ہو تو ؟

کسی کی والدہ ہاشمی بلکہ سیّدانی ہو اور باپ ہاشمی نہ ہو تو وہ ہاشمی نہیں کہ شرع میں نسب باپ سے ہے، لہٰذا ایسے شخص کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں اگر کوئی دوسرا مانع نہ ہو۔ (بہارِ شریعت، ج۱،حصہ۵،ص۹۳۱،مسئلہ نمبر۴۱)

سادات کرام کو زکوٰۃ نہ دینے کی وجہ

سادات کرام اور دیگر بنو ہاشم کو زکوٰۃ اس لئے نہیں دے سکتے کہ سادات کرام اور دیگر بنو ہاشم پر زکوٰۃ حرامِ قطعی ہے جس پر چاروں مذاہب (یعنی حنفی، شافعی، حنبلی، مالکی) کے ائمہ کرام کا اجماع ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے، باتفاقِ ائمہ اربعہ بنو ہاشم اور بنوعبدالمطلب پر صدقہ فرضیہ حرام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجَہ، ج۱۰،ص۹۹)

بنو ہاشم کون ہیں ؟

بنو ہاشم اور بنوعبدالمطلب سے مراد پانچ خاندان ہیں، آلِ علی، آلِ عباس، آلِ جعفر، آلِ عقیل، آلِ حارث بن عبد المطلب۔ ان کے علاوہ جنھوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اِعانت نہ کی، مثلاً ابولہب کہ اگرچہ یہ کافر بھی حضرت عبدالمطلب کا بیٹا تھا مگر اسکی اولادیں بنی ہاشم میں شمار نہ ہونگی۔ (الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکوٰۃ، الباب السابع فی المصارف، ج۱،ص۱۸۹۔ بہارِ شریعت، ج۱،حصہ۵،ص۹۳۱،مسئلہ نمبر۳۹)

بنو ہاشم کو زکوٰۃ نہ دینے کی حکمت

اللہ عزَّوجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ عظمت نشان ہے، یہ صدقات لوگوں کے مَیل ہیں نہ یہ **محمد** (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو حلال ہیں اور نہ **محمد** (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی آل کو۔ (صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب ترك استعمال ......الخ، الحدیث۱۰۷۲،ص۵۴۰)

حکیمُ الْاُمت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں، یہ حدیث ایسی واضح اور صاف ہے جس میں کوئی تاویل نہیں ہوسکتی یعنی مجھے اور میری اولاد کو زکوٰۃ لینا اس لئے حرام ہے کہ یہ مال کا میل ہے، لوگ ہمارے میل سے ستھرے ہوں ہم کسی کا میل کیوں لیں۔ (مراۃ المناجیح، ج۳،ص۳۶)

سادات کی امداد کی صورت

اوّلاً تو مالداروں کو چاہئے کہ اپنے مال سے بطورِ ہدیہ ان حضراتِ عالیہ کی خدمت اپنی جیب سے کریں اور وہ وقت یاد کریں کہ جب ان ساداتِ کرام کے جدِّ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا ظاہری آنکھوں کو بھی کوئی ملجاو ماوانہ ملے گا۔ وہ مال جو انہی کی بارگاہ سے عطا ہوا اور عنقریب چھوڑ کر زیرِ زمین جانے والے ہیں اگر انکی خوشنودی کیلئے ان کی مبارک اولاد پر خرچ ہو جائے تو اس سے بڑھ کر کیا سعادت ہوگی اور اگر کسی علاقے میں ایسی ترکیب نہ بن سکے تو کسی مستحقِ زکوٰۃ کو مالِ زکوٰۃ کا مالک بنا کر مال اس کے قبضہ میں دے دیں پھر اسے اس سیّد صاحب کی خدمت میں پیش کرنے کا مشورہ دیں۔ (فتاویٰ امجدیہ، ج ۱، ص ۳۹۰ ملخصاً)

گداگروں کو زکوٰۃ دینا

گداگر تین قسم کے ہوتے ہیں:۔

(۱) **غنی مالدار**...... انہیں سوال کرنا حرام اور ان کو دینا بھی حرام، انہیں دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی کہ مستحقِ زکوٰۃ نہیں ہیں۔

(۲) **وہ فقیر جو تندرست اور کمانے پر قادر ہو**...... یہ لوگ بقدرِ حاجت کمانے پر قادر ہونے کے باوجود مفت کی روٹیاں توڑنے اور اس کیلئے بھیک مانگنے کے عادی ہوتے ہیں۔ ایسے پیشہ وروں کو سوال کرنا حرام ہے اور جو کچھ ان کو ملے ان کے حق میں مالِ خبیث ہے جسے مالک کو لوٹانا یا صدقہ کر دینا واجب ہوتا ہے۔ لیکن اگر ان کو کسی نے زکوٰۃ دے دی تو ادا ہو جائے گی کیونکہ یہ شرعی فقیر ہوتے ہیں جبکہ کوئی اور مانعِ زکوٰۃ نہ ہو۔

(۳) **کمانے سے عاجز فقیر**...... یہ لوگ یا تو کمانے کی قدرت نہیں رکھتے یا پھر حاجت کے بقدر کما نہیں سکتے، انہیں بقدرِ ضرورت سوال حلال ہے اور جو کچھ ان کو ملے ان کیلئے حلال ہے، انہیں زکوٰۃ دی تو ادا ہو جائیگی۔ (فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجَہ، ج ۱۰، ص ۲۵۳)

مدرسہ یا جامعہ میں زکوٰۃ دینا

اگر مدرسہ یا جامعہ اہلِ حق کا ہے بدمذہبوں کا نہیں تو اس میں مالِ زکوٰۃ اس شرط پر دیا جاسکتا ہے کہ مُہتَمِم (ناظم) اس مال کو جدا رکھے اور محض تملیکِ فقیر میں صَرف کرے مثلاً طلبہ کو بطورِ امداد جو وظیفہ دیا جاتا ہے اس میں دے یا کتابیں یا کپڑے خرید کر طلبہ کو ان کا مالک بنادے یا بیمار ہونے کی صورت میں دوائی خرید کر انہیں اس کا مالک بنادے۔ مدرسین یا دیگر عملے کی تنخواہ اس مال سے نہیں دی جاسکتی کیونکہ تنخواہ معاوضۂ عمل ہے اور زکوٰۃ خالصاً اللہ تعالیٰ کیلئے ہے اور نہ ہی تعمیرات وغیرہ میں استعمال کی جاسکتی ہے اور نہ ہی طلبہ کیلئے پکائے گئے کھانے میں استعمال ہوسکتی ہے کیونکہ یہ کھانا انہیں بطورِ اِباحت کھلایا جاتا ہے مالک نہیں بنایا جاتا ہے لیکن اگر کھانا دے کر انہیں مالک بنا دیا جائے تو دُرست ہے۔ ہاں اگر زکوٰۃ کا روپیہ بہ نیتِ زکوٰۃ کسی مصرفِ زکوٰۃ کو دے کر اسے اس کا مالک بنادیں پھر وہ اپنی طرف سے مدرسہ یا جامعہ کو دے دے تو اب یہ رقم تنخواہِ مدرسین اور تعمیرات وغیرہ میں استعمال ہوسکتی ہے۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجَہ، ج ۱۰، ص ۲۵۴)

زکوٰۃ کے بارے میں بتادیجئے

بہت سے اسلامی بھائی مالِ زکوٰۃ مدارس وجامعات میں بھیج دیتے ہیں ان کو چاہئے کہ مدرسہ کے مُتَوَلِّی کواطلاع دیں کہ یہ مالِ زکوٰۃ ہے تاکہ متولی اس مال کوجدا رکھے اور مال میں نہ ملائے اور غریب طلبہ پر صَرف کرے، کسی کام کی اُجرت میں نہ دے ورنہ زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

ایک ہی شخص کو ساری زکوٰۃ دے دینا

زکوٰۃ دینے والے کواختیار ہوتا ہے کہ چاہے تومالِ زکوٰۃ تمام مصارفِ زکوٰۃ میں تھوڑا تھوڑا تقسیم کردے اور اگر چاہے توکسی ایک کو ہی دے دے۔ اگر بطورِ زکوٰۃ دیا جانے والا مال بقدرِ نصاب نہ ہوتو ایک ہی شخص کو دے دینا افضل ہے اور اگر بقدرِ نصاب ہو تو ایک ہی شخص کو دے دینا مکروہ ہے لیکن زکوٰۃ بہر حال ادا ہوجائے گی۔ ایک شخص کو بقدرِ نصاب دینا مکروہ اُس وقت ہے کہ وہ فقیر مدیُون نہ ہو اور مدیُون ہوتو اتنا دے دینا کہ دَین نکال کر کچھ نہ بچے یا نصاب سے کم بچے مکروہ نہیں۔ یونہی اگر وہ فقیر بال بچوں والا ہے کہ اگرچہ نصاب یا زیادہ ہے، مگر اہل وعیال پر تقسیم کریں تو سب کو نصاب سے کم ملتا ہے تو اس صورت میں بھی حرج نہیں۔ (الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الزکوٰۃ، الباب السابع فی المصارف، ج۱،ص۱۸۸ ملخصاً)

ایک شخص کو کتنی زکوٰۃ دینا مستحب ہے

مستحب یہ ہے کہ ایک شخص کو اتنا دیں کہ اُس دن اُسے سوال کی حاجت نہ پڑے یہ اُس فقیر کی حالت کے اعتبار سے مختلف ہے، اُس کے کھانے بال بچوں کی کثرت اور دیگر اُمور کا لحاظ کرکے دے۔ (الدر المختار و رد المحتار، کتاب الزکوٰۃ، باب المصرف، مطلب فی حوائج الاصلیۃ، ج۳،ص۳۵۸)

کس کو زکوٰۃ دینا افضل ہے ؟

اگر بہن بھائی غریب ہوں تو پہلے ان کا حق ہے، پھر ان کی اولاد کا پھر چچا اور پھوپھیوں کا، پھر ان کی اولاد کا، پھر ماموؤں اور خالاؤں کا، پھر ان کی اولاد کا، پھر ذَوِی الْاَرْحَام (وہ رشتہ دار جو ماں، بہن، بیوی یا لڑکیوں کی طرف سے منسوب ہوں) کا، پھر پڑوسیوں کا، پھر اپنے اہل پیشہ کا، پھر اہل شہر کا (یعنی جہاں اس کا مال ہو)۔ (الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الزکوٰۃ، الباب السابع فی المصارف، ج۱،ص۱۹۰)

سیّد کسے زکوٰۃ دے ؟

زکوٰۃ قریبی رِشتہ دار کو دینا افضل ہے مگر سیّد کس کو دے کیونکہ اس کا قریبی رشتہ دار بھی تو سیّد ہوگا۔اس کا جواب دیتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن لکھتے ہیں، بے شک زکوٰۃ اور دیگر صدقات اپنے قریبی رشتہ داروں کو دینا افضل ہے اور اس میں دوگنا اجر ہے لیکن یہ اسی صورت میں ہے کہ وہ صدقہ قریبی رشتہ داروں کو دینا جائز بھی ہو۔ (فتاوٰی رضویہ، ج۱۰،ص۲۸۷)

کیا بہت ساری کتابوں کا مالک زکوٰۃ لے سکتا ہے ؟

اگر کسی کے پاس بہت ساری کتابیں ہوں اور وہ کتابیں اس کی حاجتِ اصلیہ میں سے ہیں تو لے سکتا ہے اگرچہ لاکھوں کی ہوں اور اگر حاجتِ اصلیہ میں سے نہیں ہیں تو بقدرِ نصاب ہونے کی صورت میں نہیں لے سکتا۔اس میں تفصیل یہ ہے کہ

☆ فقہ، تفسیر اور حدیث کی کتابیں اہلِ علم (یعنی جسے پڑھنے، پڑھانے یا تصحیح کیلئے ان کتابوں کی ضرورت ہو) کیلئے حاجتِ اصلیہ میں سے ہیں اور دوسروں کیلئے حاجتِ اصلیہ میں سے نہیں۔اگر ایک کتاب کے ایک سے زائد نسخے ہوں تو وہ اہلِ علم کیلئے بھی حاجتِ اصلیہ میں سے نہیں ہیں۔

☆ کفار اور بد مذہبوں کے ردّ اور اہلِ سنت کی تائید میں لکھی گئیں اور فرض علوم پر مشتمل کتابیں، عالم اور غیر عالم دونوں کی حاجتِ اصلیہ میں سے ہیں۔

☆ عالم اگر بدمذہبوں کی کتابیں انکے ردّ کیلئے رکھے تو یہ اس کی حاجتِ اصلیہ میں سے ہیں۔غیرِ عالم کو تو ان کا دیکھنا ہی جائز نہیں۔

☆ قرآن مجید غیرِ حافظ کیلئے حاجتِ اصلیہ میں سے ہے حافظِ قرآن کیلئے نہیں (جبکہ اس کا حفظِ قرآن مضبوط ہو)۔

☆ طب کی کتابیں طبیب کیلئے حاجتِ اصلیہ میں سے ہیں جبکہ ان کو مطالعہ میں رکھے یا دیکھنے کی ضرورت پڑتی ہو۔

(الدر المختار و رد المحتار، کتاب الزکوٰۃ، مطلب فی زکوٰۃ ثمن المبیع وفاء، ج۳،ص۲۱۷۔بہارِ شریعت، ج۱، حصہ۵، ص۸۸۲)

غنی کا زکوٰۃ لینا

حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، زکوٰۃ کسی مال میں نہ ملے گی مگر اسے ہلاک کردے گی۔ امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس حدیث کے معنی یہ کئے کہ مالدار شخص زکوٰۃ لے لے تو یہ اس کے (بقیہ) مال کو ہلاک کردے گی۔

(الترغیب والترھیب، کتاب الصدقات، باب الترھیب من منع الزکوٰۃ، الحدیث ۱۸، ج۱،ص۳۰۹)

زکوٰۃ تو فقیروں کیلئے ہوتی ہے، غنی کو زکوٰۃ لینا حرام ہے اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ایسے شخص کو اس مالِ حرام کے سبب قبر و حشر اور میزان کی پریشانیوں اور عذاباتِ جہنم کا سامنا کرنا پڑے گا۔ (فتاوٰی رضویہ مُخَرَّجہ، ج۱۰،ص۲۶۱ ملخصاً)

جس کے پاس چھ تولے سونا ہو !

جس کے پاس چھ تولے یا ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر سونا ہو اگرچہ اس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی کہ سونے کی نصاب ساڑھے سات تولے ہے مگر ایسا شخص زکوٰۃ لے نہیں سکتا۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، ج ۱، حصہ ۵، ص ۹۲۹، مسئلہ ۲۷)

حاجتِ اصلیہ سے زائد سامان ہو تو ؟

جس کے پاس ضرورت کے سوا ایسا سامان ہو جو مال نامی نہ ہو اور نہ ہی تجارت کیلئے مثلاً فریج، اے سی وغیرہ اور وہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہے تو اسے زکوٰۃ نہیں دے سکتے اگرچہ خود اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ (ایضاً)

جس کے پاس بہت سا جہیز ہو !

عورت کو ماں باپ کے یہاں سے جو جہیز ملتا ہے اس کی مالک عورت ہی ہے، اس میں دو طرح کی چیزیں ہوتی ہیں۔ ایک حاجت کی جیسے خانہ داری کے سامان، پہننے کے کپڑے، استعمال کے برتن اس قسم کی چیزیں کتنی ہی قیمت کی ہوں ان کی وجہ سے عورت غنی نہیں۔ دوسری وہ چیزیں جو حاجتِ اصلیہ سے زائد ہیں زینت کیلئے دی جاتی ہیں جیسے زیور اور حاجت کے علاوہ اسباب اور برتن اور آنے جانے کے بیش قیمت بھاری جوڑے، ان چیزوں کی قیمت اگر بقدر نصاب ہے عورت غنی ہے زکوٰۃ نہیں لے سکتی۔ (رد المحتار، کتاب الزکوٰۃ، باب المصرف، مطلب فی جهاز المرأة هل تصیر به غنیة، ج ۳، ص ۳۴۷)

جس کے پاس موتی جواہر ہوں !

موتی وغیرہ جواہر جس کے پاس ہوں اور تجارت کیلئے نہ ہوں تو ان کی زکوٰۃ واجب نہیں، مگر جب نصاب کی قیمت کے ہوں تو زکوٰۃ لے نہیں سکتا۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، ج ۱، حصہ ۵، ص ۹۳۰، مسئلہ ۳۷)

جس کے پاس سردیوں کے بیش قیمت کپڑے ہوں !

سردیوں کے کپڑے جن کی گرمیوں میں حاجت نہیں پڑتی حاجتِ اصلیہ میں ہیں، وہ کپڑے اگرچہ بیش قیمت ہوں زکوٰۃ لے سکتا ہے۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، ج ۱، حصہ ۵، ص ۹۳۰، مسئلہ ۳۵)

جس کے پاس بہت بڑا مکان ہو!

جس کے پاس رہنے کا مکان حاجت سے زیادہ ہو یعنی پورے مکان میں اس کی سکونت (یعنی رہائش) نہیں یہ شخص زکوۃ لے سکتا ہے۔ (رد المحتار، کتاب الزکوٰۃ، باب المصرف، ج۳،ص۳۴۷)

جس کے مکان میں باغ ہو!

جس کے مکان میں نصاب کی قیمت کا باغ ہو اور باغ کے اندر ضروریات مکان باورچی خانہ، غسل خانہ وغیرہ نہیں تو اسے زکوۃ لینا جائز نہیں۔ (الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکوٰۃ، الباب السابع فی المصارف، ج۱،ص۱۸۹)

کیا مالدار کیلئے صدقہ لینا جائز ہے؟

صدقہ دو قسم کا ہوتا ہے، صدقۂ واجبہ اور نافلہ۔ صدقۂ واجبہ مالدار کو لینا حرام اور اس کو دینا بھی حرام ہے اور اس کو دینے سے زکوۃ بھی ادا نہ ہوگی۔ رہا صدقۂ نافلہ تو اس کیلئے مالدار کو مانگ کر لینا حرام اور بغیر مانگے ملے تو مناسب نہیں جبکہ دینے والا مالدار جان کر دے اور اگر محتاج سمجھ کر دے تو لینا حرام اور اگر لینے کیلئے اپنے آپ کو محتاج ظاہر کیا تو دوسرا حرام۔ ہاں وہ صدقاتِ نافلہ کہ عام مخلوق کیلئے ہوتے ہیں اور ان کو لینے میں کوئی ذِلت نہ ہو تو وہ غنی کو لینا بھی جائز ہے جیسے سبیل کا پانی، نیاز کی شیرینی وغیرہ۔ (فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ، ج۱۰،ص۲۶۱)

غیر مستحق نے زکوٰۃ لے لی تو؟

غیر مستحق نے زکوۃ لے لی، بعد میں پشیمانی ہوئی تو اگر دینے والے نے غور وفکر کے بعد زکوۃ دی تھی اور اُسے اس کے مستحق نہ ہونے کا معلوم نہیں تھا تو زکوۃ بہرحال ادا ہوگئی لیکن اس کو لینا حرام تھا کیونکہ یہ زکوۃ کا مستحق نہیں تھا۔ غیر مستحق مال پر حاصل ہونے والی ملکیت 'ملکِ خبیث' کہلاتی ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ اُتنا مال صدقہ کردیا جائے۔

زکوٰۃ کی ادائیگی

زکوٰۃ کی ادائیگی کی شرائط

زکوٰۃ کی ادائیگی درست ہونے کی دو شرائط ہیں: (۱) نیت اور (۲) مستحق زکوٰۃ کو اس کا مالک بنادینا۔ الاشباہ والنظائر میں ہے، زکوٰۃ کی ادائیگی نیت کے بغیر دُرست نہیں ہے۔ (الاشباہ والنظائر، القاعدۃ الاولیٰ، ما تکون النیۃ الیٰ آخرہ، ص۱۹)

نیت کے یہ معنی ہیں کہ اگر پوچھا جائے تو بلا تامُّل بتا سکے کہ زکوٰۃ ہے۔

زکوٰۃ دیتے وقت نیت کرنا بھول گیا تو ؟

اگر زکوٰۃ میں وہ مال دیا جو پہلے ہی سے زکوٰۃ کی نیت سے الگ کر رکھا تھا تو زکوٰۃ ادا ہوگئی اگرچہ دیتے وقت زکوٰۃ کا خیال نہ آیا ہو اور اگر ایسا نہیں ہے تو جب تک محتاج کے پاس موجود ہے دینے والا نیتِ زکوٰۃ کرسکتا ہے اور اگر اس کے پاس بھی نہیں ہے تو اب نیت نہیں کرسکتا، دیا گیا مال صدقۂ نفل ہوگا۔ درمختار میں ہے، ادائیگیٔ زکوٰۃ کے صحیح ہونے کیلئے وقتِ ادا نیت کا مُتَّصِل (یعنی ملا ہوا) ہونا ضروری ہے، خواہ یہ اِتّصال (یعنی متصل ہونا) حکمی ہو مثلاً کسی نے بلا نیت زکوٰۃ ادا کردی اور ابھی مال فقیر کے قبضہ میں ہو تو نیت کرلی یا کل یا بعض مال برائے زکوٰۃ جدا کرتے وقت نیت کرلی۔ (الدر المختار، کتاب الزکوٰۃ، ج۳ ص۲۲۲،۲۲۴)

زکوٰۃ کے الفاظ

زکوٰۃ ادا کرتے وقت زکوٰۃ کے الفاظ بولنا ضروری نہیں بلکہ دل میں نیت ہونا کافی ہے چاہے زبان سے کچھ اور کہے۔ فتاویٰ شامی میں ہے، نام لینے کا کوئی اعتبار نہیں، اگر کسی نے زکوٰۃ کو ہبہ، تحفہ یا قرض کہہ دیا تب بھی صحیح تین قول کے مطابق اس کی زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔ (رد المحتار، کتاب الزکوٰۃ، مطلب فی ثمن المبیع، ج۳، ص۲۲۲)

زکوٰۃ کی ادائیگی میں تاخیر کرنا

زکوٰۃ فرض ہوجانے کے بعد فوراً ادا کرنا واجب ہے اور اس کی ادائیگی میں بلا عذر شرعی تاخیر کرنا گناہ ہے۔ (الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکوٰۃ، فصل فی مال التجارۃ، الباب الاوّل، ص۱۷۰)

زکوٰۃ یک مشت دیں یا تھوڑی تھوڑی ؟

اگر زکوۃ سال مکمل ہونے سے قبل پیشگی ادا کرنی ہو تو چاہے تھوڑی تھوڑی کر کے دیں یا ایک ساتھ دونوں طرح سے دُرست ہے اور اگر سال گزرنے پر زکوۃ فرض ہو چکی ہو تو فوراً ادا کرنا واجب ہے تاخیر پر گنہگار ہوگا، لہٰذا اب یک مشت دینا ضروری ہے۔

(ماخوذ از فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ، ج۱۰،ص۷۵)

زکوٰۃ یک مشت دیجئے

سال مکمل ہو جانے کے بعد ایک ساتھ زکوۃ دے دیجئے کیونکہ بتدریج یعنی تھوڑی تھوڑی کر کے دینے میں گناہ لازم آنے کے علاوہ دیگر آفتیں بھی ممکن ہیں۔ مثلاً ہوسکتا ہے کہ ایسا شخص زکوۃ نہ دینے کا وبال اپنی گردن پر لئے دنیا سے رُخصت ہو جائے یا پھر اس کے پاس زکوۃ ادا کرنے کیلئے مال ہی نہ رہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ آج ادائیگی کا جو پختہ ارادہ ہے کل نہ رہے کیونکہ شیطان انسان میں خون کی طرح گردش کرتا ہے۔

نیت میں فرق آجاتا

حضرت سیّدنا امام محمد باقر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک قبائے نفیس بنوائی۔ طہارت خانے میں تشریف لے گئے، وہاں خیال آیا کہ اسے راہِ خدا میں دیجئے۔ فوراً خادم کو آواز دی، قریب دیوار حاضر ہوا۔ حضور نے قبائے معلّٰی اُتار کر دی کہ فلاں محتاج کو دے آؤ۔ جب باہر رونق افروز ہوئے تو خادم نے عرض کی، اس دَرجہ تَعجِیل (یعنی جلدی) کی وجہ کیا تھی؟ فرمایا، کیا معلوم تھا باہر آتے آتے نیت میں فرق آجاتا۔

سبحان اللہ ! یہ اُن کی احتیاط ہے جو اہل تقویٰ کی آغوش میں پلے اور طہارت و پاکیزگی کے دریا میں نہائے دُھلے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہِ النبی الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کیا زکوٰۃ الگ کرلینے سے بری الذمہ ہوجائے گا ؟

زکوۃ محض جدا کرنے سے ذمہ داری پوری نہ ہوگی بلکہ فقراء تک پہنچانے سے ہوگی۔ (الدر المختار، کتاب الزکوٰۃ، ج۳ ص۲۲۲،۲۲۳)

رمضان المبارک میں زکوٰۃ دینا

جب سال پورا ہو جائے تو فوراً ادا کرنا واجب ہے اور تاخیر گناہ، خواہ کوئی بھی مہینہ ہو اور اگر سال تمام ہونے سے پہلے پیشگی ادا کرنا چاہے تو رمضان المبارک میں ادا کرنا بہتر ہے جس میں نفل کا فرض کے برابر اور فرض کا ثواب ستر فرضوں کے برابر ہوتا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ، ج۱۰،ص۱۸۳)

اعلانیہ یا پوشیدہ ؟

زکوٰۃ اعلان کے ساتھ دینا بہتر ہے جبکہ ریا کاری کا اندیشہ نہ ہو تا کہ دوسروں کو ترغیب بھی ملے اور وہ اس کے بارے میں بدگمانی کا شکار نہ ہوں کہ یہ زکوٰۃ نہیں دیتا۔ پوشیدہ دینے میں بھی کوئی حرج نہیں بلکہ اگر زکوٰۃ لینے والا ایسا خُود دار ہو کہ اعلانیہ لینے میں ذِلت محسوس کرے گا تو اسے پوشیدہ دے دینا بہتر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ، ج۱۰ص۱۵۸۔ الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکوٰۃ، الباب الاوّل، ج۱ص۱۷۱)

زکوٰۃ دے کر احسان جتانا

زکوٰۃ دے کر احسان نہیں جتانا چاہئے کہ احسان جتانے سے ثواب ضائع ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

لا تبطلوا صدقٰتکم بالمن والاذٰی لا (پ۳۔البقرہ:۲۶۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اپنے صدقے باطل نہ کردو احسان رکھ کر اور ایذا دے کر۔

سال بھر خیرات کرنے کے بعد زکوٰۃ کی نیت کی تو ؟

سال بھر خیرات کرنے کے بعد اسے زکوٰۃ میں شمار نہیں کرسکتا کیونکہ زکوٰۃ دیتے وقت یا زکوٰۃ کیلئے مال علیحدہ کرتے وقت نیت زکوٰۃ شرط ہے۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، ج۱، حصہ۵، ص۸۸۶، مسئلہ نمبر۵۴) ہاں اگر خیرات کردہ مال فقیر کے پاس موجود ہو، ہلاک نہ ہوا ہو تو زکوٰۃ کی نیت کرسکتا ہے۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ، ج۱۰ص۱۶۱)

زکوٰۃ دینے سے پہلے فوت ہوگیا تو ؟

ادائیگیٔ زکوٰۃ کی نیت سے مال الگ کیا، پھر فوت ہوگیا تو یہ میراث میں شامل ہوجائے گا اور اس پر وِراثت کے احکام جاری ہوں گے۔ (الدر المختار و رد المحتار، کتاب الزکوٰۃ، مطلب فی الزکوٰۃ ...... الخ، ج۳،ص۲۲۵)

زکوٰۃ لینے والے کو اس کا علم ہونا

اگر زکوٰۃ لینے والے کو یہ معلوم نہ ہو کہ یہ زکوٰۃ ہے تو بھی زکوٰۃ ادا ہوجائے گی کیونکہ زکوٰۃ لینے والے کا یہ جاننا ضروری نہیں کہ یہ زکوٰۃ ہے بلکہ دینے والے کی زکوٰۃ کا اعتبار ہوگا۔ غمز العیون میں ہے، دینے والے کی نیت کا اعتبار ہے نہ کہ اس کے جاننے کا جسے زکوٰۃ دی جارہی ہے۔ (غمز العیون البصائر، شرح الاشباہ والنظائر، کتاب الزکوٰۃ، الفن الثانی، ج۱،ص۴۴۷)

زکوٰۃ کی ادائیگی کیلئے مقدارِ زکوٰۃ کا معلوم ہونا

ادائے زکوٰۃ میں مقدارِ واجب کا صحیح معلوم ہونا شرائطِ صحت سے نہیں لہٰذا زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ (فتاوٰی رضویہ، ج۱۰، ص۱۲۶)

قرض کہہ کر زکوٰۃ دینے والا

قرض کہہ کر کسی کو زکوٰۃ دی، ادا ہوگئی۔ پھر کچھ عرصے بعد وہی شخص اس زکوٰۃ کو حقیقۃً قرض سمجھ کر واپس کرنے آیا تو دینے والا اسے واپس نہیں لے سکتا ہے اگرچہ اس وقت وہ خود بھی محتاج ہو کیونکہ زکوٰۃ دینے کے بعد واپس نہیں لی جاسکتی۔ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ عظمت نشان ہے، صدقہ دے کر واپس مت لو۔ (صحیح البخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب ھل یشتری صدقۃ، الحدیث۱۴۸۹، ج۱، ص۵۰۲) (فتاوٰی امجدیہ، حصہ اوّل، ص۳۸۹)

چھوٹے بچے کو زکوٰۃ دینا

مالک بنانے میں یہ شرط ہے کہ لینے والا اتنی عقل رکھتا ہو کہ قبضے کو جانے دھوکہ نہ کھائے۔ چنانچہ چھوٹے بچے کو زکوٰۃ دی اور وہ قبضے کو جانتا ہے پھینک نہیں دیتا تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی ورنہ نہیں یا پھر اس کی طرف سے اس کا باپ یا ولی یا کوئی عزیز وغیرہ ہو جو اس کے ساتھ ہو، قبضہ کرے تو بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی اور اس کا مالک وہ بچہ ہوگا۔ (الدر المختار و رد المحتار، کتاب الزکوٰۃ، ج۳ ص۲۰۴ ملخصاً)

زکوٰۃ کی نیت سے مکان کا کرایہ معاف کرنا

اگر رہنے کیلئے مکان دیا اور کرایہ معاف کر دیا تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی کیونکہ ادائیگیٔ زکوٰۃ کیلئے مالِ زکوٰۃ کا مالک بنانا شرط ہے جبکہ یہاں محض رہائش کے نفع کا مالک بنایا گیا ہے، مال کا نہیں۔ ہاں اگر کرائے دار زکوٰۃ کا مستحق ہے تو اسے زکوٰۃ کی رقم بہ نیت زکوٰۃ دے کر اسے مالک بنادے پھر کرائے میں وصول کرے، زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ (ماخوذ از بحر الرائق، کتاب الزکوٰۃ، ج۲، ص۳۵۳)

قرض معاف کر دیا تو؟

کسی کو قرض معاف کیا اور زکوٰۃ کی نیت کر لی تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ (رد المحتار، کتاب الزکوٰۃ، مطلب فی زکوٰۃ ثمن المبیع، ج۳، ص۲۲۶)

معاف کردہ قرض کا شاملِ زکوٰۃ ہونا

کسی کو قرض معاف کردیا تو معاف کردہ رقم بھی شاملِ نصاب ہوگی یا نہیں۔ اس کی دو صورتیں ہیں: (۱) اگر قرض غنی کو معاف کیا تو اس (معاف شدہ) حصے کی بھی زکوٰۃ دینا ہوگی اور (۲) اگر شرعی فقیر کو قرض معاف کیا تو اس حصے کی زکوٰۃ ساقط ہوجائے گی۔

(رد المحتار، کتاب الزکوٰۃ، مطلب فی الزکوٰۃ ثمن المبیع، ج۳، ص۲۲۶ ملخصاً)

زکوٰۃ کے طور پر کسی کا قرض ادا کرنا

اگر کسی کی اجازت لئے بغیر اس کا قرض ادا کردیا تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ اس کیلئے بہتر یہ ہے کہ اس شخص کو نیتِ زکوٰۃ کے ساتھ وہ رقم دے دے پھر وہ چاہے تو اپنا قرض ادا کرے یا کہیں اور خرچ کرے۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجَہ، ج۱۰، ص۷۴)

یتیموں کو کپڑے بنوا کر دینے کا حکم

زکوٰۃ کی رقم سے یتیموں کو کپڑے بنوا کر دے سکتے ہیں جبکہ انہیں اس کا مالک بنا دیا جائے اور وہ مستحق زکوٰۃ بھی ہوں۔

(فتاویٰ فیض الرسول، ج۱، ص۴۹۵)

زکوٰۃ کی رقم سے کتابیں خریدنا

زکوٰۃ کی رقم سے کتابیں خرید کر دے سکتے ہیں جبکہ لینے والے مستحق زکوٰۃ ہوں اور ان کو مالک بنا دیا جائے ورنہ زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

(فتاویٰ امجدیہ، ج۱، ص۳۷۲)

مالِ زکوٰۃ سے دینی کتب چھپوا کر تقسیم کرنا کیسا؟

اس میں کوئی شک نہیں کہ دینی کتب چھپوانے کا کام عظیم ثوابِ جاریہ ہے لیکن اس کیلئے پہلے کسی مستحق زکوٰۃ مثلاً فقیر کو اس کا مالک کردیا جائے پھر وہ کتب کی طباعت کیلئے دیدے۔ (فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجَہ، ج۱۰، ص۲۵۶)

مٹھائی کے ڈبے میں زکوٰۃ کی رقم رکھنا

کسی کو آٹے کے تھیلے یا مٹھائی کے ڈبے وغیرہ میں رقم رکھ کر بطورِ زکوٰۃ دی تو اگر دینے والے نے فقیر کو آٹے یا مٹھائی اور رقم دونوں کا مالک کردیا ہے اور فقیر نے آٹے کے تھیلے پر قبضہ بھی کرلیا ہے تو زکوٰۃ ادا ہوجائیگی اگرچہ فقیر کو تھیلے یا ڈبے میں موجود رقم کا علم نہ ہو کیونکہ قبضہ کیلئے مقبوض (یعنی قبضے میں لی جانے والی) اشیاء کا علم ہونا شرط نہیں۔ (فتاویٰ امجدیہ، ج۱، ص۳۷۴)

زکوٰۃ کی رقم واپس لینے کا ناجائز حیلہ

کسی کو آٹے کے تھیلے یا مٹھائی کے ڈبے وغیرہ میں رقم رکھ کر بطورِ زکوٰۃ دینے کے بعد اسی تھیلے یا ڈبے کو کسی قیمت پر خرید لیا تو اس شخص کیلئے وہ رقم حرام ہے کیونکہ فقیر نے محض آٹے کا تھیلہ یا مٹھائی کا ڈبہ بیچا ہے رقم نہیں۔ (فتاویٰ امجدیہ، ج ۱، ص ۳۷۴)

وکیل کی فیس ادا کرنا

زکوٰۃ کی رقم کسی غریب شخص کے وکیل کو بطورِ فیس نہیں دی جاسکتی کیونکہ زکوٰۃ کیلئے مالک بنانا شرط ہے۔ اگر وہ غریب شخص مستحق زکوٰۃ ہو تو پہلے اسے زکوٰۃ دے دی جائے پھر وہ چاہے تو وکیل کی فیس ادا کرے یا کچھ اور۔ (فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجَہ، ج ۱۰، ص ۲۹۱)

تحفے کی صورت میں زکوٰۃ دینا

اگر کوئی شادی وغیرہ کے موقع پر کپڑے یا تحفے دینے میں زکوٰۃ کی نیت کرنا چاہے تو اگر لینے والا مستحق زکوٰۃ ہے تو زکوٰۃ کی نیت سے دے سکتے ہیں، زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ (فتاویٰ امجدیہ، ج ۱، ص ۳۸۷)

زکوٰۃ کی رقم سے اناج خرید کر دینا

اگر کھانا پکا کر یا اناج خرید کر غریبوں میں تقسیم کیا اور دیتے وقت انہیں مالک بنا دیا تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی مگر کھانا پکانے پر آنے والا خرچ شاملِ زکوٰۃ نہیں ہوگا بلکہ پکے ہوئے کھانے کے بازاری دام (یعنی قیمت) زکوٰۃ میں شمار ہوں گے اور اگر محض دعوت کے انداز میں بٹھا کر کھلا دیا تو مالک نہ بنانے کی وجہ سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ (فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجَہ، ج ۱۰، ص ۲۶۲)

محتاجوں کو کم قیمت میں اناج بیچ کر زکوٰۃ کی نیت کرنا کیسا؟

اگر اناج خرید کر مستحقین زکوٰۃ کو کم قیمت میں بیچیں اور جتنی رقم کم کی گئی اسے زکوٰۃ میں شمار کریں تو ایسی صورت میں زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی کیونکہ یہ صورت رعائت کی ہے، مالک بنانا نہیں پایا گیا۔ اس کے بجائے عاقل و بالغ مستحقین زکوٰۃ کو اناج اصل قیمت مثلاً پچاس روپے کلو ہی بیچا جائے اور جتنی رعائت مقصود ہو مثلاً پانچ روپے تو اتنی رقم اپنے پاس سے زکوٰۃ کے طور پر دے کر اس کا قبضہ ہو جانے کے بعد قیمت کے طور پر واپس لی جائے۔ اب فی کلو پانچ روپے بطورِ زکوٰۃ ادا ہوگی اس کو جمع کر کے زکوٰۃ میں شمار کر لیں۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجَہ، ج ۱۰، ص ۷۲)

زکوٰۃ دینے میں شک ہو تو؟

اگر شک ہو کہ زکوٰۃ ادا کی تھی یا نہیں؟ تو ایسی صورت میں زکوٰۃ ادا کرے۔ (رد المحتار، کتاب الزکوٰۃ، مطلب فی الزکوٰۃ......الخ، ج ۳، ص ۲۲۸)

لا علمی میں کم زکوٰۃ دینا

اگر لاعلمی کی بناء پر زکوٰۃ کم ادا کی تو جتنی زکوٰۃ دی وہ ادا ہوگئی کیونکہ ادائے زکوٰۃ میں نیت ضرور شرط ہے لیکن مقدارِ زکوٰۃ کا صحیح معلوم ہونا شرط نہیں۔ مگر ایسا شخص گنہگار ہوگا کیونکہ زکوٰۃ کی ادائیگی میں تاخیر گناہ ہے، ایسے شخص کو چاہئے کہ توبہ کرے اور حساب لگا کر بقیہ زکوٰۃ ادا کرے۔ (فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ، ج۱۰،ص۱۲۶)

زکوٰۃ ادا کرنے کیلئے وکیل بنانا

زکوٰۃ کی ادائیگی کیلئے کسی کو وکیل بنانا جائز ہے۔ (رد المحتار، کتاب الزکوٰۃ، مطلب فی زکوٰۃ ......الخ، ج۳،ص۲۲۴)

وکیل کو زکوٰۃ کا علم ہونا

وکیل کو زکوٰۃ کے بارے میں بتانا ضروری نہیں، اگر دل میں زکوٰۃ کی نیت ہے اور وکیل کو کہا کہ یہ نفلی صدقہ و خیرات ہے یا عیدی ہے یا قرض ہے فلاں کو دیدو، تو بھی وکالت درست ہے لیکن بتا دینا بہتر ہے تا کہ وہ ادائیگی کی شرائط کا خیال رکھ سکے۔ (ایضاً،ص۲۲۳)

کیا وکیل بھی زکوٰۃ کی نیت کرے ؟

اگر وکیل کو مالک (یعنی مؤکل) نے زکوٰۃ ادا کرنے کی نیت سے مال دیا تو وکیل کو دوبارہ نیت کرنے کی حاجت نہیں کیونکہ اصل یعنی مالک کی نیت موجود ہے۔ (ایضاً،ص۲۲۲)

نفلی صدقہ کیلئے وکیل بنانے کے بعد زکوٰۃ کی نیت کرنا

وکیل کو دیتے وقت کہا نفل صدقہ یا کفارہ ہے مگر اس سے پہلے کہ وکیل فقیروں کو دے، اُس نے زکوٰۃ کی نیت کر لی تو زکوٰۃ ہی ہے، اگر چہ وکیل نے نفل یا کفارہ کی نیت سے فقیر کو دیا ہو۔ (الدر المختار و رد المحتار، کتاب الزکوٰۃ، مطلب فی زکاۃ ثمن المبیع وفاء، ج۳،ص۲۲۳)

مختلف لوگوں کی زکوٰۃ ملانا

اگر دینے والوں نے ملانے کی صراحۃً اجازت دی تھی یا اس پر عرف جاری ہو اور مؤکل اس عرف سے واقف ہو تو وکیل مختلف لوگوں کی زکوٰۃ کو آپس میں ملا سکتا ہے ورنہ نہیں۔ (ایضاً،ص۲۲۳)

وکیل کا کسی کو وکیل بنانا

وکیل مزید کسی کو وکیل بنا سکتا ہے۔ (المرجع السابق، ص۲۲۴)

کیا وکیل کسی کو بھی زکوٰۃ دے سکتا ہے ؟

اگر دینے والوں نے مطلقاً اجازت دی ہو کہ جس مصرفِ زکوٰۃ میں چاہو صرف کرو تو جس میں چاہے صرف کرے اور اگر دینے والوں نے کسی معیّن مصرف میں خرچ کرنے کا کہا ہو تو وہیں صرف کرنا پڑے گا۔

فتاویٰ شامی میں ہے، جب زکوٰۃ دینے والے نے یہ کہا ہو کہ فلاں پر زکوٰۃ کی رقم صرف کرو تو وکیل کو اس بات کا اختیار نہیں کہ وہ اس کے علاوہ کسی اور پر زکوٰۃ کی رقم صرف کرے۔ (المرجع السابق)

کیا وکیل خود زکوٰۃ رکھ سکتا ہے ؟

جب دینے والوں نے مطلقاً اجازت دی ہو کہ جہاں چاہو صرف کرو تو مستحقِ زکوٰۃ ہونے کی صورت میں وکیل خود زکوٰۃ رکھ سکتا ہے ورنہ نہیں۔ درمختار میں ہے، وکیل کو جائز ہے کہ اپنے فقیر بیٹے یا بیوی کو زکوٰۃ دے دے مگر خود نہیں لے سکتا، ہاں اگر دینے والے نے یہ کہا ہو کہ جہاں چاہو مصرفِ زکوٰۃ میں صرف کرو تو اپنے لئے بھی جائز ہے جبکہ فقیر ہو۔ (الدرالمختار، کتاب الزکوٰۃ، ج۳، ص۲۲۴)

زکوٰۃ پیشگی ادا کرنا

پیشگی زکوٰۃ دے سکتے ہیں لیکن اس کیلئے دو شرائط ہیں:۔

(۱) دینے والا مالکِ نصاب ہو (۲) اختتامِ سال پر نصاب مکمل ہو۔

اگر یہ دونوں میں سے ایک بھی شرط کم ہوگی تو دیا جانے والا مال نفلی صدقہ شمار ہوگا۔ (الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکوٰۃ، الباب الاوّل، ج ۱ص ۱۷۶)

پیشگی حساب کا طریقہ

جو صاحبِ نصاب اسلامی بھائی یا اسلامی بہنیں تھوڑی تھوڑی کرکے پیشگی زکوٰۃ دینا چاہتے ہیں انہیں چاہئے کہ وہ اپنے پاس موجود کل مالِ زکوٰۃ (سونا، چاندی، کرنسی نوٹ، مالِ تجارت وغیرہ) کا اندازاً حساب لگالیں پھر کل مالِ زکوٰۃ کی قیمت کا 2.5% بطورِ زکوٰۃ الگ کرلیں۔ پھر اگر وہ ماہانہ کے حساب سے دینا چاہیں تو زکوٰۃ کی رقم کو 12 پر تقسیم کرلیں اور اگر ہفتہ وار دینا چاہیں تو 48 پر اور اگر روزانہ دینا چاہیں تو 360 پر تقسیم کرلیں۔ پھر جب سال تمام ہو تو زکوٰۃ کا مکمل حساب کرلیں اور جو کمی ہو اُسے پورا کریں۔

پیشگی زکوٰۃ زیادہ دے دی تو کیا کرے؟

اگر پیشگی زکوٰۃ زیادہ چلی گئی تو اسے آئندہ سال کی زکوٰۃ میں شامل کرلے۔ (ایضاً)

جسے پیشگی زکوٰۃ دی تھی بعد میں وہ مالدار ہوگیا تو؟

جس فقیر کو پیشگی زکوٰۃ دی تھی وہ سال کے اختتام پر مالدار ہوگیا یا مرگیا یا مرتد ہوگیا تو زکوٰۃ ادا ہوگئی۔ (ایضاً)

اختتامِ سال پر نصاب باقی نہ رہا تو؟

ایسی صورت میں جو کچھ دیا، نفلی صدقہ میں شمار ہوگا۔ (ایضاً)

زکوٰۃ دینے والے کے مال سے زکوٰۃ کی ادائیگی

جس پر زکوٰۃ واجب ہو اسی کے مال سے زکوٰۃ دینا ضروری نہیں کوئی دوسرا بھی اس کی اجازت سے زکوٰۃ ادا کرسکتا ہے۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ، ج ۱۰ص ۱۳۹) **مثلاً** بیوی پر زکوٰۃ ہو تو اس کی اجازت سے شوہر اپنے مال سے ادا کرسکتا ہے۔

بلا اجازت کسی کے مال سے اس کی زکوٰۃ دینا

کسی کی اجازت کے بغیر اس کے مال سے پیشگی زکوٰۃ دیتا رہا پھر اسے خبر کی اور اس نے جائز رکھا تو بھی زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی اور جو کچھ مالک کی اجازت کے بغیر فقراء کو دیا ہے اس کا تاوان ادا کرے۔ فتاویٰ شامی میں ہے، اگر کسی نے دوسرے کی اجازت کے بغیر زکوٰۃ ادا کردی پھر دوسرے تک خبر پہنچی اور اس نے جائز بھی رکھا تب بھی زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ (رد المحتار، کتاب الزکوٰۃ، مطلب فی زکوٰۃ ...... الخ، ج۳ص۲۲۴)

زکوٰۃ دیئے بغیر انتقال کرجانے والے کا حکم

جس شخص پر زکوٰۃ واجب ہے اگر وہ مر گیا تو ساقط ہوگئی یعنی اس کے مال سے زکوٰۃ دینا ضروری نہیں۔ ہاں اگر وصیت کر گیا تو تہائی مال (یعنی کل مال کے تیسرے حصے) تک وصیت نافذ ہے اور اگر عاقل بالغ ورثہ اجازت دے دیں تو کل مال سے زکوٰۃ ادا کی جائے۔ (بہارِ شریعت، ج ۱، حصہ ۵، ص ۸۹۲، مسئلہ نمبر ۸۴)

مشروط طور پر زکوٰۃ دینا

اگر زکوٰۃ دیتے وقت کوئی شرط لگادی مثلاً یہاں رہو گے تو دیتا ہوں ورنہ نہیں، یا اس شرط پر زکوٰۃ دیتا ہوں کہ فلاں کام مثلاً تعمیر مسجد یا مدرسہ میں صرف کرو تو لینے والے پر اس شرط کی پابندی ضروری نہیں زکوٰۃ ادا ہو جائیگی کیونکہ زکوٰۃ ایک صدقہ ہے اور صدقہ شرطِ فاسد سے فاسد نہیں ہوتا۔ (الدر المختار و رد المحتار، کتاب الزکوٰۃ، باب المصرف، ج ۳، ص ۳۴۳)

زکوٰۃ کی رقم تجارت میں لگاکر اس کا نفع غریبوں میں تقسیم کرنا کیسا؟

اگر سال پورا ہو چکا ہے تو زکوٰۃ کی رقم اس کے مستحق کو دینے کی بجائے تجارت میں لگانا حرام ہے۔ ہاں اگر کوئی سال پورا ہونے سے پہلے اس نیت کے ساتھ اپنی زکوٰۃ کی رقم کاروبار میں لگائے کہ سال تمام ہونے پر یہ رقم اس کے منافع سمیت فقراء کو دے دوں گا تو یہ نیت بہت اچھی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ، ج ۱۰، ص ۱۵۹ ملخصاً)

مالِ زکوٰۃ سے وقف

مالِ زکوٰۃ سے کوئی چیز خرید کر وقف نہیں کی جاسکتی اس لئے کہ مالِ زکوٰۃ سے وقف ممکن نہیں کیونکہ وقف کسی کی ملکیت نہیں ہوتا اور زکوٰۃ ادا کرنے کیلئے مالک بنانا شرط ہے۔ اس کی تدبیریوں کی جاسکتی ہے کہ کسی مصرفِ زکوٰۃ کو زکوٰۃ دیں پھر وہ اپنی طرف سے کتابیں وغیرہ خرید کر وقف کردے۔ (فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجَہ، ج۱۰، ص۲۵۵)

زکوٰۃ شہر سے باہر لے جانا

اگر زکوٰۃ پیشگی ادا کرنی ہو تو دوسرے شہر بھیجنا مطلقاً جائز ہے اور اگر سال پورا ہوچکا ہے تو دوسرے شہر بھیجنا مکروہ۔ ہاں اگر کوئی رشتہ دار یا کوئی شخص زیادہ محتاج ہو یا کوئی نیک متقی شخص ہو یا وہاں بھیجنے میں مسلمانوں کا زیادہ فائدہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔ درِمختار میں ہے، زکوٰۃ کو دوسری جگہ منتقل کرنا مکروہ ہے، ہاں ایسی صورت میں مکروہ نہیں جب دوسری جگہ کوئی رِشتہ دار ہو یا کوئی زیادہ محتاج ہو یا نیک متقی شخص ہو یا اس میں مسلمانوں کا زیادہ فائدہ ہو یا سال سے پہلے جلدی زکوٰۃ دینا چاہتا ہو۔ (ماخوذ از الدر المختار و رد المحتار، کتاب الزکوٰۃ، باب المصرف فی الحوائج، ج۳، ص۳۵۵)

بینک سے زکوٰۃ کی کٹوتی

بینک سے زکوٰۃ کی کٹوتی کی صورت میں ادائیگیٔ زکوٰۃ کی شرائط پوری نہیں ہو پاتیں مثلاً مالک بنانا کہ زیادہ روپیہ ایسی جگہ خرچ کیا جاتا ہے جہاں کوئی مالک نہیں ہوتا، لہٰذا زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ (وقار الفتاویٰ، ج۲، ص۴۱۴ ملخصاً) لہٰذا شرعی احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ اپنی زکوٰۃ شریعت کے مطابق خود ادا کی جائے۔

حیلۂ شرعی

امیرِاہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ اپنی کتاب 'اسلامی بہنوں کی نماز' صفحہ ۱۶۶ پر لکھتے ہیں، حیلۂ شرعی کا جواز قرآن وحدیث اور فقہ حنفی کی معتبر کتب میں موجود ہے۔ چنانچہ حضرتِ سیّدنا ایّوب عَلٰی نَبِیِّنَا وَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی بیماری کے زمانے میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زوجۂ محترمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک بار خدمتِ سراپا عظمت میں تاخیر سے حاضر ہوئیں تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قسم کھائی کہ میں تندرست ہو کر 100 کوڑے ماروں گا۔ صحت یاب ہونے پر اللہ عزّوجل نے 100 تیلیوں کی جھاڑو مارنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ چنانچہ قرآنِ پاک میں ہے:

وَخُذْ بِیَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ط (پ۲۳۔ ص:۴۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اور فرمایا کہ اپنے ہاتھ میں ایک جھاڑو لے کر اِس سے ماردے اور قسم نہ توڑ۔

فتاویٰ عالمگیری میں حیلوں کا ایک مستقل باب ہے جس کا نام 'کِتَابُ الحِیَل' ہے چنانچہ عالمگیری کتاب الحیل میں ہے جو حیلہ کسی کا حق مارنے یا اس میں شُبہ پیدا کرنے یا باطل سے فریب دینے کیلئے کیا جائے وہ مکروہ ہے اور جو حیلہ اس لئے کیا جائے کہ آدمی حرام سے بچ جائے یا حلال کو حاصل کرلے وہ اچھا ہے۔ اس قسم کے حیلوں کے جائز ہونے کی دلیل اللہ عزّوجل کا یہ فرمان ہے:

وَخُذْ بِیَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ط (پ۲۳۔ ص:۴۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اور فرمایا کہ اپنے ہاتھ میں ایک جھاڑو لے کر اِس سے ماردے اور قسم نہ توڑ۔

(الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الحیل، ج۶،ص۳۹۰)

کان چھیدنے کا رَواج کب سے ہوا؟

حیلے کے جواز پر ایک اور دلیل ملاحظہ فرمایئے۔ چنانچہ حضرتِ سیّدنا عبداللہ ابن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک بار حضرتِ سیّدَتُنا سارہ اور حضرتِ سیّدَتُنا ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں کچھ چپقلش ہوگئی۔ حضرتِ سیّدتنا سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے قسم کھائی کہ مجھے اگر قابو ملا تو میں ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کوئی عُضو کاٹوں گی۔ اللہ عزّوجل نے حضرتِ سیّدنا جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرتِ سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی خدمت میں بھیجا کہ ان میں صُلح کروادیں۔ حضرتِ سیّدَتُنا سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا، مَا حِیْلَۃُ یَمِیْنِی یعنی میری قسم کا کیا حیلہ ہوگا؟ تو حضرتِ سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر وَحی نازِل ہوئی کہ (حضرت) سارہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو حکم دو کہ وہ (حضرت) ہاجرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے کان چھید دیں۔ اُسی وقت سے عورتوں کے کان چھیدنے کا رواج پڑا۔

(غمز عیون البصائر شرح الاشباہ والنظائر، ج۳،ص۲۹۵)

گائے کے گوشت کا تحفہ

اُمّ المؤمنین حضرتِ سیِّدَتُنا عائشہ صِدِّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ دو جہاں کے سلطان، سرورِ ذیشان، محبوبِ رحمٰن عزّ وجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں گائے کا گوشت حاضر کیا گیا، کسی نے عرض کی، یہ گوشت حضرت سیِّدَتنا بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر صَدَقہ ہوا تھا۔ فرمایا، هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَةٌ یعنی یہ بریرہ کیلئے صدقہ تھا ہمارے لئے ہدیہ ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، الحدیث ۱۰۷۵، ص ۵۴۱)

زکوٰۃ کا شرعی حیلہ

حضرتِ سیِّدَتُنا بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو کہ صَدَقہ کی حقدار تھیں ان کو بطورِ صدقہ ملا ہوا گائے کا گوشت اگرچہ انکے حق میں صدقہ ہی تھا مگر ان کے قبضہ کر لینے کے بعد جب بارگاہِ رسالت میں پیش کیا گیا تو اُس کا حکم بدل گیا تھا اور اب وہ صدقہ نہ رہا تھا۔ یوں ہی کوئی مستحق شخص زکوٰۃ اپنے قبضہ میں لینے کے بعد کسی بھی آدمی کو تحفۃً دے سکتا یا مسجد وغیرہ کیلئے پیش کر سکتا ہے کہ مذکورہ مستحق شخص کا پیش کرنا اب زکوٰۃ نہ رہا، هَدِیَه یا عَطِیَه ہو گیا۔

حیلۂ شرعی کا طریقہ

حیلہ شرعی کا طریقہ یہ ہے کسی شرعی فقیر کو زکوٰۃ کا مالک بنادیں پھر وہ (آپ کے مشورے پر یا خود) اپنی طرف سے کسی نیک کام میں خرچ کرنے کیلئے دے دے۔ تو اِن شاءَ اللہ عزّ وجل دونوں کو ثواب ہوگا۔ فقہائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں، زکوٰۃ کی رقم مُردے کی تجہیز و تکفین یا مسجد کی تعمیر میں صَرف نہیں کر سکتے کہ تملیکِ فقیر (یعنی فقیر کو مالِک کرنا) نہ پائی گئی۔ اگر ان اُمور میں خرچ کرنا چاہیں تو اِس کا طریقہ یہ ہے کہ فقیر کو (زکوٰۃ کی رقم) کا مالک کردیں اور وہ (تعمیر مسجد وغیرہ میں) صَرف کرے، اس طرح ثواب دونوں کو ہوگا۔ (رد المحتار، کتاب الزکوٰۃ، ج ۳، ص ۳۴۳)

100 افراد کو برابر برابر ثواب ملے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! کفن دَفن بلکہ تعمیرِ مسجد میں بھی حیلۂ شرعی کے ذریعہ زکوٰۃ استعمال کی جاسکتی ہے۔ کیونکہ زکوٰۃ تو فقیر کے حق میں تھی جب فقیر نے قبضہ کرلیا تو اب وہ مالک ہوچکا، جو چاہے کرے۔ حیلۂ شرعی کی برکت سے دینے والے کی زکوٰۃ بھی ادا ہوگئی اور فقیر بھی مسجد میں دے کر ثواب کا حقدار ہوگیا۔ فقیرِ شرعی کو حیلے کا مسئلہ بے شک سمجھا دیا جائے۔ حیلہ کرتے وقت ممکن ہو تو زیادہ افراد کے ہاتھ میں رقم پھرانی چاہئے تاکہ سب کو ثواب ملے مثلاً حیلہ کیلئے فقیرِ شرعی کو بارہ لاکھ روپے زکوٰۃ دی، قبضہ کے بعد وہ کسی بھی اسلامی بھائی کو تحفۃً دے دے یہ بھی قبضے میں لے کر کسی اور کو مالک بنادے، یوں ہی بہ نیتِ ثواب ایک دوسرے کو مالک بناتے رہیں، آخر والا مسجد یا جس کام کیلئے حیلہ کیا تھا اُس کیلئے دے دے تو اِن شاءَ اللہ عزَّوجل سبھی کو بارہ بارہ لاکھ روپے صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔ چنانچہ حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبُوَّت، پیکرِ جُود وسخاوت، سراپا رحمت، محبوبِ ربُّ العزت عزَّوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اگر سو ہاتھوں میں صَدَقہ گزرا تو سب کو وَیسا ہی ثواب ملے گا جیسا دینے والے کیلئے ہے اور اس کے اَجر میں کچھ کمی نہ ہوگی۔ (تاریخ بغداد، ج ۷، ص ۱۳۵)

رکھ مت لینا

حیلہ کرتے وقت شَرعی فقیر کو یہ نہ کہئے کہ واپس دے دینا، رکھ مت لینا وغیرہ وغیرہ۔ بالفرض ایسا کہہ بھی دیا تب بھی زکوٰۃ کی ادائیگی وحیلہ میں کوئی فرق نہیں پڑے گا کیونکہ صَدَقات وزکوٰۃ اور تحفہ دینے میں اِس قسم کے شَرطِیہ اَلفاظ فاسِد ہیں۔ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مجدِّدِ دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فتاویٰ شامی کے حوالے سے فرماتے ہیں، ہبہ اور صدقہ شرطِ فاسد سے فاسد نہیں ہوتے۔ (فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ، ج ۱۰، ص ۱۰۸)

اگر شرعی فقیر زکوٰۃ لے کر واپس نہ دے تو؟

اگر حیلہ کرنے کیلئے شرعی فقیر کو زکوٰۃ دی جائے اور وہ لے کر رکھ لے تو اب اس سے نیک کاموں کیلئے جبراً نہیں لے سکتے کیونکہ اب وہ مالک ہوچکا اور اسے اپنے مال پر اختیار حاصل ہے۔ (ایضاً)

حیلہ شرعی کیلئے بھروسے کا آدمی نہ مل سکے تو؟

اگر بھروسے کا کوئی آدمی نہ مل سکے تو اس کا ممکنہ طریقہ یہ ہے کہ اگر پانچ ہزار روپے زکوٰۃ بنتی ہو تو کسی شرعی فقیر کے ہاتھ کوئی چیز مثلاً چند کلو گندم پانچ ہزار کی بیچی جائے اور اسے سمجھا دیا جائے کہ اس کی قیمت تمہیں نہیں دینی پڑے گی بلکہ ہم تمہیں رقم دیں گے اسی سے ادا کر دینا۔ جب وہ بیع قبول کرلے تو گندم اسے دے دی جائے، اس طرح وہ آپ کا پانچ ہزار کا مقروض ہوگیا۔ اب اسے پانچ ہزار روپے زکوٰۃ کی مد میں دیں جب وہ اس پر قبضہ کرلے تو زکوٰۃ ادا ہوگئی، پھر آپ گندم کی قیمت کے طور پر وہ پانچ ہزار واپس لے لیں، اگر وہ دینے سے انکار کرے تو جبراً (زبردستی) بھی لے سکتے ہیں کیونکہ قرض زبردستی بھی وصول کیا جاسکتا ہے۔ (الدر المختار، کتاب الزکوٰۃ، ج۳، ص۲۲۶۔ ماخوذ از فتاویٰ امجدیہ، ج۱، ص۳۸۸)

فقیر کو زکوٰۃ کی رقم بھلائی کے کاموں میں خرچ کرنے کا مشورہ دینا

حیلہ شرعی میں دینے کے بعد اس فقیر کو کسی امرِ خیر کیلئے دینے کا کہہ سکتے ہیں اس پر اِن شاءَ اللہ عزوجل دونوں کو ثواب ملے گا کہ جو کسی بھلائی پر راہنمائی کرتا ہے اس پر عمل کرنے والے کا ثواب اسے بھی ملتا ہے۔ (الدر المختار، کتاب الزکوٰۃ، ج۳، ص۲۲۷۔ ماخوذ از فتاویٰ امجدیہ، ج۱، ص۳۸۸)

حیلۂ شرعی کئے بغیر زکوٰۃ مدرسے میں خرچ کردی تو؟

اگر کسی نے حیلۂ شرعی کئے بغیر زکوٰۃ مدرسے میں خرچ کردی تو اب وہ خرچ زکوٰۃ میں شمار نہیں ہوسکتا کیونکہ ادائیگی کی شرائط موجود نہیں ہے۔ جو کچھ خرچ کیا گیا وہ خرچ کرنے والے کی طرف سے ہوا۔ اس پر لازم ہے کہ اس تمام رقم کا تاوان دے (یعنی اتنی رقم اپنے پاس سے ادا کرے)۔ (ماخوذ از فتاویٰ فقیہ ملت، ج۱، ص۳۱۱)

ماں باپ کو زکوٰۃ دینے کیلئے حیلۂ شرعی

ماں باپ محتاج ہوں اور حیلہ کرکے زکوٰۃ دینا چاہتا ہے کہ یہ فقیر کو دے دے پھر فقیر انہیں دے یہ مکروہ ہے۔ یونہی حیلہ کرکے اپنی اولاد کو دینا بھی مکروہ ہے۔ (بہارِ شریعت، ج۱، حصہ۵، ص۹۲۸، مسئلہ نمبر۲۴)

زکوٰۃ کی جگہ نفلی صدقہ کرنا

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مولیٰنا شاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن نے فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۴، صفحہ ۲۰۶ پر ایک سوال کے جواب میں جو کچھ ارشاد فرمایا اس کا خلاصہ پیشِ خدمت ہے، چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں، اُس سے بڑھ کر احمق کون کہ اپنا مال جھوٹے سچے نام کی خیرات میں صرف کرے اور اللہ عزّ وجل کا فرض اور اس بادشاہ قہار کا وہ بھاری قرض گردن پر رہنے دے۔ شیطان کا بڑا دھوکا ہے کہ آدمی کو نیکی کے پردے میں ہلاک کرتا ہے۔ نادان سمجھتا ہی نہیں، یہ سمجھا کہ نیک کام کر رہا ہوں اور نہ جانا کہ نفل بے فرض نرے دھوکے کی ٹٹی ہے، اس کے قبول کی اُمید تو مفقود اور اس کے ترک کا عذاب گردن پر موجود۔ اے عزیز! فرض خاص سلطانی قرض ہے اور نفل گویا تحفہ و نذرانہ۔ قرض نہ دیجئے اور بالائی بیکار تحفے کو بھیجئے وہ قابلِ قبول ہوں گے خصوصاً اس شہنشاہ غنی کی بارگاہ میں جو تمام جہان و جہانیاں سے بے نیاز؟ یوں یقین نہ آئے تو دنیا کے جھوٹے حاکموں ہی کو آزمالے، کوئی زمیندار مال گزاری تو بند کرلے اور تحفے میں ڈالیاں بھیجا کرے، دیکھو تو سرکاری مجرم ٹھہرتا ہے یا اس کی ڈالیاں کچھ بہبود کا پھل لاتی ہیں؟ ذرا آدمی اپنے ہی گریبان میں منہ ڈالے، فرض کیجئے آسامیوں سے کسی کھنڈساری (چینی بنانے والے) کا رَس بندھا ہوا ہے جب دینے کا وقت آئے وہ رَس تو ہرگز نہ دیں مگر تحفے میں آم خربوزے بھیجیں، کیا یہ شخص ان آسامیوں سے راضی ہوگا یا آتے ہوئے اس کی نادہندگی پر جو آزار انہیں پہنچا سکتا ہے ان آم خربوزے کے بدلے سے باز آئے گا؟ سبحان اللہ! جب ایک کھنڈساری کے مطالبہ کا یہ حال ہے تو ملک الملوک احکم الحاکمین جل وعلا کے قرض کا کیا پوچھنا!

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت

جب خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نزع کا وقت ہوا امیر المؤمنین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر فرمایا، اے عمر! اللہ سے ڈرنا اور جان لو کہ اللہ کے کچھ کام دن میں ہیں کہ انہیں رات میں کرو تو قبول نہ فرمائے گا اور کچھ کام رات میں کہ انہیں دن میں کرو تو مقبول نہ ہوں گے اور خبردار رہو کہ کوئی نفل قبول نہیں ہوتا جب تک فرض ادا نہ کرلیا جائے۔

(حلیۃ الاولیاء، اسم ابو بکر الصدیق، ج ۱ ص ۷۱)

غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تنبیہ

حضور پُرنور سیّدنا غوث اعظم مولائے اکرم حضرت شیخ محی الملّۃ والدّین ابو محمد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب مستطاب 'فتوح الغیب شریف' میں کیا کیا جگر شگاف مثالیں ایسے شخص کیلئے ارشاد فرمائی ہیں جو فرض چھوڑ کر نفل بجالائے۔ فرماتے ہیں، اس کی کہاوت ایسی ہے جیسے کسی شخص کو بادشاہ اپنی خدمت کیلئے بلائے، یہ وہاں تو حاضر نہ ہوا اور اس کے غلام کی خدمتگاری میں موجود رہے۔ پھر حضرت امیرالمومنین مولی المسلمین سیّدنا مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے اس کی مثال نقل فرمائی کہ جناب ارشاد فرماتے ہیں، ایسے شخص کا حال اس عورت کی طرح ہے جسے حمل رہا جب بچہ ہونے کے دن قریب آئے اِسقاط (یعنی بچہ ضائع) ہوگیا اب وہ نہ حاملہ ہے نہ بچہ والی۔ یعنی جب پورے دِنوں پر اگر اسقاط ہو تو محنت تو پوری اُٹھائی اور نتیجہ خاک نہیں کہ اگر بچہ ہوتا تو ثمرہ (یعنی پھل) خود موجود تھا حمل باقی رہتا تو آگے اُمید لگی تھی، اب تو نہ حمل نہ بچہ، نہ اُمید نہ ثمرہ اور تکلیف وہی جھیلی جو بچہ والی کو ہوتی۔ ایسے ہی اس نفل خیرات دینے والے کے پاس روپیہ تو اٹھا مگر جبکہ فرض چھوڑا یہ نفل بھی قبول نہ ہوا تو خرچ کا خرچ ہوا اور حاصل کچھ نہیں۔ اسی کتاب مبارک میں حضرت مولیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ فان اشتغل بالسنن والنوافل قبل الفرائض لم یقبل منه واھین یعنی فرض چھوڑ کر سنت و نفل میں مشغول ہوگا یہ قبول نہ ہوں گے اور خوار کیا جائے گا۔ (شرح فتوح الغیب، ص ۵۱۱ تا ۵۱۴)

حضرت شیخ الشیوخ امام شہاب الملّۃ والدّین سُہروردی قدس سرہ العزیز عوارف شریف کے باب الثامن والثلثین میں حضرت خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرماتے ہیں: بلغنا ان الله لا یقبل نافلة حتی یؤدی فریضة یقول اللّٰه تعالیٰ مثلکم کمثل العبد السوء بداء بالهدایة قبل قضاء الدین یعنی ہمیں خبر پہنچی کہ اللہ عزّوجل کوئی نفل قبول نہیں فرماتا یہاں تک کہ فرض ادا کیا جائے، اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے فرماتا ہے کہاوت تمہاری بد بندہ کی مانند ہے جو قرض ادا کرنے سے پہلے تحفہ پیش کرے۔ (عوارف المعارف، ص ۱۹۱)

چار فرائض میں تین پر عمل کرنا

خود حدیث میں ہے، حضورِ پُر نور سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اربع فرضهن الله فی الاسلام فمن جاء بثلث لم یغنین عنه شیعا حتی یاتی بهن جمیعاً الصلوٰة والزکوٰة و صیام رمضان و حج البیت چار چیزیں اللہ تعالیٰ نے اسلام میں فرض کی ہیں جو ان میں سے تین ادا کرے وہ اسے کچھ کام نہ دیں جب تک پوری چاروں نہ بجالائے: نماز، زکوٰۃ، روزۂ رمضان، حج کعبہ۔ (مسند امام احمد ، مسند الشامیین، ج٦،ص٢٣٦)

نماز قبول نہیں

حضرت سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: امرنا باقام الصلوٰة وایتاء الزکوٰة ومن لم یزك فلا صلوٰة له ہمیں حکم دیا گیا کہ نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں اور جو زکوٰۃ نہ دے اس کی نماز قبول نہیں۔ (المعجم الکبیر، الحدیث ١٠٠٩٥، ج١٠،ص١٠٣)

سبحان اللہ ! جب زکوٰۃ نہ دینے والے کی نماز، روزے، حج تک مقبول نہیں تو اس نفل خیرات نام کی کائنات سے کیا اُمید ہے بلکہ انہی سے اصبہانی کی روایت میں آیا کہ فرماتے ہیں: من اقام الصلوٰة ولم یؤت الزکوٰة فلیس بمسلم ینفعه جو نماز ادا کرے اور زکوٰۃ نہ دے وہ مسلمان نہیں کہ اسے اس کا عمل کام آئے۔ (الزواجر، ج١،ص٢٨٠)

الٰہی! مسلمان کو ہدایت فرما۔ آمین

جو صدقہ و خیرات کر چکا اس کا حکم !

بالجملہ جس شخص نے آج تک جس قدر خیرات کی، مسجد بنائی، گاؤں وقف کیا، یہ سب اُمور صحیح و لازم تو ہو گئے کہ اب نہ دی ہوئی خیرات فقیر سے واپس کرسکتا ہے نہ کئے ہوئے وقف کو پھیر لینے کا اختیار رکھتا ہے، نہ اس گاؤں کی توفیر ادائے زکوٰۃ، خواہ اپنے اور کسی کام میں صرف کرسکتا ہے کہ وقف بعد تمام لازمی و حتمی ہو جاتا ہے۔ جس کے ابطال کا ہرگز اختیار نہیں رہتا۔

مگر اس کے باوجود جب تک زکوٰۃ پوری پوری نہ ادا کرے ان افعال پر اُمیدِ ثواب و قبول نہیں کہ کسی فعل کا صحیح ہو جانا اور بات ہے اور اس پر ثواب ملنا، مقبول بارگاہ ہونا اور بات ہے، مثلاً اگر کوئی شخص دکھاوے کیلئے نماز پڑھے نماز صحیح تو ہو گئی فرض اُتر گیا، پر نہ قبول ہو گی نہ ثواب پائے گا، بلکہ اُلٹا گنا ہگار ہو گا، یہی حال اس شخص کا ہے۔

شیطان کے وار کو پہچانئے

اے عزیز! اب شیطان لعین کہ انسان کا کھلا دشمن ہے بالکل ہلاک کردینے اور یہ ذرا سا ڈورا جو قصدِ خیرات کا لگا رہ گیا ہے جس سے فقراء کو تو نفع ہے اسے بھی کاٹ دینے کیلئے یوں فقرہ سُجھائے گا کہ جو خیرات قبول نہیں تو کرنے سے کیا فائدہ، چلو اسے بھی دور کرو، اور شیطان کی پوری بندگی بجالاؤ، مگر اللہ عزَّ وجل کو تیری بھلائی اور عذاب شدید سے رہائی منظور ہے، وہ تیرے دل میں ڈالے گا کہ اس حکم شرعی کا جواب یہ نہ تھا جو اس دشمن ایمان نے تجھے سکھایا اور رہا سہا بالکل ہی متمرد وسرکش بنایا بلکہ تجھے فکر کرنی تھی جس کے باعث عذابِ سلطانی سے بھی نجات ملتی اور آج تک کہ یہ وقف و مسجد و خیرات بھی سب قبول ہوجانے کی اُمید پڑتی، بھلا غور کرو وہ بات بہتر کہ بگڑتے ہوئے کام پھر بن جائیں، اکارت جاتی محنتیں از سرِ نو ثمرہ لائیں یا معاذ اللہ یہ بہتر کہ رہی سہی نام کو جو صورتِ بندگی باقی ہے اسے بھی سلام کیجئے اور کھلے ہوئے سرکشوں، اشتہاری باغیوں میں نام لکھا لیجئے، وہ نیک تدبیر یہی ہے کہ زکوٰۃ نہ دینے سے توبہ کیجئے۔

زکوٰۃ ادا کردیجئے

آج تک جتنی زکوٰۃ گردن پر ہے فوراً دل کی خوشی کے ساتھ اپنے ربّ کا حکم ماننے اور اسے راضی کرنے کو ادا کردیجئے کہ شہنشاہِ بے نیاز کی درگاہ میں باغی غلاموں کی فہرست سے نام کٹ کر فرماں بردار بندوں کے دفتر میں چہرہ لکھا جائے۔ مہربان مولا جس نے جان عطا کی، اعضاء دیئے، مال دیا، کروڑوں نعمتیں بخشیں، اس کے حضور منہ اُجالا ہونے کی صورت نظر آئے اور مژدہ ہو، بشارت ہو، نوید ہو، تہنیت ہو کہ ایسا کرتے ہی اب تک جس قدر خیرات دی ہے، وقف کیا ہے، مسجد بنائی ہے، ان سب کی بھی مقبولی کی اُمید ہوگی کہ جس جرم کے باعث یہ قابلِ قبول نہ تھے جب وہ زائل ہوگیا انہیں بھی باذن اللہ تعالیٰ شرفِ قبول حاصل ہوگیا۔

زکوٰۃ کا حساب کیسے لگائیے ؟

چارہ کار تو یہ ہے آگے ہر شخص اپنی بھلائی برائی کا اختیار رکھتا ہے، مدّتِ دراز گزرنے کے باعث اگر زکوٰۃ کا تحقیقی حساب نہ معلوم ہوسکے تو عاقبت پاک کرنے کیلئے بڑی سے بڑی رقم جہاں تک خیال میں آسکے فرض کرلے کہ زیادہ جائیگا تو ضائع نہ جائیگا، بلکہ تیرے ربّ مہربان کے پاس تیری بڑی حاجت کے وقت کیلئے جمع رہے گا وہ اس کا کامل اجر جو تیرے حوصلہ وگمان سے باہر ہے عطا فرمائے گا، اور کم کیا تو بادشاہ قہار کا مطالبہ جیسا ہزار روپیہ کا ویسا ہی ایک پیسے کا۔

قصور اپنا ہے

اگراس وجہ سے کہ مال کثیراوربرسوں کی زکوٰۃ ہے یہ رقم وافر دیتے ہوئے نفس کو درد پہنچے گا، تو اوّل تو یہ ہی خیال کر لیجئے کہ قصور اپنا ہے سال بہ سال دیتے رہتے تو یہ گٹھڑی کیوں بندھ جاتی، پھر خدائے کریم عزّ وجل کی مہربانی دیکھئے، اس نے یہ حکم نہ دیا کہ غیروں ہی کو دیجئے بلکہ اپنوں کو دینے میں دُونا ثواب رکھا ہے، ایک تصدّق کا، ایک صلہ رحم کا۔ تو جو اپنے گھر سے پیارے، دل کے عزیز ہوں جیسے بھائی، بھتیجے، بھانجے، انہیں دے دیجئے کہ ان کا دینا چنداں ناگوار نہ ہوگا، بس اتنا لحاظ کر لیجئے کہ نہ وہ غنی ہو نہ غنی باپ زندہ کہ نابالغ بچے، نہ اُن سے علاقہ زوجیت یا ولادت ہو یعنی نہ وہ اپنی اولاد میں نہ آپ ان کی اولاد میں۔ پھر اگر رقم ایسی ہی فراواں (یعنی کثیر) ہے کہ گویا ہاتھ بالکل خالی ہوا جاتا ہے تو دیئے بغیر تو چھٹکارا نہیں، خدا کے وہ سخت عذاب ہزاروں برس تک جھیلنے بہت دُشوار ہیں، دنیا کی یہ چند سانسیں تو جیسے بنے گزر ہی جائیں گی۔

برسوں کی زکوٰۃ کی ادائیگی کا ایک حیلہ

اگر یہ شخص اپنے ان عزیزوں کو بہ نیتِ زکوٰۃ دے کر قبضہ دلائے پھر وہ ترس کھا کر بغیر اس کے جبر و اکراہ کے (یعنی مجبور کئے بغیر) اپنی خوشی سے بطورِ ہبہ جس قدر چاہیں واپس کردیں تو سب کیلئے سراسر فائدہ ہے۔ اس کیلئے یہ کہ خدا کے عذاب سے چھوٹا، اللہ تعالیٰ کا قرض و فرض ادا ہوا، اور مال بھی حلال و پاکیزہ ہو کر واپس ملا، جو بچ رہا وہ اپنے جگر پاروں کے پاس رہا، ان کیلئے یہ فائدے ہیں کہ دنیا میں مال ملا عقبےٰ میں اپنے عزیز مسلمان بھائی پر ترس کھانے اور اسے ہبہ کرنے اور اسکے ادائے زکوٰۃ میں مدد دینے سے ثواب پایا، پھر اگر ان پر پورا اطمینان ہو تو زکوٰۃ سالہا سال حساب لگانے کی بھی حاجت نہ رہے گی، اپنا کل مال بطور تصدق انہیں دے کر قبضہ دلادے پھر وہ جس قدر چاہیں اسے اپنی طرف سے ہبہ کردیں، کتنی ہی زکوٰۃ اس پر تھی سب ادا ہوگئی اور سب مطلب برآئے اور فریقین نے ہر قسم کے دینی و دنیوی نفع پائے، مولیٰ عزّ وجل اپنے کرم سے توفیق عطا فرمائے۔ آمین آمین یاربّ العالمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم

خوش دلی سے زکوٰۃ دیجئے

حضرت سیّدنا ابو دَرْدَاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جو ایمان کے ساتھ ان پانچ چیزوں کو بجا لایا جنت میں داخل ہوگا، جس نے پانچ نمازوں کی ان کے وضو اور رکوع اور سجود اور اوقات کے ساتھ پابندی کی اور رمضان کے روزے رکھے اور جس نے استطاعت ہونے پر حج کیا اور خوش دلی سے زکوٰۃ ادا کی۔

(مجمع الزوائد، کتاب الایمان، فیما بنی علیه الاسلام، رقم۱۳۹، ج۱، ص۲۰۵)

حضرت سیّدنا عبداللہ بن معاویہ الغاضری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، سیّدُ المبلغین، رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے تین کام کئے اس نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا: (۱) جس نے ایک اللہ کی عبادت کی اور یہ یقین رکھا کہ اللہ عزّوجل کے سوا کوئی معبود نہیں (۲) جس نے خوشدلی سے ہر سال اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کی (۳) جس نے زکوٰۃ میں بوڑھے اور بیمار جانور یا بوسیدہ کپڑے اور گھٹیا مال کی بجائے اوسط درجے کا مال دیا کیونکہ اللہ عزّوجل تم سے تمہارا بہترین مال طلب نہیں کرتا اور نہ ہی گھٹیا مال دینے کی اجازت دیتا ہے۔ (ابو داؤد، کتاب الزکوٰۃ، فی زکاۃ السائمه، رقم ۱۵۸۲، ج۲، ص۱۴۷)

جانوروں کی زکوٰۃ

جانوروں کی زکوٰۃ کب فرض ہوگی؟

ہر قسم کے جانور کی زکوٰۃ نہیں دیں گے اس میں تفصیل یہ ہے کہ

☆ جو جانور تجارت کی غرض سے خریدے گئے ہیں، وہ مالِ تجارت ہیں اور ان کی زکوٰۃ ان کی قیمت کے حساب سے دی جائیگی۔

☆ جو جانور سال کا اکثر حصہ جنگل میں چَر کر گزارہ کرتے ہوں اور چَرانے سے مقصود صرف دودھ اور بچے لینا اور فربہ کرنا ہے، یہ سَائِمَہ کہلاتے ہیں ان کی زکوٰۃ دینا ہوگی۔

☆ جو جانور اگرچہ جنگل میں چَرتے ہوں لیکن اس سے مقصود بوجھ لادنا یا ہل وغیرہ کے کام میں لانا یا سواری میں استعمال کرنا یا ان کا گوشت کھانا ہو تو یہ جانور سَائِمَہ نہیں ہیں، ان کی زکوٰۃ دینا واجب نہیں ہے۔

☆ جن جانوروں کو گھر پر چارہ کھلاتے ہیں ان کی بھی زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

(ماخوذ از الدر المختار و رد المحتار، کتاب الزکوٰۃ، باب السائمۃ، ج۳،ص۲۳۲،۲۳۴)

نوٹ......جانوروں کی زکوٰۃ کے مصارف بھی وہی ہیں جو سونے چاندی اور کرنسی نوٹوں وغیرہ کے ہیں۔

تجارت کیلئے جانور خرید کر چَرانا شروع کر دیا تو ......

اگر جانور تجارت کیلئے خریدا تھا مگر بعد میں چرانا شروع کر دیا تو اگر اسے سائمہ بنانے کی نیت کر لی تو اب سال شروع ہو جائے گا اور اگر نیت نہیں کی تھی تو مالِ تجارت ہی رہے گا۔ (الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکوٰۃ، الباب الثانی، الفصل الاوّل، ج۳،ص۱۷۷)

وَقف کے جانوروں کی بھی زکوٰۃ

وقف کے جانوروں کی زکوٰۃ دینا واجب نہیں ہے۔ (الدر المختار و رد المحتار، کتاب الزکوٰۃ، باب السائمۃ، ج۳، ص۲۳۶)

کتنی قسم کے جانوروں میں زکوٰۃ واجب ہے ؟

تین قسم کے جانوروں میں زکوٰۃ واجب ہے جبکہ سائمہ ہوں: (۱) اونٹ (۲) گائے (۳) بکری۔

اُونٹ کی زکوٰۃ

اونٹ کی زکوٰۃ کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے:۔

☆ کم از کم پانچ اونٹوں پر نصاب پورا ہوتا ہے، پانچ سے کم اونٹوں میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

☆ 5 سے 25 تک کی زکوٰۃ اس طرح دیں گے کہ ہر پانچ کے بدلے ایک سالہ بکری یا بکرا دیں گے۔ ایک نصاب سے دوسرے نصاب کی درمیانی تعداد شاملِ زکوٰۃ نہیں ہوگی مثلاً پانچ کے بعد اگر ایک، دو، تین یا چار اونٹ زائد ہوں اُن کی زکوٰۃ نہیں دی جائے گی بلکہ دس اونٹ پورے ہونے پر دی جائے گی۔

☆ 25 سے 35 تک ایک سالہ مادہ اونٹنی جو دوسرے برس میں ہو، دی جائے گی۔

☆ 36 سے 45 تک مادہ اونٹنی جو دو سال کی ہو کر تیسرے برس میں ہو، دی جائے گی۔

☆ 46 سے 60 تک مادہ اونٹنی جو تین سال کی ہو کر چوتھے برس میں ہو، دی جائے گی۔

☆ 61 سے 75 تک مادہ اونٹنی جو چار سال کی ہو کر پانچویں برس میں ہو، دی جائے گی۔

☆ 76 سے 90 تک دو مادہ اونٹنیاں جو دو سال کی ہو کر تیسرے برس میں ہو، دی جائیں گی۔

☆ 91 سے 120 تک دو مادہ اونٹنیاں جو تین سال کی ہو کر چوتھے برس میں ہوں، دی جائیں گی۔

☆ 121 سے 145 تک دو مادہ اونٹنیاں جو تین سال کی ہو کر چوتھے برس میں ہوں اور ہر پانچ پر ایک سالہ بکری یا بکرا دیا جائے۔ مثلاً 125 پر 2 اونٹنیوں کے ساتھ ایک بکری، 130 پر 2 اونٹنیوں کے ساتھ دو بکریاں، 135 پر 2 اونٹنیوں کے ساتھ تین بکریاں، 140 پر 2 اونٹنیوں کے ساتھ چار بکریاں۔

☆ 145 پر دو مادہ اونٹنیاں جو تین سال کی ہو کر چوتھے برس میں ہوں اور ایک اونٹ کا بچہ جو ایک سال کا ہو کر دوسرے برس میں ہو، دیا جائے گا۔

☆ 150 اونٹوں پر تین مادہ اونٹنیاں جو تین سال کی ہو کر چوتھے برس میں ہوں، دی جائیں گی۔

☆ 150 سے 170 تک تین مادہ اونٹنیاں جو تین سال کی ہو کر چوتھے برس میں ہوں، دی جائیں گی اور ہر پانچ پر ایک سالہ بکری یا بکرا دیا جائے گا۔ مثلاً 155 پر تین اونٹنیوں کے ساتھ ایک بکری، 160 پر اونٹنیوں کے ساتھ دو بکریاں۔ علیٰ ہٰذا القیاس

☆ 175 سے 185 تک تین مادہ اونٹنیاں جو تین سال کی ہو کر چوتھے برس میں ہوں، دی جائیں گی اور ایک سالہ اونٹنی جو دوسرے سال میں ہو، دی جائے گی۔

☆ 186 سے 195 تک تین مادہ اونٹنیاں جو تین سال کی ہو کر چوتھے برس میں ہوں، دی جائیں گی اور ایک اونٹنی جو دو سال کی ہو کر تیسرے سال میں ہو، دی جائے گی۔

☆ 195 سے 200 تک چار مادہ اونٹنیاں جو تین سال کی ہو کر چوتھے برس میں ہوں، دی جائینگی۔ اگر چاہیں تو پانچ مادہ اونٹنیاں جو دو سال کی ہو کر تیسرے برس میں ہوں، دی جائیں گی۔

☆ 200 سے 250 تک کا حساب اسی طرح سے کیا جائے گا جس طرح 150 سے 200 تک کیا گیا ہے۔

(الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الزکوٰہ، الباب الثانی، الفصل الثانی، ج۱، ص۱۷۷۔

الدر المختار، کتاب الزکوٰۃ، باب نصاب الابل، ج۳، ص۲۳۸)

﴿ مزید آسانی کیلئے نیچے دیا گیا جدول ملاحظہ کیجئے: ﴾

اونٹوں کی تعداد	زکوٰۃ
5 سے 9 تک	ایک بکری
10 سے 41 تک	دو بکریاں
15 سے 19 تک	تین بکریاں
20 سے 24 تک	چار بکریاں
25 سے 35 تک	اونٹ کا ایک سال کا مادہ بچہ
36 سے 45 تک	اونٹ کا دو سال کا مادہ بچہ
46 سے 60 تک	تین سال کی اونٹنی
61 سے 75 تک	چار سال کی اونٹنی
76 سے 90 تک	دو، دو سال کی دو اونٹنیاں
91 سے 120 تک	تین، تین سال کی دو اونٹنیاں

اونٹوں کی زکوٰۃ میں مادہ اونٹنی کی جگہ نَر اونٹ دینا کیسا؟

اونٹوں کی زکوٰۃ میں مادہ اونٹنی کی جگہ نَر اونٹ بھی دیا جا سکتا ہے مگر اس کیلئے ضروری ہے وہ قیمت میں مادہ سے کم نہ ہو۔

(الدر المختار، کتاب الزکوٰۃ، باب نصاب الابل، ج۳، ص۲۴۰)

اونٹوں کی زکوٰۃ میں مذکورہ جانوروں کی جگہ ان کی قیمت دینا

اونٹوں کی زکوٰۃ میں مذکورہ جانوروں کی جگہ ان کی قیمت بھی دی جا سکتی ہے۔

گائے کی زکوٰۃ

گائے اور بھینس کی زکوۃ کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے:۔

☆ کم از کم 30 گایوں یا بھینسوں پر نصاب پورا ہوتا ہے، تیس سے کم میں زکوۃ واجب نہیں ہے۔

☆ 30 سے 39 تک کی زکوۃ میں سال بھر کا بچھڑا یا بچھیا دیں گے۔

☆ 40 سے 59 تک کی زکوۃ میں دو سالہ بچھڑا یا بچھیا دیں گے۔

☆ 60 میں سال بھر کے دو بچھڑے یا بچھیاں دیں گے۔

☆ 70 میں سال بھر کا ایک اور ایک دو سالہ بچھڑا یا بچھیاں دیں گے۔

☆ 80 میں دو سالہ دو بچھڑے یا بچھیا دیں گے۔

(الدر المختار، کتاب الزکوٰۃ، باب زکوٰۃ البقر، ج۳، ص۲۳۱)

مزید آسانی کیلئے جدول ملاحظہ کیجئے:

گائے یا بھینس کی تعداد	زکوۃ
30 ہوں تو	ایک سال کا بچھڑا یا بچھیا
40 ہوں تو	پورے دو سال کا بچھڑا یا بچھیا
60 ہوں تو	ایک ایک سال کے دو بچھڑے یا بچھیاں
70 ہوں تو	ایک سال کا بچھڑا اور ایک دو سال کا بچھڑا
80 ہوں تو	دو سال کے دو بچھڑے

بکریوں کی زکوٰۃ

بکریوں، بکروں، بھیڑیوں یا دُنبوں کی زکوٰۃ کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے:۔

☆ کم از کم 40 بکریوں یا بکروں وغیرہ پر نصاب پورا ہوتا ہے، چالیس سے کم میں زکوٰۃ واجب نہیں۔

☆ 40 سے 120 تک کی زکوٰۃ میں سال بھر کی بکری یا بکرا دیں گے۔

☆ 121 سے 200 تک کی زکوٰۃ میں سال بھر کی دو بکریاں یا بکرے دیں گے۔

☆ 201 سے 399 تک کی زکوٰۃ میں سال بھر کی تین بکریاں یا بکرے دیں گے۔

☆ 400 میں سال بھر کی چار بکریاں یا بکرے دیں گے۔

☆ اس کے بعد ہر 100 پر ایک بکری یا بکرے کا اضافہ کرتے چلے جائیں گے۔

(الفتاویٰ الهندیة، کتاب الزکوٰۃ، الباب الثانی فی صدقة السوائم، الفصل الرابع، ج۱،ص۱۷۸)

مزید آسانی کیلئے جدول ملاحظہ کیجئے:

گائے یا بھینس کی تعداد	زکوٰۃ
40 سے 120 تک	ایک بکری
121 سے 200 تک	دو بکریاں
201 سے 399 تک	تین بکریاں
400 پورے ہونے پر	چار بکریاں
400 سے زیادہ ہوں تو	ہر سو پر ایک بکری

جانوروں کی زکوۃ کے دیگر مسائل

کتنی عمر کے جانوروں کی زکوٰۃ واجب ہے ؟

ایک سال کی عمر کے جانوروں کی زکوۃ واجب ہے مثلاً اگر 39 بکریاں سال سے کم عمر کی ہیں اور ایک سال بھر کا ہو چکا تو اب تمام کو شامل حساب کیا جائے گا اور اگر کوئی بھی سال بھر کا نہیں تو نہیں کیا جائے گا۔ (ماخوذ از الجوهرة النيرة، كتاب الزكوٰة، باب زكوٰة الخيل، ج۳،ص۲۰۸)

اگر کوئی بھی نصاب کو نہ پہنچتا ہو تو ؟

اگر کسی کے پاس اونٹ، گائیں اور بکریاں ہوں لیکن ان میں سے کوئی بھی نصاب کو نہ پہنچتا ہو تو ان کو نہیں ملایا جائیگا۔ (ماخوذ از الدر المختار، كتاب الزكوٰة، باب زكوٰة المال، ج۳،ص۲۰۸)

گھوڑے گدھے اور خچر کی زکوٰۃ

گھوڑے گدھے اور خچر کی زکوۃ دینا واجب نہیں ہے اگرچہ سائمہ ہوں۔ہاں تجارت کیلئے ہوں تو واجب ہے۔ (الدر المختار، كتاب الزكوٰة، باب زكوٰة الغنم، ج۳،ص۲۳۲)

صدقۂ فطر [1]

بعدِ رمضان نمازِ عید کی ادائیگی سے قبل دیا جانے والا صدقۂ واجبہ 'صدقۂ فطر' کہلاتا ہے۔ خلیلِ ملّت حضرت علامہ مفتی محمد خلیل خان برکاتی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں، صدقۂ فطر دراصل رمضان المبارک کے روزوں کا صدقہ ہے تاکہ لغو اور بے ہودہ کاموں سے روزے کی طہارت ہو جائے اور ساتھ ہی غریبوں، ناداروں کی عید کا سامان بھی اور روزوں سے حاصل ہونے والی نعمتوں کا شکریہ بھی۔ (ہمارا اسلام، حصہ ۷، ص ۸۷)

حُسَین کے چار حروف کی نسبت سے صدقۂ فطر کی فضیلت کی 4 روایات

(۱) اللہ عزّوجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس آیتِ کریمہ کے بارے میں سوال کیا گیا

قد افلح من تزکّٰی لا وذکر اسم ربہٖ فصلّٰی ط (پ۳۰۔ الاعلیٰ: ۱۴، ۱۵)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک مراد کو پہنچا جو ستھرا ہوا اور اپنے ربّ کا نام لے کر نماز پڑھی۔

تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ آیت صدقہ فطر کے بارے میں نازل ہوئی۔ (صحیح ابن خزیمہ، الحدیث ۲۳۹۷، ج ۴، ص ۹۰)

(۲) سرکارِ مدینۂ منورہ، سردارِ مکہ مکرمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ برکت نشان ہے، جو تمہارے مالدار ہیں اللہ تعالیٰ (صدقۂ فطر دینے کی وجہ سے) انہیں پاک فرمادے گا اور جو تمہارے غریب ہیں تو اللہ عزّوجل انہیں اس سے بھی زیادہ دیگا۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الزکوٰۃ، باب روی من صاع من قمح، الحدیث ۱۶۱۹، ج ۲، ص ۱۶۱)

(۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ صدقہ فطر ادا کرنے میں تین فضیلتیں ہیں: پہلی روزے کا قبول ہونا، دوسری سکراتِ موت میں آسانی اور تیسری عذابِ قبر سے نجات۔ (المبسوط للسرخسی، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، ج ۲، ص ۱۱۴)

(٤) حضرت سیّدنا ابو خلدہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ میں حضرت سیّدنا ابو العالیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے فرمایا کہ کل جب تم عیدگاہ جاؤ تو مجھ سے ملتے جانا۔ جب میں گیا تو مجھ سے فرمایا، کیا تم نے کچھ کھایا؟ میں نے کہا ہاں۔ فرمایا کیا تم نہا چکے ہو؟ میں نے کہا ہاں۔ فرمایا صدقہ فطر ادا کر چکے ہو؟ میں نے کہا، ہاں صدقہ فطر ادا کر دیا ہے۔ فرمانے لگے، میں نے تمہیں اسی لئے بلایا تھا۔ پھر آپ نے یہ آیتِ کریمہ (قد افلح من تزکّٰی لا وذکر اسم ربہٖ فصلّٰی ط) تلاوت کی اور فرمایا، اہلِ مدینہ صدقہ فطر اور پانی پلانے سے افضل کوئی صدقہ نہیں جانتے تھے۔ (تفسیر طبری، ج ۱۲، ص ۵۴۷، رقم: ۳۶۹۹۲)

---

[1] صدقہ فطر کے فضائل و مسائل (از امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ) کا پمفلٹ مکتبۃ المدینہ سے ہدیۃً طلب کیجئے۔

صدقۂ فطر کب مشروع ہوا؟

سے ۲ھ میں رمضان کے روزے فرض ہوئے اور اسی سال عید سے دو دِن پہلے صدقۂ فطر کا حکم دیا گیا۔ (الدر المختار، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، ج۳،ص۳۶۲)

صدقۂ فطر کی ادائیگی کی حکمت

حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم، رؤف رَّحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے روزوں کو لغو اور بے حیائی کی بات سے پاک کرنے کیلئے اور مسکینوں کو کھلانے کیلئے صدقۂ فطر مقرر فرمایا۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الزکوٰۃ، باب زکوٰۃ الفطر، الحدیث ۱۶۰۹، ج۲،ص۱۵۷)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں، یعنی فطرہ واجب کرنے میں دو حکمتیں ہیں ایک تو روزہ دار کے روزوں کی کوتاہیوں کی معافی۔ اکثر روزے میں غصہ بڑھ جاتا ہے تو بلا وجہ لڑ پڑتا ہے، کبھی جھوٹ غیبت وغیرہ بھی ہوجاتے ہیں، ربّ تعالیٰ اس فطرے کی برکت سے وہ کوتاہیاں معاف کردے گا کہ نیکیوں سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ دوسرے مساکین کی روزی کا انتظام۔ (مرآۃ المناجیح، ج۳،ص۴۳)

صدقۂ فطر کا شرعی حکم

صدقۂ فطر دینا واجب ہے۔ (الدر المختار، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، ج۳،ص۳۶۲) صحیح بخاری میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسلمانوں پر صدقۂ فطر مقرر کیا۔ (صحیح البخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب فرض صدقۃ الفطر، الحدیث ۱۵۰۳، ج۱،ص۵۰۷ ملخصاً)

صدقۂ فطر کس پر واجب ہے؟

صدقۂ فطر ہر اس آزاد مسلمان پر واجب ہے جو مالکِ نصاب ہو اور اس کا نصاب حاجتِ اصلیہ سے فارغ ہو۔ (الدر المختار، کتاب الزکوٰۃ، باب صدقۃ الفطر، ج۳،ص۳۶۵) مالکِ نصاب مَرد اپنی طرف سے، اپنے چھوٹے بچوں کی طرف سے اور اگر کوئی مجنون (یعنی پاگل) اولاد ہے (چاہے پھر وہ پاگل اولاد بالغ ہی کیوں نہ ہو) تو اُس کی طرف سے بھی صدقۂ فطر ادا کرے۔ ہاں اگر وہ بچہ یا مجنون خود صاحبِ نصاب ہے تو پھر اُس کے مال میں سے فطرہ ادا کرے۔ (الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکاۃ، الباب الثامن فی صدقۃ الفطر، ج۱،ص۱۹۲)

مدینہ......مالکِ نصاب اور حاجتِ اصلیہ کی تعریف صفحہ نمبر 18 پر دوبارہ ملاحظہ کر لیجئے۔

وجوب کا وقت

عید کے دن صبح صادق طلوع ہوتے ہی صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے، لہٰذا جو شخص صبح ہونے سے پہلے مرگیا یا غنی تھا فقیر ہوگیا یا صبح طلوع ہونے کے بعد کافر مسلمان ہوا یا بچہ پیدا ہوا یا فقیر تھا غنی ہوگیا تو واجب نہ ہوا اور اگر صبح طلوع ہونے کے بعد مرا یا صبح طلوع ہونے سے پہلے کافر مسلمان ہوا یا بچہ پیدا ہوا یا فقیر تھا غنی ہوگیا تو واجب ہے۔ (الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکوٰۃ، الباب الثامن فی صدقۃ الفطر، ج۱،ص۱۹۲)

زکوٰۃ اور صدقۂ فطر میں فرق

زکوٰۃ میں سال کا گزرنا، عاقل بالغ اور نصابِ نامی (یعنی اس میں بڑھنے کی صلاحیت) ہونا شرط ہے جبکہ صدقۂ فطر میں یہ شرائط نہیں ہیں۔ چنانچہ اگر گھر میں زائد سامان ہو تو مالِ نامی نہ ہونے کے باوجود اگر اس کی قیمت نصاب کو پہنچتی ہے تو اس کے مالک پر صدقۂ فطر واجب ہوجائیگا۔ زکوٰۃ اور صدقۂ فطر کے نصاب میں یہ فرق کیفیت کے اعتبار سے ہے۔ (ماخوذ از الدر المختار، کتاب الزکوٰۃ، باب صدقۃ الفطر، ج۳،ص۳۶۵،۲۱۴،۲۰۷)

فطرہ کی ادائیگی کی شرائط

صدقۂ فطر میں بھی نیت کرنا اور مسلمان فقیر کو مال کا مالک کر دینا شرط ہے۔ (ایضاً،ص۳۸۰)

نابالغ پر صدقۂ فطر

نابالغ اگر صاحبِ نصاب ہو تو اس پر بھی صدقۂ فطر واجب ہے۔ اس کا ولی اس کے مال سے فطرہ ادا کرے۔ (ایضاً،ص۲۱۴،۲۰۷، ۳۶۵)

ماں کے پیٹ میں موجود بچے کا فطرہ

جو بچہ ماں کے پیٹ میں ہو، اس کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرنا واجب نہیں۔ (الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الزکوٰۃ، الباب الثامن فی صدقۃ الفطر، ج۱،ص۱۹۲)

چھوٹے بھائی کا فطرہ

اگر بڑا بھائی اپنے چھوٹے غریب بھائی کی پرورش کرتا ہو تو اس کا صدقۂ فطر مالدار باپ پر واجب ہے نہ کہ بڑے بھائی پر۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے، چھوٹے بھائی کی طرف سے صدقہ واجب نہیں اگرچہ وہ اس کی عیال میں شامل ہوں۔ (ایضاً،ص۹۳۱)

اگر کسی کا فطرہ نہ دیا گیا ہو تو ؟

نابالغی کی حالت میں باپ نے بچہ کا صدقۂ فطر ادا نہ کیا تو اگر وہ بچہ مالک نصاب تھا اور باپ نے ادا نہ کیا تو بالغ ہونے پر خود ادا کرے اور اگر وہ بچہ مالکِ نصاب نہ تھا تو بالغ ہونے پر اس کے ذمہ ادا کرنا واجب نہیں۔ (الدر المختار و رد المحتار، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، ج۳، ص۳۶۵)

باپ نے اگر روزے نہ رکھے ہوں

باپ جب مالکِ نصاب ہو اگرچہ اس نے رمضان کے روزے نہ رکھے ہوں تو صدقۂ فطر نابالغ بچوں کا اسی پر واجب ہے، نہ کہ ان کی ماں پر۔ (ایضاً ص۳۶۷، ۳۶۸)

ماں پر بچوں کا فطرہ واجب نہیں

اگر باپ نہ ہو تو ماں پر اپنے چھوٹے بچوں کی طرف سے صدقۂ فطر دینا واجب نہیں ہے۔ (ایضاً ص۳۶۸)

یتیم بچوں کا فطرہ

باپ نہ ہو تو اس کی جگہ دادا پر اپنے غریب یتیم پوتے، پوتی کی طرف سے صدقۂ فطر دینا واجب ہے جبکہ یہ بچے مالدار نہ ہوں۔

غریب باپ کے بچوں کا فطرہ

باپ غریب ہو تو اس کی جگہ مالکِ نصاب دادا پر اپنے غریب پوتے، پوتی کی طرف سے صدقۂ فطر دینا واجب ہے جبکہ بچے مالدار نہ ہوں۔ (ایضاً)

صدقۂ فطر کیلئے روزہ شرط نہیں

صدقۂ فطر واجب ہونے کیلئے روزہ رکھنا شرط نہیں، لہٰذا کسی عذر مثلاً سفر، مرض، بڑھاپے یا معاذ اللہ (عزوجل) بلا عذر روزے نہ رکھنے والا بھی فطرہ ادا کرے گا۔ (ایضاً ص۳۶۷)

نابالغ منکوحہ لڑکی کا فطرہ کس پر ؟

نابالغ لڑکی جو اس قابل ہے کہ شوہر کی خدمت کر سکے اسکا نکاح کر دیا اور شوہر کے یہاں اُسے بھیج بھی دیا تو کسی پر اس کی طرف سے صدقہ واجب نہیں، نہ شوہر پر نہ باپ پر اور اگر قابل خدمت نہیں یا شوہر کے یہاں اُسے بھیجا نہیں تو بدستور باپ پر ہے پھر یہ سب اس وقت ہے کہ لڑکی خود مالکِ نصاب نہ ہو، ورنہ بہر حال اُس کا صدقۂ فطر اس کے مال سے ادا کیا جائے۔ (ایضاً ص۳۶۸)

بچے پاکستان میں اور باپ ملک سے باہر ہو تو

اگر کسی کے چھوٹے بچے پاکستان میں رہتے ہیں اور باپ ملک سے باہر ہے تو اس صورت میں باپ پر چھوٹے (نابالغ) بچوں کے صدقۂ فطر کے گیہوں کی قیمت بیرونِ ملک کے حساب نکالنا واجب ہے۔ فتاوٰی عالمگیری میں ہے، صدقۂ فطر میں صدقہ دینے والے کے مکان کا اعتبار ہے چھوٹے بچوں کے مکان کا اعتبار نہیں۔ (الفتاوٰی الهندية، كتاب الزكوٰة، الباب الثامن فی صدقة الفطر، ج۱ص۱۹۳ ملخصاً)

شب عید بچہ پیدا ہوا تو ......؟

شبِ عید بچہ پیدا ہوا تو اس کا بھی فطرہ دینا ہوگا کیونکہ عید کے دن صبح صادق طلوع ہوتے ہی صدقۂ فطر واجب ہو جاتا ہے اور اگر بعد میں پیدا ہوا تو واجب نہیں۔ (ایضاً ص۱۹۲)

شب عید مسلمان ہونے والے کا فطرہ

عید کے دن صبح صادق طلوع ہوتے ہی صدقۂ فطر واجب ہو جاتا ہے لہٰذا اگر اس وقت سے پہلے کوئی مسلمان ہوا تو اس پر فطرہ دینا واجب ہے اور اگر بعد میں مسلمان ہوا تو واجب نہیں۔ (ایضاً)

مال ضائع ہوجائے تو ......؟

اگر صدقۂ فطر واجب ہونے کے بعد مال ہلاک ہو جائے تو پھر بھی دینا ہوگا کیونکہ زکوٰۃ وعشر کے برخلاف صدقۂ فطر ادا کرنے کیلئے مال کا باقی رہنا شرط نہیں۔ (الدر المختار، كتاب الزكوٰة، باب صدقة الفطر، ج۱ص۳۶۶)

فوت شدہ شخص کا فطرہ

اگر کسی شخص نے وصیت نہ کی اور مال چھوڑ کر مر گیا تو ورثہ پر اس میت کے مال سے فطرہ ادا کرنا واجب نہیں کیونکہ صدقۂ فطر شخص پر واجب ہے مال پر نہیں۔ ہاں اگر ورثہ بطورِ احسان اپنی طرف سے ادا کریں تو ہو سکتا ہے کچھ اُن پر جبر نہیں۔
(الفتاوٰی الهندية، كتاب الزكوٰة، الباب فی صدقة الفطر، ج۳ص۱۹۳)

مہمانوں کا فطرہ

عید پر آنے والے مہمانوں کا صدقۂ فطر میزبان ادا نہیں کرے گا اگر مہمان صاحبِ نصاب ہیں تو اپنا فطرہ خود ادا کریں۔
(فتاوٰی رضویہ مُخَرَّجَہ، ج۱۰ص۲۹۶)

شادی شدہ بیٹی کا فطرہ

اگر شادی شدہ بیٹی باپ کے گھر عید کرے تو اس کے چھوٹے بچوں کا فطرہ ان کے باپ پر ہے جبکہ عورت کا نہ باپ پر نہ شوہر پر، اگر صاحبِ نصاب ہے تو خود ادا کرے۔ (فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ، ج۱۰،ص۲۹۶)

بلا اجازت فطرہ ادا کرنا

اگر بیوی نے شوہر کی اجازت کے بغیر اس کا فطرہ ادا کیا تو صدقۂ فطر ادا نہیں ہوگا۔جبکہ صراحۃً یا دلالۃً اجازت نہ ہو۔ (ملخصاً الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکوٰۃ، الباب الثامن فی صدقۃ الفطر،ج۳،ص۱۹۳) اگر شوہر نے بیوی یا بالغ اولاد کی اجازت کے بغیر ان کا فطرہ ادا کیا تو صدقۂ فطر ادا ہو جائے گا بشرطیکہ وہ اس کے عیال میں ہو۔ (الدر المختار و رد المحتار، کتاب الزکوٰۃ، باب صدقۃ الفطر، ج۳،ص۳۷۰) اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتاویٰ رضویہ میں فرماتے ہیں کہ صدقۂ فطر عبادت ہے اور عبادت میں نیت شرط ہے تو بلا اجازت ناممکن ہے ہاں اجازت کیلئے صراحۃً ہونا ضرور نہیں دلالت کافی ہے مثلاً زید اس کے عیال میں ہے، اس کا کھانا پہننا سب اس کے پاس سے ہوتا ہے، اس صورت میں ادا ہو جائے گا۔ (فتاویٰ رضویہ، ج۲۰،ص۴۵۳)

صدقۂ فطر کن چیزوں سے ادا ہوتا ہے

گندم یا اس کا آٹا یا ستو نصف صاع، کھجور یا منقیٰ یا جَو یا اس کا آٹا یا ستو ایک صاع۔ان چار چیزوں (یعنی گیہوں، جو، کھجور، منقیٰ) کے علاوہ اگر کسی دوسری چیز سے فطرہ ادا کرنا چاہے، مثلاً چاول، جوار، باجرہ یا کوئی غلہ یا اور کوئی چیز دینا چاہے تو قیمت کا لحاظ کرنا ہوگا یعنی وہ چیز آدھے صاع گیہوں یا ایک صاع جَو کی قیمت کی ہو، یہاں تک کہ روٹی دیں تو اس میں بھی قیمت کا لحاظ کیا جائیگا اگرچہ گیہوں یا جَو کی ہو۔ (بہارِ شریعت،حصہ۵،ص۹۳۹)

صدقۂ فطر کی مقدار

صاع کی تحقیق میں اختلاف ہونے کے سبب صدقۂ فطر کی مقدار میں علمائے کرام کا اختلاف ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں اعلیٰ درجہ کی تحقیق اور احتیاط یہ ہے کہ صاع کا وزن تین سو اِکاون (351) روپے بھر آتے ہیں اور نصف صاع ایک سو پچھتر (175) روپے اٹھنی بھر ہوا۔ (فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ، ج۱۰، ص۲۹۵)

صدقۂ فطر کی مقدار آسان لفظوں میں

ایک سو پِچھتّر روپے اَٹھنّی بھر اوپر (یعنی دو سیر تین چھٹانک آدھا تولہ، یا دو کلو اور تقریباً پچاس گرام) وزن گیہوں یا اُس کا آٹا یا اتنے گیہوں کی قیمت ایک صدقۂ فطر کی مقدار ہے۔ اگر کھجور یا مُنقّیٰ (یعنی کشمش) یا جَو یا اس کا آٹا یا ستّو یا ان کی قیمت دینا چاہیں تو تین سو اِکاون روپے بھر (یعنی چار کلو اور تقریباً سو گرام) ایک صدقۂ فطر کی مقدار ہے۔ (بہارِ شریعت، ج۱، حصہ۵، ص۹۳۸)

صدقۂ فطر کی ادائیگی کا وقت

بہتر یہ ہے کہ عید کی صبح صادق ہونے کے بعد اور عید گاہ جانے سے پہلے ادا کر دے۔ (الدر المختار، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، ج۳، ص۳۷۶)

صدقۂ فطر رمضان میں ادا کر دیا تو؟

فتاویٰ عالمگیری میں ہے، اگر عید الفطر سے پہلے فطرہ ادا کریں تو جائز ہے۔ (الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکوٰۃ، الباب الثامن فی صدقۃ الفطر، ج۱، ص۱۹۳)

رمضان سے بھی پہلے صدقۂ فطر ادا کرنا

اگر صدقۂ فطر رمضان سے بھی پہلے ادا کر دیا تو جائز ہے۔ (ایضاً، ص۱۹۲)

پیشگی فطرہ دیتے وقت صاحب نصاب ہونا

اگر نصاب کا مالک ہونے سے پہلے صدقہ دے دیا پھر نصاب کا مالک ہوا تو صحیح ہے۔ (ایضاً، ص۱۹۲)

اگر عید کے بعد صدقۂ فطر دیا تو ؟

اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃُ ربّ العزت فرماتے ہیں، اس (یعنی صدقۂ فطر) کے دینے کا وقت واسع ہے عید الفطر سے پہلے بھی دے سکتا ہے اور بعد بھی، مگر بعد کو تاخیر نہ چاہئے بلکہ اُولیٰ یہ ہے کہ نمازِ عید سے پہلے نکال دے کہ حدیث میں ہے صاحبِ نصاب کے روزے معلق رہتے ہیں جب تک یہ صدقہ ادا نہ کرے گا۔ (فتاوٰی رضویہ، ج۱۰،ص۲۵۳)

کیا دینا افضل ہے ؟

گیہوں اور جَو کے دینے سے اُن کا آٹا دینا افضل ہے اور اس سے افضل یہ کہ قیمت دے دے، خواہ گیہوں کی قیمت دے یا جَو کی یا کھجور کی مگر زمانہ قحط میں خود ان کا دینا قیمت دینے سے افضل ہے۔ (الفتاوىٰ الهندية، كتاب الزكوٰة، الباب الثامن في صدقة الفطر،ج۱،ص۱۹۱۔۱۹۲ ۔ نور الايضاح، كتاب الزكوٰة، باب صدقة الفطر،ص۱۷۳۔۱۷۴)

فطرہ کس کو دیا جائے ؟

صدقۂ فطر کے مصارِف وہی ہیں جو زکوٰۃ کے ہیں۔ (عالمگیری، ج۱،ص۱۹۴) یعنی جن کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں انہیں فطرہ بھی دے سکتے ہیں اور جن کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے اُن کو فطرہ بھی نہیں دے سکتے۔ لہٰذا زکوٰۃ کی طرح صدقۂ فطر کی رقم بھی حیلہ شرعی کے بعد مدارس و جامعات اور دیگر دِینی کاموں میں استعمال کی جاسکتی ہے۔ (فتاوٰی امجدیہ، ج۱،ص۳۷۶ ملخصاً)

کسے صدقۂ فطر نہیں دے سکتے ؟

جنہیں زکوٰۃ نہیں دے سکتے انہیں صدقۂ فطر بھی نہیں دے سکتے۔ چنانچہ ساداتِ کرام کو صدقۂ فطر بھی نہیں دے سکتے۔ (الدر المختار و رد المحتار، كتاب الزكوٰة، باب صدقة الفطر،ج۳،ص۳۷۹)

ایک شخص کا فطرہ ایک ہی مسکین کو دینا

بہتر یہ ہے کہ ایک ہی مسکین یا فقیر کو فطرہ دیا جائے اگر ایک شخص کا فطرہ مختلف مساکین کو دے دیا تب بھی جائز ہے اسی طرح ایک ہی مسکین کو مختلف اشخاص کا فطرہ بھی دے سکتے ہیں۔ (الدر المختار و رد المحتار، كتاب الزكوٰة، باب صدقة الفطر، مطلب في مقدار الفطر،ج۳،ص۳۷۷ ملخصاً)

عُشر کا بیان ¹

سوال......عشر کسے کہتے ہیں؟

جواب......زمین سے نفع حاصل کرنے کی غرض سے اُگائی جانے والی شے کی پیداوار پر جوزکوٰۃ ادا کی جاتی ہے اسے عشر کہتے ہیں۔

(الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکوٰۃ، الباب السادس، ج۱،ص۱۸۵ ملخصاً)

سوال......زمین کی زکوٰۃ کو عشر کیوں کہتے ہیں؟

جواب......زمین کی پیداوار کا عموماً دسواں حصہ (1/10) بطورِ زکوٰۃ دیا جاتا ہے اس لئے اسے عشر (یعنی دسواں حصہ) کہتے ہیں۔

---

¹ یہ رسالہ 'عشر کے احکام' کے نام سے مکتبۃ المدینہ سے شائع ہوچکا ہے، افادیت کے پیشِ نظر اس کا کچھ حصہ اس کتاب میں بھی شامل کیا جارہا ہے۔

عشر کے فضائل

سوال......عشر دینے کی کیا فضیلت ہے؟

جواب......عشر کی ادائیگی کرنے والوں کو انعاماتِ آخرت کی بشارت ہے جیسا کہ قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وماۤ انفقتم من شئٍ فھو یخلفه ج وھو خیر الرازقین (پ۲۲۔سبا:۳۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو چیز تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو وہ اس کے بدلے اور دے گا اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا۔

سورۂ بقرہ میں ہے:

مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللّٰہ کمثل حبة انبتت سبع سنابل فی کل سنبلة مائة حبة ط واللّٰہ یضٰعف لمن یشآء ط واللّٰہ واسع علیم الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللّٰہ ثم لا یتبعون ماۤ انفقوا منا ولاۤ اذی لا لھم اجرھم عند ربھم ج ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون (پ۳۔البقرہ:۲۶۱،۲۶۲)

ترجمۂ کنزالایمان: ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانہ کی طرح جس نے اوگائیں سات بالیں، ہر بال میں سو دانے اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کیلئے چاہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے' وہ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، پھر دیئے پیچھے نہ احسان رکھیں نہ تکلیف دیں ان کا نیگ (انعام) ان کے ربّ کے پاس ہے اور انہیں نہ کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم۔

سرکارِ دو عالم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی ترغیبِ اُمت کیلئے کئی مقامات پر راہِ خداعزَّوجل میں خرچ کرنے کے کئی فضائل بیان کئے ہیں۔ چنانچہ حضرت سیّدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم، رؤف رّحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، زکوٰۃ دے کر اپنے مالوں کو مضبوط قلعوں میں کرلو اور اپنے بیماروں کا علاج صدقہ سے کرو اور بلا نازل ہونے پر دعا و تضرع (یعنی گریہ زاری) سے اِستعانت (یعنی مدد طلب) کرو۔ (مراسیل ابی داؤد مع سنن ابی داؤد، باب فی الصائم، ص۸)

اور حضرت سیّدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کردی، بے شک اللہ تعالیٰ نے اس سے شر دور فرمادیا۔ (المعجم الاوسط، باب الالف، الحدیث ۱۵۷۹، ج۱، ص۴۳۱)

عشر ادا نہ کرنے کا وبال

سوال......عشرادانہ کرنے کا کیا وبال ہے؟

جواب......عشرادانہ کرنے والے کیلئے قرآنِ پاک واحادیثِ مبارکہ میں سخت وعیدیں آئی ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ولا یحسبن الذین یبخلون بمآ اٰتٰھم اللہ من فضلہٖ ھو خیرا لھم ط

بل ھو شر لھم ط سیطوقون ما بخلوا بہٖ یوم القیٰمۃ ط (پ۴۔آل عمران:۱۸۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی، ہرگز اسے اپنے لئے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کیلئے برا ہے عنقریب وہ جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہوگا۔

حضرتِ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مکی مدنی سرکار، دوعالم کے مالک ومختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جس کو اللہ عزوجل مال دے اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن وہ مال گنجے سانپ کی صورت میں کردیا جائے گا جس کے سر پر دو چتیاں ہوں گی (یعنی دو نشان ہونگے) وہ سانپ اس کے گلے میں طوق بنا کر ڈال دیا جائے پھر اس (زکوٰۃ نہ دینے والے) کی باچھیں پکڑے گا اور کہے گا، میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔ اس کے بعد نبی پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:

ولا یحسبن الذین یبخلون بمآ اٰتٰھم اللہ من فضلہٖ ھو خیرا لھم ط

بل ھو شر لھم ط سیطوقون ما بخلوا بہٖ یوم القیٰمۃ ط (پ۴۔آل عمران:۱۸۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی، ہرگز اسے اپنے لئے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کیلئے برا ہے عنقریب وہ جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہوگا۔

(صحیح البخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب اثم مانع الزکوٰۃ، الحدیث ۱۴۰۳،ج۱،ص۴۷۴)

حضرتِ سیّدنا بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو قوم زکوٰۃ نہ دے گی اللہ عزوجل اسے قحط میں مبتلا فرمائے گا۔ (المعجم الاوسط، الحدیث ۴۵۷۷،ج۳،ص۲۷۵)

حضرتِ سیّدنا امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم، رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، خشکی وتری میں جو مال تلف ہوتا ہے وہ زکوٰۃ نہ دینے کی وجہ سے تلف ہوتا ہے۔ (کنز العمال، کتاب الزکوٰۃ، الفصل الثانی فی ترھیب مانع الزکوٰۃ، الحدیث ۱۵۸۰۳،ج۶،ص۱۳۱)

کس پیداوار پر عشر واجب ہے ؟

سوال......زمین کی کس پیداوار پر عشر واجب ہے؟

جواب...... جو چیزیں ایسی ہوں کہ ان کی پیداوار سے زمین کا نفع حاصل کرنا مقصود ہو خواہ وہ غلہ، اناج اور پھل فروٹ ہوں یا سبزیاں وغیرہ مثلاً اناج اور غلہ میں گندم، جو، چاول، گنا، کپاس، جوار، دھان (چاول)، باجرہ، مونگ پھلی، مکئی وار سورج مکھی، رائی، سرسوں اور لوبن وغیرہ۔

پھلوں میں خربوزہ، آم، امرود، مالٹا، لوکاٹ، سیب، چیکو، انار، ناشپاتی، جاپانی پھل، سنگترا، پپیتا، ناریل، تربوز، فالسہ، جامن، لیچی، لیموں، خوبانی، آڑو، کھجور، آلو بخارا، گرما، اناناس، انگور اور آلوچہ وغیرہ۔

سبزیوں میں ککڑی، ٹینڈا، کریلا، بھنڈی، توری، آلو، ٹماٹر، گھیا توری، سبز مرچ، شملہ مرچ، پودینا، کھیرا، ککڑی (تر) اور اروی، توریا، پھول گوبھی، بند گوبھی، شلغم، گاجر، چقندر، مٹر، پیاز، لہسن، پالک، دھنیا اور مختلف قسم کے ساگ اور میتھی اور بینگن وغیرہ ان سب کی پیداوار میں سے عشر (یعنی دسواں حصہ) یا نصف عشر (یعنی بیسواں حصہ) واجب ہے۔ (الفتاویٰ الهندية، كتاب الزكوٰة، الباب السادس، ج۱،ص۱۸۶)

اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانعام میں فرمایا:

و اٰتوا حقه يوم حصاده (پ۸۔الانعام:۱۴۲)

ترجمۂ کنزالایمان: کھیتی کٹنے کے دن اس کا حق ادا کرو۔

امامِ اہلسنّت، مجدِدِ دین وملت، پروانۂ شمع رسالت، الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن لکھتے ہیں کہ اکثر مفسرین مثلاً حضرت ابن عباس، طاؤس، حسن، جابر بن زید اور سعید بن المسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک اس حق سے مراد عشر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ، کتاب الزکوٰۃ، ج۱۰،ص۶۵)

نبی کریم، رؤف رّحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ہر اس شئے میں جسے زمین نے نکالا (اس میں) عشر یا نصف عشر ہے۔

(كنز العمال، كتاب الزكوٰة، باب زكوٰة النبات والفواكه، الحديث ۱۵۸۷۳،ج۶،ص۱۴۰)

حضرت سیّدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم، نورِ مجسم، شاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جن زمینوں کو دریا اور بارش سیراب کرے ان میں عشر (یعنی دسواں حصہ دینا واجب) ہے اور جو زمینیں اونٹ کے ذریعے سیراب کی جائیں ان میں نصف عشر (بیسواں حصہ واجب) ہے۔ (صحيح مسلم، كتاب الزكوٰة، باب ما فيه العشر او نصف عشر، الحديث ۹۸۱،ص۴۸۸)

سوال......نصف عشر سے کیا مراد ہے؟

جواب......نصف عشر سے مراد بیسواں حصہ 1/20 ہے۔ (بہارِ شریعت، ج۱، حصہ۵، صفحہ۹۱۶)

شہد کی پیداوار پر عشر

سوال......عشری زمین میں جو شہد پیدا ہو، کیا اس پر بھی عشر دینا پڑے گا؟

جواب......جی ہاں۔ (الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکوٰۃ، الباب السادس، ج۱،ص۱۸۶)

کس پیداوار پر عشر واجب نہیں ؟

سوال......کن فصلوں پر عشر واجب نہیں؟

جواب...... جو چیزیں ایسی ہوں کہ ان کی پیداوار سے زمین کا نفع حاصل کرنا مقصود نہ ہو ان میں عشر نہیں جیسے ایندھن، گھاس، بید، سرکنڈا، جھاؤ (وہ پودا جس سے ٹوکریاں بنائی جاتی ہیں)، کھجور کے پتے وغیرہ، ان کے علاوہ ہر قسم کی ترکاریوں اور پھلوں کے بیج کہ ان کی کھیتی سے ترکاریاں مقصود ہوتی ہیں بیج مقصود نہیں ہوتے اور جو بیج دوا کے طور پر استعمال ہوتے ہیں مثلاً کندر، میتھی اور کلونجی وغیرہ کے بیج، ان میں بھی عشر نہیں ہے۔ اسی طرح وہ چیزیں جو زمین کے تابع ہوں جیسے درخت اور جو چیز درخت سے نکلے جیسے گوند اس میں عشر واجب نہیں۔

البتہ اگر گھاس، بید، جھاؤ (وہ پودا جس سے ٹوکریاں بنائی جاتی ہیں) وغیرہ سے زمین کے منافع حاصل کرنا مقصود ہو اور زمین ان کیلئے خالی چھوڑ دی تو ان میں بھی عشر واجب ہے۔ کپاس اور بینگن کے پودوں میں عشر نہیں مگر ان سے حاصل کپاس اور بینگن کی پیداوار میں عشر ہے۔ (در مختار، کتاب الزکوٰۃ، باب العشر، ج۳،ص۳۱۵۔ الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکوٰۃ، الباب السادس فی زکوٰۃ زرع، ج۱،ص۱۸۶)

عشر واجب ہونے کیلئے کم از کم مقدار

سوال......عشر واجب ہونے کیلئے غلہ، پھل اور سبزیوں کی کم از کم کتنی مقدار ہونا ضروری ہے؟

جواب......عشر واجب ہونے کیلئے ان کی کوئی مقدار مقرر نہیں ہے بلکہ زمین سے غلہ، پھل اور سبزیوں کی جتنی پیداوار بھی حاصل ہو اس پر عشر یا نصف عشر دینا واجب ہوگا۔ (الفتاویٰ الھندیۃ، المرجع الاسابق)

پاگل اور نابالغ پر عشر

سوال......اگر ان کی پیداوار کا مالک پاگل اور نابالغ ہو تو اس کو بھی عشر دینا ہوگا؟

جواب......عشر چونکہ زمین کی پیداوار پر ادا کیا جاتا ہے لہٰذا جو بھی اس پیداوار کا مالک ہوگا وہ عشر ادا کرے گا چاہے وہ مجنون (یعنی پاگل) اور نابالغ ہی کیوں نہ ہو۔ (الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکوٰۃ، الباب السادس فی زکوٰۃ زرع، ج۱،ص۱۸۵)

قرض دار پر عشر

سوال......کیا قرض دار کو عشر معاف ہے؟

جواب......قرض دار سے عشر معاف نہیں، اس لئے اگر قرض لے کر زمین خریدی ہو یا کاشت کار پہلے سے مقروض ہو یا قرض لے کر کاشت کاری کی ہو ان سب صورتوں میں قرضدار پر بھی عشر واجب ہے۔ (الدر المختار و رد المحتار، کتاب الزکوٰۃ، باب العشر، ج۳،ص۳۱۴)

علامہ عالم بن علاء الانصاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ زکوۃ کے برخلاف عشر مقروض پر بھی واجب ہوتا ہے۔ (فتاویٰ تاتار خانیہ کتاب العشر، ج۲،ص۳۳۰)

شرعی فقیر پر عشر

سوال......کیا شرعی فقیر پر بھی عشر واجب ہوگا؟

جواب......جی ہاں، شرعی فقیر پر بھی عشر واجب ہے کیونکہ عشر واجب ہونے کا سبب زمین نامی (یعنی قابل کاشت) سے حقیقتاً پیداوار کا ہونا ہے، اس میں مالک کے غنی یا فقیر ہونے کا کوئی اعتبار نہیں۔ (ماخوذ من العنایۃ والکفایۃ، کتاب الزکوٰۃ، باب زکاۃ الزروع، ج۲،ص۱۸۸)

عشر کیلئے سال گزرنا شرط ھے یا نہیں؟

سوال......کیا عشر واجب ہونے کیلئے سال گزرنا شرط ہے؟

جواب......عشر واجب ہونے کیلئے پورا سال گزرنا شرط نہیں بلکہ سال میں ایک ہی کھیت میں چند بار پیداوار ہوئی تو ہر بار عشر واجب ہے۔ (الدر المختار و رد المحتار، کتاب الزکوٰۃ، باب العشر، ج۳،ص۳۱۳)

مختلف زمینوں کا عشر

سوال......مختلف زمینوں کو سیراب کرنے کیلئے الگ الگ طریقے استعمال کئے جاتے ہیں، تو کیا ہر قسم کی زمین میں عشر (یعنی دسواں حصہ ہی) واجب ہوگا؟

جواب......اس سلسلے میں تفصیل یہ ہے کہ

☆ جو کھیت بارش، نہر، نالے کے پانی سے (قیمت ادا کئے بغیر) سیراب کیا جائے، اس میں عشر یعنی دسواں حصہ واجب ہے،

☆ جس کھیت کی آبپاشی ڈول (یا اپنے ٹیوب ویل) وغیرہ سے ہو، اس میں نصف عشر یعنی بیسواں حصہ واجب ہے،

☆ اگر (نہر یا ٹیوب ویل وغیرہ کا) پانی خرید کا آبپاشی کی ہو یعنی وہ پانی کسی کی ملکیت ہے اس سے خرید کر آبپاشی کی، جب بھی نصف عشر واجب ہے،

☆ اگر وہ کھیت کچھ دِنوں بارش کے پانی سے سیراب کردیا جاتا ہے اور کچھ ڈول (یا اپنے ٹیوب ویل) وغیرہ سے، تو اگر اکثر بارش کے پانی سے کام لیا جاتا ہے اور کبھی کبھی ڈول (یا اپنے ٹیوب ویل) وغیرہ سے تو عشر واجب ہے ورنہ نصف عشر واجب ہے۔

(در المختار و رد المحتار، کتاب الزکوٰۃ، باب العشر، ج۳،ص۳۱۶)

ٹھیکے کی زمینوں کا عشر

سوال......کیا ٹھیکے پر دی جانے والی زمین کی پیداوار پر بھی عشر ہوگا؟

جواب......جی ہاں، ٹھیکے پر دی جانے والی زمین کی پیداوار پر بھی عشر ہوگا۔

سوال......یہ عشر کون ادا کرے گا؟

جواب......اس عشر کی ادائیگی کاشتکار پر واجب ہوگی۔ (رد المحتار، کتاب الزکوٰۃ، باب العشر، ج۳،ص۳۱۴)

اگر خود فصل نہ بوئی تو عشر کس پر ہے ؟

سوال......اگر زمین کا مالک خود کھیتی باڑی میں حصہ نہ لے بلکہ مزارعوں سے کام لے تو عشر مزارع پر ہوگا یا مالکِ زمین پر؟

جواب......اس سلسلے میں دیکھا جائے گا کہ اگر مزارع سے مراد وہ ہے جو زمین بٹائی پر لیتا ہے یعنی پیداوار میں سے آدھا یا تیسرا حصہ وغیرہ مالکِ زمین کا اور بقیہ مزارع کا ہو تو اس صورت میں دونوں پر ان کے حصے کے مطابق عشر واجب ہوگا۔

صدر الشریعہ، بدر الطریقہ مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالی علیہ بہارِ شریعت میں فرماتے ہیں، عشری زمین بٹائی پر دی تو عشر دونوں پر ہے۔ (بہارِ شریعت، ج ۱، حصہ ۵، ص ۹۲۱)

اور اگر مزارع سے مراد وہ ہے کہ جس کو مالکِ زمین نے زمین اجارہ پر دی مثلاً فی ایکڑ پچاس ہزار روپیہ تو اس صورت میں عشر مزارع پر ہوگا مالک زمین پر نہیں۔ (ماخوذ از بدائع الصنائع، ج ۲، ص ۸۴)

مشترکہ زمین کا عشر

سوال......جو زمین کسی کی مشترکہ ملکیت ہو تو عشر کون ادا کرے گا؟

جواب......عشر کی ادائیگی میں زمین کا مال ہونا شرط نہیں ہے بلکہ پیداوار کا مالک ہونا شرط ہے اس لئے جو جتنی پیداوار کا مالک ہوگا وہ اس پیداوار کا عشر ادا کرے گا۔ فتاویٰ شامی میں ہے کہ عشر واجب ہونے کیلئے زمین کا مالک ہونا شرط نہیں بلکہ پیداوار کا مالک ہونا شرط ہے کیونکہ عشر پیداوار پر واجب ہوتا ہے نہ کہ زمین پر اور زمین کا مالک ہونا یا نہ ہونا دونوں برابر ہے۔ (رد المحتار، کتاب الزکوٰۃ، باب العشر، ج ۳، ص ۳۱۴)

گھریلو پیداوار پر عشر

سوال......گھر یا قبرستان میں جو پیداوار ہو اس پر عشر ہوگا یا نہیں؟

جواب......گھر یا قبرستان میں جو پیداوار ہو، اس میں عشر واجب نہیں ہے۔ (الدر المختار، کتاب الزکوٰۃ، مطلب مهم فی حکم اراضی مصر والشام السلطانية، ج ۳، ص ۳۲۰)

عشر کی پیداوار سے پہلے اخراجات الگ کرنا

سوال......کیا عشر کل پیداوار سے ادا کیا جائے یا اخراجات وغیرہ نکال کر بقیہ پیداوار سے ادا کیا جائے گا؟

جواب......جس پیداوار میں عشر یا نصف عشر واجب ہو، اس میں کل پیداوار کا عشر یا نصف عشر لیا جائے گا۔ ایسا نہیں ہے کہ زراعت، ہل، بیل، حفاظت کرنے والے اور کام کرنے والوں کی اُجرت یا بیج، کھاد اور ادویات وغیرہ کے اخراجات نکال کر باقی کا عشر یا نصف عشر دیا جائے۔ (الدر المختار و رد المحتار، کتاب الزکوٰۃ، مطلب مهم فی حکم اراضی مصر والشام السلطانیة، ج۳،ص۳۱۷)

سوال......حکومت کو جو مال گزاری دی جاتی ہے کیا اسے بھی پیداوار سے نہیں نکالا جائے گا؟

جواب......جی نہیں، اس مال گزاری کو بھی پیداوار سے الگ نہیں کیا جائے گا بلکہ اسے بھی شامل کر کے عشر کا حساب لگایا جائے گا۔

عشر کی ادائیگی

سوال......عشر کب ادا کرنا ہوگا؟

جواب......جب پیداوار حاصل ہو جائے یعنی فصل پک جائے یا نکل آئیں اور نفع اٹھانے کے قابل ہو جائیں تو عشر واجب ہو جائیگا فصل کاٹنے یا پھل توڑنے کے بعد حساب لگا کر عشر ادا کرنا ہوگا۔ (الدر المختار و رد المحتار، کتاب الزکوٰۃ، باب العشر، مطلب مهم فی حکم اراضی ...... الخ، ج۳،ص۳۲۱)

عشر پیشگی ادا کرنا

سوال......کیا عشر پیشگی طور پر ادا کیا جا سکتا ہے؟

جواب......اس کی چند صورتیں ہیں:

☆ جب کھیتی تیار ہو جائے تو اس کا عشر پیشگی دینا جائز ہے۔

☆ کھیتی بونے اور ظاہر ہونے کے بعد ادا کیا تو بھی جائز ہے۔

☆ اگر بونے کے بعد اور ظاہر ہونے سے پہلے ادا کیا تو اظہر (یعنی زیادہ ظاہر) یہ ہے کہ پیشگی ادا کرنا جائز نہیں۔

☆ پھلوں کے ظاہر ہونے سے پہلے دیا تو پیشگی دینا جائز نہیں اور ظاہر ہونے کے بعد دیا تو جائز ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری، کتاب الزکوٰۃ، ج۱،ص۱۸۶)

مدینہ......اگرچہ ذکر کی گئی بعض صورتوں میں پیشگی عشر ادا کرنا جائز ہے لیکن افضل یہ ہے کہ پیداوار حاصل ہونے کے بعد عشر ادا کیا جائے۔ (البحر الرائق، کتاب الزکوٰۃ، ج۲،ص۳۹۲)

پھل ظاہر ہونے اور کھیتی تیار ہونے سے مراد

سوال......پھل ظاہر اور کھیتی تیار ہونے سے کیا مراد ہے؟

جواب......اس سے مراد یہ ہے کہ کھیتی اتنی تیار ہو جائے اور پھل اتنے پک جائیں کہ ان کے خراب ہونے یا سوکھ جانے وغیرہ کا اندیشہ نہ رہے اگرچہ توڑنے یا کاٹنے کے قابل نہ ہوئے ہوں۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ، ج۱۰،ص۲۴۱)

پیداوار بیچ دی تو عشر کس پر ہے ؟

سوال......پھل ظاہر ہونے اور کھیتی تیار ہونے کے بعد پھل بیچے تو عشر بیچنے والے پر ہوگا یا خریدنے والے پر؟

جواب......ایسی صورت میں عشر بیچنے والے پر ہوگا۔ (ایضاً)

عشر کی ادائیگی میں تاخیر

سوال......عشر ادا کرنے میں تاخیر کرنا کیسا؟

جواب......عشر پیداوار کی زکوٰۃ کا نام ہے اس لئے جو احکام زکوٰۃ کی ادائیگی کے ہیں وہی احکام عشر کی ادائیگی کے بھی ہیں۔ اس لئے بغیر مجبوری کے اس کی ادائیگی میں تاخیر کرنے والا گنہگار ہے اور اس کی شہادت (یعنی گواہی) مقبول نہیں۔

(الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکوٰۃ، الباب الاوّل، ج۱،ص۱۷۰)

سوال......اگر کوئی عشر واجب ہونے کے باوجود ادا نہ کرے تو کیا کرنا چاہئے؟

جواب...... جو خوشی سے عشر نہ دے تو بادشاہِ اسلام جبراً (یعنی زبردستی) اس سے عشر لے سکتا ہے اور اس صورت میں بھی عشر ادا ہو جائے گا مگر ثواب کا مستحق نہیں اور خوشی سے ادا کرے تو ثواب کا مستحق ہے۔ (الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکوٰۃ، الباب السادس فی زکوٰۃ الزرع والثمار، ج۱،ص۱۸۵)

مدینہ......یاد رہے کہ زبردستی عشر وصول کرنا بادشاہِ اسلام ہی کا کام ہے عام لوگوں کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے۔ ایسی صورتِ حال میں اسے عشر ادا کرنے کی ترغیب دی جائے اور ربّ تعالیٰ کی ناراضگی کا احساس دلایا جائے۔ ایسے لوگوں کو رسالہ 'عشر کے احکام' یا یہ کتاب 'فیضانِ زکوٰۃ' پڑھنے کیلئے تحفۃً پیش کرنا بھی بے حد مفید ہوگا، اِن شاءَ اللہ عزَّ وجلَّ۔

عشر ادا کرنے سے پہلے پیداوار کا استعمال

سوال......کیا عشر ادا کرنے سے پہلے پیداوار استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب......جب تک عشر ادا نہ کردے یا پیداوار سے عشر الگ نہ کرلے، اس وقت تک پیداوار میں سے کچھ بھی استعمال کرنا جائز نہیں اور اگر استعمال کرلیا تو اس میں جو عشر کی مقدار بنتی ہے اتنا تاوان ادا کرے البتہ تھوڑا سا استعمال کرلیا تو معاف ہے۔

(الدر المختار و رد المحتار، کتاب الزکوٰۃ، مطلب مهم فی حکم اراضی مصر الخ، ج۳، ص۳۲۱،۳۲۲)

عشر دینے سے پہلے فوت ہوگیا تو ؟

سوال......جس پر عشر واجب ہوا اور وہ فوت ہو جائے اور پیداوار بھی موجود ہے تو کیا اس میں سے عشر دیا جائے گا؟

جواب......ایسی صورت میں اگر پیداوار موجود ہو تو اس پیداوار میں سے عشر دیا جائے گا۔ (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الزکوٰۃ، الباب السادس فی زکاۃ الزرع، ج۱، ص۱۸۵)

عشر میں رقم دینا

سوال......کیا عشر میں صرف پیداوار ہی دینی ہوگی یا اس کی قیمت بھی دی جاسکتی ہے؟

جواب......موجودہ فصل میں سے جس قدر غلہ یا پھل ہوں ان کا پورا عشر علیحدہ کرے یا اس کی پوری قیمت (بطورِ عشر) دے، دونوں طرح سے جائز ہے۔ (الفتاویٰ المصطفویة، ص۲۹۸)

اگر طویل عرصے سے عشر ادا نہ کیا ہو تو ؟

سوال......اگر کئی سال عشر ادا نہ کیا ہو تو کیا کیا جائے؟

جواب......عشر کی عدمِ ادائیگی پر توبہ کرے اور سابقہ سالوں کے عشر کا حساب لگا کر بقدرِ استطاعت ادا کرتا رہے۔ (ایضاً)

اگر فصل ہی کاشت نہ کی تو ؟

سوال......اگر زراعت پر قادر ہونے کے باوجود کسی نے فصل کاشت نہیں کی تو کیا اس صورت میں بھی اس پر عشر واجب ہوگا؟

جواب......اگر کسی نے زراعت پر قابو ہونے کے باوجود اگر فصل کاشت نہیں کی تو پیداوار نہ ہونے کی بناء پر اس پر عشر کی ادائیگی واجب نہیں کیونکہ عشر زمین پر نہیں اس کی پیداوار پر واجب ہوتا ہے۔ (رد المحتار، کتاب الزکوٰۃ، باب العشر، ج۳، ص۳۲۳)

فصل ضائع ہونے کی صورت میں عشر

سوال......اگر کسی وجہ سے فصل ضائع ہوگئی تو عشر واجب ہوگا؟

جواب......کھیت بویا مگر پیداوار ضائع ہوگئی مثلاً کھیتی ڈوب گئی یا جل گئی یا سردی اور لُو سے جاتی رہی تو ان سب صورتوں میں عشر ساقط ہے، جبکہ کل جاتی رہی اور اگر کچھ باقی ہے تو اس باقی کا عشر لیں گے اور اگر جانور کھا گئے تو (عشر) ساقط نہیں اور (عشر) ساقط ہونے کیلئے یہ بھی شرط ہے کہ اس کے بعد اس سال کے اندر اس میں دوسری زراعت تیار نہ ہوسکے اور یہ بھی شرط ہے کہ توڑنے یا کاٹنے سے پہلے ہلاک ہو ورنہ ساقط نہیں۔ (رد المحتار، کتاب الزکوٰۃ، ج۳،ص۳۲۳)

عشر کس کو دیا جائے ؟

سوال......عشر کسے دیا جائے؟

جواب......عشر چونکہ کھیت کی پیداوار کی زکوٰۃ کا نام ہے، اس لئے جن کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے ان کو عشر بھی دیا جاسکتا ہے۔

(الفتاویٰ الخانیہ، کتاب الزکوٰۃ، فصل فی العشر فی ما یخرجہ الارض، ج۱،ص۱۳۲)

خریف کی فصلیں، سبزیاں اور پھل

خریف...... اِس سے مراد موسم گرما کی فصلیں ہیں جن کی کاشت موسم گرما کے آغاز میں مارچ تا جون جبکہ کٹائی موسم گرما کے اختتام اور خزاں میں اگست تا نومبر ہوتی ہے۔

خریف کی اہم فصلیں...... کپاس، جُوار، دھان (چاول)، باجرہ، مُونگ پھلی، مکئی، کماد (یعنی گنّا) اور سورج مکھی۔ خریف کی اہم فصلیں ہیں۔ دالوں میں دال مونگ، دال ماش اور لوبیا خریف میں کاشت ہوتی ہیں۔

سبزیاں...... گرمیوں میں کدو شریف، (ٹِنڈا) ٹینڈا، کریلا، بھنڈی، توری، آلو، ٹماٹر، گِھیا توری، سبز مرچ، شملہ مرچ، پودینہ، کھیرا، ککڑی (تر) اور اَرْوِی شامل ہیں۔

پھل...... موسم گرما میں خربوزہ، تربوز، آم، فالسہ، جامن، لیچی، لیموں، خوبانی، آڑو، کھجور، آلو بخارا، گرما، انناس، انگور اور آلوچہ شامل ہیں۔

ربیع کی فصلیں، سبزیاں اور پھل

ربیع...... اِس سے مراد موسم سرما کی فصلیں ہیں جن کی کاشت موسم سرما کے آغاز میں اکتوبر سے دسمبر تک ہوتی ہے اور کٹائی موسم سرما کے اختتام اور موسم بہار میں جنوری تا اپریل ہوتی ہے۔

ربیع کی اہم فصلیں...... ربیع کی اہم فصلوں میں گنْدُم، چنا، جَو، برسیم، تورِیا، رائی، سرسوں اور لُوسن ہیں۔ دالوں میں مسور کی دال ربیع کی اہم فصل ہے۔

سبزیاں...... اِس موسم میں اٹھائی جانے والی سبزیوں میں پھول گوبھی، بند گوبھی، شلغم، گاجر، چقندر، مٹر، پیاز، لہسن، مولی، پالک، دھنیا اور مختلف قسم کے ساگ اور میتھی شامل ہیں۔

پھل...... ربیع کے پھلوں میں مالٹا، لوکاٹ، بیر، امرود، سیب، چیکو، انار، ناشپاتی، آم لوک (جاپانی پھل)، سنگترا، پپیتا اور ناریل شامل ہیں۔ عموماً شہد بھی ربیع کی فصل کے ساتھ ہی حاصل کیا جاتا ہے۔

سوال کرنے کا وبال

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آج کل سوال کرنے میں کوئی قباحت نہیں سمجھی جاتی۔ اچھے خاصے تندرست لوگ بھیک مانگتے دکھائی دیتے ہیں جو کما کر خود بھی کھا سکتے ہیں اور اپنے گھر والوں کو بھی کھلا سکتے ہیں۔ یاد رکھئے بلا اجازتِ شرعی سوال کرنا حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ، ج۱۰، ص۲۵۳)

مُمَانَعَت کے چھ حروف کی نسبت سے سوال کرنے کی مذمت کے بارے میں مدنی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے 6 فرامین

۱...... حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، تم میں سے کوئی شخص سوال کرتا رہے گا یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کے جسم پر گوشت کا ایک ٹکڑا بھی نہیں ہوگا۔ (صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب الکراهیة المسالة للناس، الحدیث ۱۰۴۰، ص۵۱۸)

۲...... حضرت سیّدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ نبی مُکَرَّم، نورِ مجسم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، سوال ایک قسم کی خراش ہے کہ آدمی سوال کرکے اپنے منہ کو نوچتا ہے، جو چاہے اپنے منہ پر اس خراش کو باقی رکھے اور جو چاہے چھوڑ دے۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الزکوٰۃ، باب ما تجوز فیه المسألة، الحدیث ۱۶۳۹، ج۲، ص۱۶۸)

۳...... حضرت سیّدنا عایذ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شمار، دو عالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ سوال کرنے میں کیا ہے تو کوئی کسی کے پاس سوال لے کر نہ جاتا۔ (سنن نسائی، کتاب الزکوٰۃ، باب المسألة، ج۵، ص۹۵)

٤......حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحرو بر صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا، جو مال بڑھانے کیلئے سوال کرتا ہے وہ انگارے کا سوال کرتا ہے تو چاہے زیادہ مانگے یا کم کا سوال کرے۔ (صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب الکراھیۃ المسألۃ الناس، الحدیث ۱۰۴۰، ص۵۱۸)

٥......حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا، جس پر نہ فاقہ گزرا نہ اتنے بال بچے ہیں جن کی طاقت نہیں رکھتا اور سوال کا دروازہ کھولے، اللہ عزوجل اس پر فاقہ کا دروازہ کھول دے گا ایسی جگہ سے جو اس کے خیال میں بھی نہیں۔ (شعب الایمان، باب فی الزکوٰۃ، فصل فی الاستعفاف عن المسألۃ، الحدیث ۳۵۲۶، ج۳، ص۲۷۴)

٦......حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے صدقہ اور سوال سے بچنے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا، اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے، اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا ہے اور نیچے والا مانگنے والا۔ (صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب بیان ان الید العلیا......الخ الحدیث ۱۰۳۳، ص۵۱۵)

مدنی التجاء

زکوٰۃ ادا کرنے والے خوش نصیب اسلامی بھائیوں اور بہنوں کی خدمت میں مؤدبانہ گزارش ہے کہ اپنی زکوٰۃ قریبی رشتہ داروں کو دیں جو زکوٰۃ کے مستحق بھی ہوں یا پھر ایسے مقام پر دینے کی کوشش فرمائیں جہاں نہ صرف اس کا دینا جائز ہو بلکہ یہ صدقہ آپ کیلئے عظیم الشان ثوابِ جاریہ بن سکے۔ اس کو یوں سمجھئے کہ اگر آپ کوئی کاروبار کرنا چاہیں اور دو قسم کے کاروبار آپ کے پیشِ نظر ہوں:۔

١......جس میں ایک مرتبہ نفع حاصل ہوگا پھر منقطع ہو جائے گا۔

٢......جس میں نفع کا سلسلہ تا قیامت ہو۔

تو یقیناً آپ کا دل و دماغ دوسری قسم کے کاروبار کے حق میں فیصلہ دے گا۔ الحمدللہ عزوجل تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر تحریک دعوتِ اسلامی 36 سے زیادہ شعبہ جات میں مَدَنی کام کر رہی ہے۔ برائے کرم! اپنی زکوٰۃ وعُشر اور صدقات وخیرات دعوتِ اسلامی کو دینے کے ساتھ ساتھ اپنے رِشتہ داروں، پڑوسیوں اور دوستوں پر بھی انفرادی کوشش فرما کر ان کے زکوٰۃ عشر اور دیگر عطیّات دعوتِ اسلامی کے مدنی مرکز پر پہنچا کر یا کسی ذمہ دار اسلامی بھائی کو دے کر یا مدنی مرکز پر فون کر کے کسی اسلامی بھائی کو طلب فرما کر انہیں عنایت فرما دیجئے۔ اللہ عزوجل آپ کا سینہ مدینہ بنائے۔ آمین بجاہِ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ کراچی، پاکستان

فون: 4921389-91

www.dawateislami.net / www.dawateislami.org

دعوتِ اسلامی کی جھلکیاں

از: شیخ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّارؔ قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ

(۱) **66 ممالک**...... اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک 'دعوتِ اسلامی' تادمِ تحریر دنیا کے تقریباً 66 ممالک میں اپنا پیغام پہنچا چکی ہے اور آگے کوچ جاری ہے۔

(۲) **کفار میں تبلیغ**...... لاکھوں بے عمل مسلمان، نمازی اور سنّتوں کے عادی بن چکے ہیں۔ مختلف ممالک میں کفار بھی مُبَلِّغِین دعوتِ اسلامی کے ہاتھوں مشرف بہ اسلام ہوتے رہتے ہیں۔

(۳) **مدنی قافلے**...... عاشقانِ رسول کے سنّتوں کی تربیت کے بے شمار مدنی قافلے ملک بہ ملک، شہر بہ شہر اور قریہ بہ قریہ سفر کرکے علمِ دین اور سنّتوں کی بہاریں لٹا رہے اور نیکی کی دعوت کی دھومیں مچارہے ہیں۔

(۴) **مدنی تربیت گاہیں**...... متعدد مقامات پر مدنی تربیت گاہیں قائم ہیں جن میں دور ونزدیک سے اسلامی بھائی آکر قیام کرتے عاشقانِ رسول کی صحبت میں سنّتوں کی تربیت پاتے اور پھر قرب وجوار میں جاکر 'نیکی کی دعوت' کے مدنی پھول مہکاتے ہیں۔

(۵) **مساجد کی تعمیر**...... کیلئے مجلس خُدّامُ المساجد قائم ہے، متعدد مساجد کی تعمیرات کا ہر وقت سلسلہ رہتا ہے، کئی شہروں میں 'مدنی مرکز فیضانِ مدینہ' کی تعمیرات کا کام بھی جاری ہے۔

(۶) **آئمّۂ مساجد**...... بیشمار مساجد کے امام و مُؤَذِّنِین اور خادِمین کے مُشاہَرے (تنخواہوں) کی ادائیگی کا بھی سلسلہ ہے۔

(۷) **گونگے، بہرے اور نابینا**...... ان کے اندر بھی مدنی کام ہو رہا ہے اور ان کے مدنی قافلے بھی سفر کرتے رہتے ہیں۔

(۸) **جیل خانے**...... قیدیوں کی تعلیم وتربیت کیلئے جیل خانوں میں بھی مدنی کام کی ترکیب ہے۔ کراچی سینٹرل جیل میں جامعۃ المدینہ کا بھی سلسلہ ہے۔ کئی ڈاکو اور جرائم پیشہ اَفراد جیل کے اندر ہونے والے مدنی کاموں سے متاثر ہوکر تائب ہونے کے بعد رہائی پاکر عاشقانِ رسول کے ساتھ مدنی قافلوں کے مسافر بننے اور سنّتوں بھری زندگی گزارنے کی سعادت پارہے ہیں، آتشیں اسلحہ کے ذَرِیعے اندھا دُھند گولیاں برسانے والے اب سنّتوں کے مدنی پھول لٹا رہے ہیں۔ مبلغینکی انفرادی کوششوں کے باعث کفار قیدی بھی مشرف بہ اسلام ہو رہے ہیں۔

(۹) **اجتماعی اعتکاف**...... دنیا کی بیشمار مساجد میں ماہِ رَمَضانُ المبارَك کے آخری عشرہ میں اِجتماعی اعتکاف کا اہتمام کیا جاتا ہے ان میں ہزارہا اسلامی بھائی علمِ دین حاصل کرتے، سنّتوں کی تربیت پاتے ہیں۔ نیز کئی مُعْتَکِفِین چاند رات ہی سے عاشقانِ رسول کے ساتھ سنّتوں کی تربیت کے مدنی قافلوں کے مسافر بن جاتے ہیں۔

(۱۰) **حج کے بعد سب سے بڑا اجتماع**...... دنیا کے مختلف ممالک میں ہزاروں مقامات پر ہونے والے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماعات کے علاوہ عالمی اور صوبائی سطح پر بھی سنتوں بھرے اجتماعات ہوتے ہیں۔ جن میں ہزاروں، لاکھوں عاشقانِ رسول شرکت کرتے ہیں اور اجتماع کے بعد خوش نصیب اسلامی بھائی سنتوں کی تربیت کے مدنی قافلوں کے مسافر بھی بنتے ہیں۔ مدینۃ الاولیاء ملتان شریف (پاکستان) میں واقع صحرائے مدینہ کے کثیر رقبے پر ہر سال تین دن کا بین الاقوامی سنتوں بھرا اجتماع ہوتا ہے۔ جس میں دنیا کے کئی ممالک سے مدنی قافلے شرکت کرتے ہیں۔ بلاشبہ یہ حج کے بعد مسلمانوں کا سب سے بڑا اجتماع ہوتا ہے۔ صحرائے مدینہ مدینۃ الاولیاء ملتان اور صحرائے مدینہ بابُ المدینہ کراچی کا کثیر رقبہ دعوتِ اسلامی کی ملکیت ہے۔

(۱۱) **اسلامی بہنوں میں مدنی انقلاب**...... اِسلامی بہنوں کے بھی شرعی پردہ کیساتھ متعدد مقامات پر ہفتہ وار اجتماعات ہوتے ہیں۔ لاتعداد بے عمل اسلامی بہنیں باعمل، نمازی اور مدنی بُرقعوں کی پابند بن چکی ہیں۔ دنیا کے مختلف ممالک میں اکثر گھروں کے اندر ان کے تقریباً روزانہ ہزاروں مدارس بنام مدرسۃ المدینہ (برائے بالغات) بھی لگائے جاتے ہیں، ایک اندازے کے مطابق فقط (باب المدینہ کراچی) میں اسلامی بہنوں کے 1317 مدرسے تقریباً روزانہ لگتے ہیں جن میں 12017 اسلامی بہنیں قرآنِ پاک، نماز اور سنتوں کی مفت تعلیم پاتیں اور دعائیں یاد کرتی ہیں۔

(۱۲) **مدنی انعامات**...... اِسلامی بھائیوں، اسلامی بہنوں اور طلباء کو فرائض و واجبات، سُنن و مستحبات اور اَخلاقیات کا پابند بنانے اور مہلکات (یعنی گناہوں) سے بچانے کیلئے مدنی انعامات کی صورت میں ایک نظامِ عمل دیا گیا ہے۔ بے شمار اسلامی بھائی، اسلامی بہنیں اور طلباء مدنی انعامات کے مطابق عمل کر کے روزانہ سونے سے قبل 'فکرِ مدینہ' یعنی اپنے اعمال کا جائزہ لے کر کارڈ یا پاکٹ سائز رسالے میں دیئے گئے خانے پُر کرتے ہیں۔

(۱۳) **مدنی مذاکرات**...... بسا اوقات مدنی مذاکرات کے اجتماعات کا انعقاد بھی ہوتا ہے جس میں عقائد و اعمال، شریعت و طریقت، تاریخ و سیرت، طِبابت و روحانیت وغیرہ مختلف موضوعات پر پوچھے گئے سوالات کے جوابات دیئے جاتے ہیں۔ (یہ جوابات خود امیرِ اہلسنّت مدظلہ العالی دیتے ہیں۔ مجلس مکتبۃ المدینہ)

(۱۴) **روحانی علاج اور استخارہ**...... دُکھیارے مسلمانوں کا تعویذات کے ذریعے فی سبیل اللہ علاج کیا جاتا ہے نیز استخارہ کرنے کا سلسلہ بھی ہے۔ ماہانہ کم و بیش ڈیڑھ لاکھ مسلمان اس سے مستفیض ہوتے ہیں۔

(۱۵) **حجاج کی تربیت**...... حج کے موسمِ بہار میں حاجی کیمپوں میں مبلغین دعوتِ اسلامی حاجیوں کی تربیت کرتے ہیں۔ حج و زیارتِ مدینۂ منورہ میں رہنمائی کیلئے مدینے کے مسافروں کو حج کی کتابیں بھی مفت پیش کی جاتی ہیں۔

(۱٦) **تعلیمی ادارے**...... تعلیمی اداروں مثلاً دِینی مدارس، اسکولز، کالجز اور یونیورسٹیز کے اساتذہ وطلباء کو میٹھے میٹھے آقا مدینے والے مصطفٰی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنتوں سے رُوشناس کروانے کے لئے بھی مدنی کام ہورہا ہے۔ بے شمار طلباء سنتوں بھرے اجتماعات میں شرکت کرتے ہیں نیز مدنی قافلوں کے مسافر بھی بنتے رہتے ہیں۔ الحمدللہ عزّ وجل متعدد دنیوی علوم کے دلدادہ بے عمل طلباء، نمازی اور سنتوں کے عادی ہوگئے۔ چھٹیوں میں دینی تربیت کیلئے 'فیضانِ قرآن وحدیث کورس' کی بھی ترکیب کی جاتی ہے۔

(۱۷) **جامعۃ المدینہ**...... کثیر جامعات بنام 'جامعۃ المدینہ' قائم ہیں ان کے ذریعے لاتعداد اسلامی بھائیوں کو (حسبِ ضرورت قیام وطعام کی سہولتوں کے ساتھ) درسِ نظامی (یعنی عالم کورس) اور اسلامی بہنوں کو 'عالمہ کورس' کی مفت تعلیم دی جاتی ہے۔ اہلسنّت کے مدارس کے ملک گیر ادارہ تنظیم المدارس (پاکستان) کی جانب سے لیے جانے والے امتحانات میں برسوں سے تقریباً ہر سال دعوتِ اسلامی کے جامعات کے طلباء اور طالبات پاکستان میں نمایاں کامیابی حاصل کرکے بسا اوقات اوّل، دوم اور سوم پوزیشن حاصل کرتے ہیں۔

(۱۸) **مدرسۃ المدینہ**...... اندرون و بیرونِ ملک حفظ وناظرہ کے لاتعداد مدارس بنام 'مدرَسۃُ المدینہ' قائم ہیں۔ پاکستان میں تادمِ تحریر کم وبیش 42,000 (بیالیس ہزار) مدنی منے اور مدنی منیوں کو حفظ وناظرہ کی مفت تعلیم دی جارہی ہے۔

(۱۹) **مدرسۃ المدینہ (بالغان)**...... اسی طرح مختلف مساجد وغیرہ میں عموماً بعد نمازِ عشاء ہزارہا مدرسۃ المدینہ کی ترکیب ہوتی ہے جن میں اسلامی بھائی صحیح مخارج سے حروف کی درست ادائیگی کے ساتھ قرآن کریم سیکھتے اور دعائیں یاد کرتے، نمازیں وغیرہ درست کرتے اور سنتوں کی مفت تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

(۲۰) **شفاخانے**...... محدود پیمانے پر شفا خانے بھی قائم ہیں جہاں بیمار طلباء اور مدنی عملہ کا مفت علاج کیا جاتا ہے۔ ضرورتاً داخل بھی کرتے ہیں نیز حسبِ ضرورت بڑے اسپتالوں کے ذریعے بھی علاج کی ترکیب بنائی جاتی ہے۔

(۲۱) **تَخَصُّص فِی الفِقہ**...... یعنی 'مفتی کورس' کا بھی سلسلہ ہے جس میں متعدد علمائے کرام اِفتاء کی تربیت پارہے ہیں۔

(۲۲) **شریعت کورس**...... ضروریاتِ دین سے روشناس کروانے کیلئے اپنی نوعیت کا منفرد 'شریعت کورس' بھی شروع کیا گیا ہے جس میں تمام شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے اسلامی بھائی شرکت کرتے ہیں۔ اسلامی بہنوں میں بھی یہ کورس جاری ہے۔ اس کیلئے دعوتِ اسلامی کی 'مجلس تحقیقاتِ شرعیہ' کے مبلغین علمائے کرام کثّرھم اللہ تعالیٰ نے باقاعدہ ایک ضخیم کتاب بنام 'نصابِ شریعت (حصہ اوّل)' مرتب فرمائی ہے جو کہ مکتبۃ المدینہ کی تمام شاخوں سے ہدیۃً طلب کی جاسکتی ہے۔

(۲۳) **مجلس تحقیقاتِ شرعیہ** ...... مسلمانوں کو پیش آمدہ جدید مسائل کے حل کیلئے مجلس تحقیقاتِ شرعیہ مصروفِ عمل ہے جو کہ دعوتِ اسلامی کے مبلغین علماء و مفتیان کرام پر مشتمل ہے۔

(۲۴) **دارُالافتاء**...... مسلمانوں کے شرعی مسائل کے حل کیلئے متعدد 'دارُالافتاء' قائم کئے گئے ہیں جہاں دعوتِ اسلامی کے مبلغین مفتیانِ کرام، بالمشافہ، تحریری اور مکتوبات کے ذریعے شرعی مسائل کا حل پیش کر رہے ہیں۔ اکثر فتاویٰ کمپیوٹر پر کمپوز کر کے دیئے جاتے ہیں۔

(۲۵) **انٹرنیٹ**...... انٹرنیٹ کی ویب سائٹ www.dawateislami.net کے ذریعے دنیا بھر میں اسلام کا پیغام عام کیا جارہا ہے۔

(۲۶) **آن لائن دارُالافتاء اہل سنت**...... دعوتِ اسلامی کی website میں دارُالافتاء اہلسنّت پر دنیا بھر کے مسلمانوں کی طرف سے پوچھے جانے والے مسائل کا حل بتایا جاتا، کفار کے اسلام پر اعتراضات کے جوابات دیئے جاتے اور ان کو اسلام کی دعوت پیش کی جاتی ہے۔

(۲۷، ۲۸) **مکتبۃُ المدینہ** اور **المدینۃُ العِلمیۃ**...... ان دونوں اداروں کے ذریعے سرکارِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر علمائے اہلسنّت کی کتابیں زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر لاکھوں لاکھ کی تعداد میں عوام کے ہاتھوں میں پہنچ کر سنتوں کے پھول کھلا رہی ہیں۔ الحمدللہ عزّ وجل دعوتِ اسلامی نے اپنا پریس (Press) بھی قائم کرلیا ہے۔ نیز سنتوں بھرے بیانات اور مدنی مذاکرات کی لاکھوں کیسٹیں بھی دنیا بھر میں پہنچیں اور پہنچ رہی ہیں۔

(۲۹) **مجلس تفتیش کتب و رسائل** ...... غیر محتاط کتب چھاپنے کے سبب اُمتِ مسلمہ میں پھیلنے والی گمراہی اور ہونے والے گناہِ جاریہ کے سدِّ باب کیلئے مجلس تفتیش کتب و رسائل قائم ہے جو مصنفین و مؤلفین کی کتب کو عقائد، کفریات، اَخلاقیات، عربی عبارات اور فقہی مسائل کے حوالے سے ملاحظہ کر کے سند جاری کرتی ہے۔

(۳۰) **مختلف کورسز**...... مبلغین کی تربیت کیلئے مختلف کورسز کا اہتمام کیا گیا ہے مثلاً 41 دن کا مدنی قافلہ کورس، 63 دن کا تربیتی کورس گونگے بہروں کیلئے 30 دن کا تربیتی کورس، امامت کورس اور مُدرِّس کورس وغیرہم۔

(۳۱) ایصالِ ثواب...... اپنے مرحوم عزیزوں کے نام ڈلوا کر فیضانِ سنت، نماز کے احکام اور دیگر چھوٹی بڑی کتابیں تقسیم کرنے کے خواہش مند اسلامی بھائی مکتبۃ المدینہ سے رابطہ کرتے ہیں۔

(۳۲) مکتبۃ المدینہ کے بستے...... شادی بیاہ و دیگر خوشی وغمی کے مواقع پر اہل خانہ کی طرف سے مفت کتابیں بانٹنے کیلئے مکتبۃ المدینہ کے بستہ (اسٹال) لگائے جاتے ہیں یہ خدمت مکتبہ کا مدنی عملہ خود پیش کرتا ہے آپ صرف رابطہ فرمائیں۔

(۳۳) مجلس تراجم...... مکتبۃ المدینہ سے شائع ہونے والے مختلف رسالوں کے مختلف زبانوں میں تراجم کرکے اسے دنیا کے کئی ممالک میں بھیجنے کی ترکیب کی جاتی ہے۔

(۳۴) بیرونِ ملک اجتماعات...... دنیا کے کئی ممالک میں دو دو دن کے سنتوں بھرے اجتماعات کا انعقاد کیا جاتا ہے جہاں ہزاروں مقامی اسلامی بھائی شرکت کرتے ہیں نیز ان اجتماعات کی برکت سے وقتاً فوقتاً غیر مسلم، مسلمان ہو جاتے ہیں پھر ان اجتماعات سے ہاتھوں ہاتھ مدنی قافلے راہِ خدا عزَّ وجل میں سفر اختیار کرتے ہیں۔

(۳۵) تربیتی اجتماعات...... ملک و بیرونِ ملک میں ذمہ داران کے دو / تین دن کے تربیتی اجتماعات منعقد کئے جاتے ہیں جن میں ہزاروں ذمہ داران شرکت کرکے مدنی کام کو مزید بہتر انداز میں کرنے کا عزم کرکے لوٹتے ہیں۔

(۳۶) مدنی چینل...... الحمدللہ عزَّ وجل دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلس شوریٰ نے خوب جد و جہد کرکے رَمضان المبارک ۱۴۲۹ھ (2008) سے مدنی چینل کے ذریعے گھر گھر سنتوں کا پیغام عام کرنا شروع کر دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کے حیرت انگیز مدنی نتائج آنے لگے۔ یقیناً اسکی یہ برکت تو بچہ بھی سمجھ سکتا ہے کہ جب تک **مدنی چینل** گھر یا دفتر وغیرہ کے T.V میں آن رہے گا کم از کم اُس وقت تو مسلمان دوسرے گناہوں بھرے چینلز سے بچے رہیں گے۔ الحمدللہ عزَّ وجل ہماری توقع سے زیادہ مدنی چینل کو کامیابی حاصل ہو کر رہی ہے۔ آج کل ابتدائی آزمائشی سلسلوں (پروگراموں) کی ترکیب ہے اور دنیا کے مختلف مقامات سے روزانہ ہزاروں مبارک بادیوں اور حوصلہ افزائیوں کے پیغامات موصول ہو رہے ہیں۔ ان پیغامات میں اس طرح کی باتیں بھی ہوتی ہیں کہ ہم نے مدنی چینل دیکھ کر گناہوں سے توبہ کرلی ہے، ہم نمازی اور سنتوں کے عادی بنتے جا رہے ہیں، بلکہ الحمدللہ عزَّ وجل کفار کی اسلام آوری کی بھی بہاریں موصول ہو رہی ہیں۔

(تفصیلی معلومات کیلئے رسالہ 'دعوتِ اسلامی کا تعارف' مکتبۃ المدینہ سے ہدیۃً طلب کیجئے۔)

ماخذ و مراجع

۱	قرآن مجید	کلامِ باری تعالیٰ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
۲	کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
۳	صحیح البخاری	امام محمد بن اسماعیل بخاری اَلْمُتَوَفّٰی ۲۵۶ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
۴	صحیح مسلم	امام مسلم بن حجاج بن مسلم القشیری متوفی ۲۶۱ھ	دار ابن حزم بیروت
۵	سنن الترمذی	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی متوفی ۲۸۹ھ	دار الفکر بیروت
۶	سنن ابی داود	امام ابو داود سلیمان ابن اشعث متوفی ۲۷۵ھ	دار احیاء التراث العربی
۷	سنن ابی ماجہ	امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی متوفی ۲۷۳ھ	دار الفکر بیروت
۸	المسند للامام احمد بن حنبل	امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ	دار الفکر بیروت
۹	المعجم الکبیر	امام سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ۳۶۰ھ	دار احیاء التراث العربی
۱۰	المعجم الاوسط	امام سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ۳۶۰ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
۱۱	شعب الایمان	امام احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
۱۲	مجمع الزوائد	حافظ نور الدین علی بن ابو بکر ہیثمی متوفی ۸۰۷ھ	دار الفکر بیروت
۱۳	الترغیب والترہیب	امام زکی الدین عبد العظیم المنذری متوفی ۱۱۸۵ھ	دار الفکر بیروت
۱۴	المسند لابی یعلیٰ	شیخ الاسلام ابو یعلیٰ احمد الموصلی متوفی ۳۰۷ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
۱۵	صحیح ابن خزیمہ	امام الائمہ ابو بکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ متوفی ۳۱۱ھ	المکتب الاسلامی بیروت
۱۶	مراسیل ابی داود	امام ابو داود سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ	باب المدینہ کراچی
۱۷	الزواجر	امام الشیخ ابن حجر مکی متوفی ۹۷۴ھ	دار الحدیث قاہرہ
۱۸	مراۃ المناجیح	مفتی احمد یار خان نعیمی متوفی ۱۳۹۱ھ	ضیاء القرآن کراچی
۱۹	الدر المختار	علامہ علاؤ الدین محمد بن علی متوفی ۱۰۸۸ھ	دار المعرفہ بیروت
۲۰	رد المحتار	علامہ سیّد محمد امین بن علی متوفی ۱۲۵۲ھ	دار المعرفہ بیروت

۲۱	بہارِ شریعت	صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی متوفی ۱۳۷۶ھ	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
۲۲	فتاویٰ فقیہ ملت	جلال الدین امجدی متوفی ۱۴۲۲ھ	لاہور
۲۳	وقار الفتاویٰ	علامہ وقار الدین متوفی ۱۴۱۳ھ	بزم وقار الدین کراچی
۲۴	فتاویٰ ہندیہ	علامہ ملا نظام الدین متوفی ۱۱۶۱ھ	کوئٹہ
۲۵	فتاویٰ رضویہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن لاہور
۲۶	فتاویٰ امجدیہ	مفتی امجد علی اعظمی متوفی ۱۳۷۶ھ	مکتبہ رضویہ لاہور
۲۷	فتاویٰ فیض الرسول	مفتی جلال الدین احمد امجدی	لاہور
۲۸	فتاویٰ سراجیہ	علامہ علی بن عثمان سراج الدین	باب المدینہ کراچی
۲۹	فتاویٰ الخانیہ	علامہ عالم بن العلاء انصاری متوفی ۷۸۶ھ	باب المدینہ کراچی
۳۰	حبیب الفتاویٰ	مفتی حبیب اللہ نعیمی	لاہور
۳۱	بدائع الصنائع	امام علاؤ الدین ابوبکر بن مسعود متوفی ۵۸۷ھ	داراحیاء التراث العربی بیروت
۳۲	شرح نقایہ	امام نور الدین ابو الحسن متوفی ۱۰۱۴ھ	دارارقم بیروت
۳۳	حاشیہ الطحطاوی	علامہ احمد بن طحطاوی متوفی ۱۲۳۱ھ	کوئٹہ
۳۴	غمز العیون الابصار	علامہ احمد بن محمود الحموی متوفی ۱۰۹۸ھ	کراچی
۳۵	تنویر الابصار	شیخ شمس الدین ترمتاشی متوفی ۱۰۰۴ھ	دارالمعرفۃ بیروت